

علاءِ پاکستان
تفسیری خدمات

toobaa-elibrary.blogspot.com

فریقہ پنڈت گہمی اور اندوہ باز لاہور

علمائے پاکستان کی تفسیری خدمات

ڈاکٹر حافظ قاری فیض الرحمن
ایم اے، ایم او ایل، بی اے ڈی
ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

فرنیئر پبلشنگ کمپنی

اردو بازار، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب کے بارے میں

معلمائے پاکستان کی تفسیری خدمات پر یہ مختصر کتاب البندالی ترتیب کے ساتھ خارشین کلام کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے اس کی مقصد یہ بھی ہے اور مزید چینی بھی۔ کئی تفسیر اور ترجمہ کھینے والے بھی ہیں اور جزوی بھی مراد۔ اور اردو میں کھینے والے بھی ہیں اور پشتو میں بھی اور عربی میں بھی اور موجود ہیں۔ حقیقت یہ کہ ہمارے اسلاف بھی ہیں اور ہمیں اپنے فضول کو کھی نہیں بہرہ چاہئے تاہم دنیا میں اللہ کا ارشاد ہے کہ جو قوم اپنے اسلاف اور فضول کو بہرہ جاتی ہے مٹ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ان صیب نبیوں کو اپنی خاص رحمت میں جگہ دے اور مرحومین کے جنت الفردوس میں اور بے جہرہ اور موجودین کو مزید انعمی کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین

د۔ فیوض الرحمن

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	..	علمائے پاکستان کی تفسیری خدمت
موضوع و دائرہ	..	معارف
مطبوعہ	..	زعیر پبلشنگ کمپنی
مطبع	..	ضیاء برکی
بار اول	..	1993
تعداد صفحات	..	1100

تقریظ (علمائے پاکستان کی تفسیری خدمات)

فہرست (علمائے پاکستان کی تفسیری خدمات)

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۱	مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	۱۷	مولانا شہداء اللہ امرتسری	۳۰	
۲	آثر زہری	۱۸	سید حامد حسن بنگلوی	۳۸	
۳	مولوی احمد پشاوروی	۱۹	مولانا حبیب الرحمن خان	۳۹	
۴	مولانا احمد علی	۲۰	مولانا حبیب الرحمن ودانی	۵۰	
۵	مولانا سید محمد احمد قادری	۲۱	مولانا حسین بخش	۵۱	
۶	مفتی احمد یار خان فیضی	۲۲	مولانا حسین علی	۵۳	
۷	مولانا محمد اویس کاندھلوی	۲۳	حمید نسیم	۵۴	
۸	مولانا محمد کاشف صلیبی شیرازی	۲۴	مولانا محمد صغیر ندوی	۵۶	
۹	مولانا محمد اسحاق کرمی پشاور	۲۵	مولانا زاہد العینی	۵۷	
۱۰	مولانا امیر محمد شیرازی	۲۶	مولانا ساجد الرحمن صدیقی	۷۰	
۱۱	مولانا حسن امجدی	۲۷	سید راشد جان ڈاکٹر	۷۲	
۱۲	مولانا ذوالفقار	۲۸	سیاح ابوبکر بادی	۷۳	
۱۳	مولانا سید انوار الحق کاکڑی	۲۹	مولانا شائق احمد کراچی	۷۴	
۱۴	مولانا محمد اکرم بنگلوی	۳۰	علامہ شبیر احمد عثمانی	۷۷	
۱۵	مولانا حکیم انیس احمد صدیقی	۳۱	مولانا شمس الدین تاجی	۸۲	
۱۶	مولانا عمر قحطی عثمانی	۳۲	مولانا محمد فضل ندوی	۸۴	

ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، آپ کا ہر عمل، آپ کا ہر قول قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ آپ کے وہاں کے بعد اس واقعہ کی تفسیر کو قرآن مجید کے پس منظر میں بیان کرنے کا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔ اور قیامت تک جاری رہے گا۔ بیشمار تفسیریں دنیا کی تمام زبانوں میں لکھی جاتی ہیں، جن سے خطہ ارحی کے ہر حصے میں نور انسانی مستفید ہو رہی ہے اور مراد مستقیم کی ہدایت حاصل کر رہی ہے۔

پاکستان میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں ان سب زبانوں میں قرآن حکیم کی تفسیر لکھی گئی ہے جن کا عام طور پر لوگوں کو کم نہیں ہے۔ ہمارے سامنے زندگی میں یہ بہت بڑی کمی ہے جس کا پورا کیا جانا ہر لحاظ سے ضروری تھا۔ یہ سعادت بھی جناب کوئی، شاکر فیض الرحمن ہی کے حصے میں آئی ہے اور آپ نے ان تمام علمائے پاکستان کی تفسیری خدمات پر شرف و ربط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے جنہوں نے اس مقدس کام کو اپنے اپنے حصے میں بڑے غور اور تندہ سے انجام دیا ہے۔ اس عظیم الشان کارنامہ کے لئے میں محرم کوئی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

سید واجد رضوی

مولانا محمد ابراہیم میر سیاکوٹی

آپ ۱۸۵۵ء کے قریب متزی قادیان میں صاحب کشمیری مرحوم کے گھریا ہو گئے۔

تعلیم میٹرک پاس کر کے مدرسہ سیاکوٹ میں داخلہ لیا۔ پھر تحصیل سے پہلے ۱۸۹۶ء میں کالج کوٹیرکا دیکر دیا۔ اور پھر دینی تعلیم کی تعلیمیں میں مصروف ہو گئے، پہلے حضرت مولانا غلام حسن سیاکوٹی سے پڑھتے رہے۔ پھر حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب قادیان ہادی حدیث سے تحصیل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ ایک مرتبہ شعبان کے آٹھ ایام میں والدہ کی خواہش پر حنفی قرآن شروع کیا اور بیچ کی نماز کے لیے ایک پانچ یا دو لکھ کے مات کو قادیان میں منادیتے تھے۔

تدوین آپ نے سیاکوٹ میں "دارالحدیث" کی بنیاد رکھی، اس میں اکثر سادہ ستر کے قریب طلبہ پڑھتے رہے۔ پھر حاجی طہر اللہ مرحوم دہلوی کے کہنے پر اسے "دارالحدیث رحمانیہ" کے نام سے دہلی منتقل کر دیا اور خود بھی کچھ مصروف رہا مگر پڑھاتے رہے۔

دہلی سے واپس آکر ایک نئی فزکا مدرسہ جاری کیا، جس میں عام مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ کی حدیث اور تفسیر کی کتب کے ساتھ مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دینے کی ٹریننگ دی جاتی۔ آپ سے استفادہ کرنے والوں میں مولانا محاسن علی سنی، مولانا عبدالحلیم غلام صوبادی ایڈیٹر "امجدیت" و "مسلمان" مولانا عبداللہ ثانی، مولانا ابو حفص عثمانی، مولانا حافظ عبداللطیف عثمانی اور

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۳۳	مولانا خضر احمد عثمانی	۸۵	۵۳	مولانا غلام اللہ خاں	۱۳۷
۳۴	مولانا عبداللہ	۹۹	۵۴	مولانا فتح الدین	۱۳۸
۳۵	مولانا عبداللہ، کاکا خیل	۱۰۰	۵۵	حضرت فضل شاہ	۱۳۹
۳۶	مولانا علی بن درویش گیلانی	۱۰۱	۵۶	مولانا، فضل الرحمن	۱۴۰
۳۷	مولانا عبدالحق جہاں جاتھری	۱۰۲	۵۷	مولانا، فضل الرحمن پٹے دری	۱۴۱
۳۸	مولانا صوفی عبدالحیہ بڑا لک	۱۰۷	۵۸	فضل دودھ پشدری	۱۴۲
۳۹	مولانا عبدالحق	۱۰۹	۵۹	ڈاکٹر قاری فیض الرحمن	۱۴۳
۴۰	مولانا حافظ عبدالرحمن	۱۱۱	۶۰	مولانا قاری لطف اللہ جاتھری	۱۴۴
۴۱	مولانا عبدالرحمن قصوری	۱۱۳	۶۱	محب الرحمن، ڈاکٹر	۱۴۵
۴۲	مولانا عبدالرشید نھانی	۱۱۴	۶۲	مولانا، محمد بن، ڈاکٹر	۱۴۶
۴۳	مولانا قاری عبداللطیف	۱۱۸	۶۳	مولانا، محمد بن، مدنی، سندھی	۱۴۷
۴۴	مولانا، قاضی عبدالحلیم سواتی	۱۱۹	۶۴	مولانا، منظور احمد	۱۴۸
۴۵	علی محمد بچا پوری	۱۲۱	۶۵	مولانا سید ابوالکلام مرادوی	۱۴۹
۴۶	مولانا عبدالحلیم غلام صوبادی	۱۲۲	۶۶	مولانا، نجم الدین جمیلی	۱۵۰
۴۷	مولانا عبدالحادی شاہ منظور	۱۲۳	۶۷	مولانا، نور بخش قوٹلی	۱۵۱
۴۸	مولانا عبدالحق سندھی	۱۲۴	۶۸	مولانا میر دلف محمد مریم	۱۵۲
۴۹	قاضی عبدالحق	۱۲۷	۶۹	ضمیمہ! مولوی فیروز الدین	۱۵۳
۵۰	منشی عزیز احمد	۱۲۷	۷۰	مولوی مشتعل	۱۵۴
۵۱	میرزا محمد اعجاز علی	۱۲۷	۷۱	مولانا، حسن احمد خاں	۱۵۵
۵۲	مولانا محمد علی کاکا خیل	۱۲۷	۷۲	مفتی محمد	۱۵۶
۵۳	مولانا محمد علی کاکا خیل	۱۲۷	۷۳	مولانا، عبدالحق	۱۵۷
۵۴	مولانا محمد علی کاکا خیل	۱۲۷	۷۴	مولانا، عبدالحق	۱۵۸

منظوم ترجمہ از اثربیری

اثربیری (جو اصلاً کھنڈ کے ہیں ادب کراچی میں رہتے ہیں)
نے بھی قرآن مجید کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ اس کی کتابت مشہور
کاتب نسخی محمد امین مرصع رقم کرنے کی ہے۔

مولانا عبدالعزیز خانم جامعہ محمدیہ اذکارہ جیسے عظیم القدر علمائے بھی شامل ہیں۔

تبلیغ | آپ سترین مقرر، متاخر ادبیک لمحہ مبلغ بھی تھے، بیعتہ علم
شہک و دلگدگی کی کمی نہ رہی، پھر تحریک پاکستان میں
بڑے جوش و جذبہ سے لڑے، پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت میں تقاریر کے علاوہ ایک
کتاب "پیغام ہدایت" بھی لکھی۔

تصنیفی خدمات | آپ کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد اتنی سے متمازن ہے
میں میں شہادۃ القرآن (دو جلدوں میں)، واضح الیقین
(شرح سورۃ فاتحہ صفحہ ۴۴)، تفسیر سورۃ کہف و تفسیر متفقہ سورۃ قرآن،
تاریخ الحدیث، تاریخ نبوی، عصمت انبیاء، عصمت النبی، ایشادات محمدیہ، تائید القرآن
(صفحہ ۳۰۰)، سلم الوصول الی اسرار الرسول، مسیۃ المصطفیٰ، سراپا منیر، ماحول
عرب، اخلاقی محمدی، فیصلہ بانی، رسائل محمدی، تعلیم القرآن، پنجبرہ مترجم و محشی،
تفہیم شہیدان، برکات المعصیات، غار مسنون مترجم، فضائل ایمان، ریاض الجنات،
غیرہ تعویذ سے قابل ذکر ہیں۔

آپ کے زیر ادارت ایک رسالہ "الصدای" بھی، یا مکتبہ کے لکھتا رہا جس
میں آپ کے چند پاپے مضامین بھی شامل ہوتے تھے۔

مرثیہ شریف کے خلاف تحریک ختمِ جنت کے دوران آپ نے جوانوں کی طرح کام کیا،
تحریکِ ختمِ جنت کے علاوہ تقاریر و خطبات کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔

وفات | کچھ عرصہ کی علالت کے بعد ۲۰ مارچ ۱۳۷۶ھ (۱۹۵۶ء) کو ایک مکتبہ
میں وفات پائی۔ اسٹانڈرڈ جندہ عمر عوام و خواص نے ایک کثیر تعداد میں شرکت کی۔ لے

لے مواد ساچد میر صاحب ایم۔ اے کے متوفی سے لیا گیا۔

کہ تھا۔ پارہ السحر کا ترجمہ شاید پہلا معروف ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ آج بھی
 بہترین ترجموں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔
 آپ ایک اچھے شاعر تھے مگر غزلیات امر کی نہیں کی۔ صرف قصے اور عربی
 کہانی نظم لکھی۔ لے

مولوی احمد پشاوروی

۱۸۳۵ء ————— ۱۸۸۳ء

آپ کا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا۔ نسباً تعلق محمد زکی قبیلہ کی شاخ اہل بک
 ٹیل سے تھا۔ ۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۵ء کو بنگلی۔ ضلع پشور میں پیدا ہوئے۔
 "ذی ہجرت" حاصل کرنے کے لئے مختلف مقامات کے مدار سے علوم متداولہ...
 صرف نحو، فقہ، حدیث اور تفسیر کا تعلیم حاصل کیا۔

آپ ایک روشن خیال عالم اور غیر معمولی رسوم و رواج اور بدعتوں کے مخالف
 تھے۔ اس لئے کچھ مدار آپ کے مخالف ہو گئے اور آپ کا اپنے گاؤں میں رہنا دشوار
 ہو گیا۔ اس لئے آپ پہلے قزوین پھر آسماں پور آئے۔ آپ پیر میں لوگوں کے پشتو
 کے استاد مقرر ہوئے۔ افغان مشن کے پادری کھنڈر سے آپ کے خاص تعلقات
 تھے جو پشتو شمس سے خاصی دلچسپی رکھتے تھے۔ دوسرے مدار کی مخالفت کا ایک
 دوسرا نتیجہ بھی تھا کہ آپ انگریزوں کو پشتو پڑھاتے تھے۔ ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء میں غنائین لے
 آپ کو زہر دے دیا۔ جس سے جان بحق ہوئے۔ موت سے پہلے حکام نے آپ
 سے قاتلوں کے متعلق دریافت کیا مگر آپ نے نام نہ نہ کئے۔ آخری لمحات میں قرآن
 اور سنہاری شریف ملگو کر کہا کہ میرا ان پر عمل تھا اور مجھے اس پر فخر ہے۔

پشتو ادب میں آپ کا سب سے بڑا کارنامہ "گلچ پشتو" ہے۔ تدریج سطح
 محمود غزنوی کے ترجموں کے علاوہ آپ نے "آدم درخانی" کا قصہ بھی لکھا تھا
 جو ۱۸۷۴ء میں لاہور سے سنائی ہوا۔ آپ نے قرآن شریف کا ترجمہ بھی شروع

مولانا احمد علی صاحب

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہور (۲۲ رمضان ۱۳۰۴ھ - ۱۷ رمضان ۱۳۸۱ھ)

علم و عمل کے آفتاب شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہور ۲۲ رمضان ۱۳۰۴ھ جمہور کے روزِ نقیبہ جلال ضلع گوجرانوالہ صوبہ پنجاب پاکستان میں پیدا ہوئے۔ جو بعد میں پنجاب کے افتخاری علی پرمہر و نشان بن کر چلے گئے، مولانا کے والد محترم کا نام حبیب اللہ تھا جو سلسلہ چشتیہ میں سید تھے۔

(الجلالی تالیف قدوسی، اقبال اور علامہ پاک مینہ - لاہور ۱۹۷۷ء)

مولانا ولایت اور عبید اللہ سندھی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مولانا سندھی آپ کے ہمراہ دہلی لے گئے اور اپنی جانشینی کی سند عطا کی۔ ۱۹۱۷ء میں لاہور آکر بیرون شیرانوالہ میں سکونت اختیار کی۔ اور مسجد سبحان خاں میں درس قرآن شروع کیا۔ ۱۹۲۱ء میں ہجرت کر کے کابل چلے گئے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد واپس آ گئے۔ اور دوبارہ درس و تدریس میں معروف ہو گئے۔ ۱۹۲۲ء میں انجمن خدام الدین اور ۱۹۲۳ء میں مدرسہ قاسم العلوم کی بنیاد رکھی۔

مفسرین قرآن میں مولانا کا پایہ بہت بلند ہے۔ پاکستان اور بیرونی ملک میں تقریباً پانچ ہزار علما نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ کی تفسیر قرآن چند تفاسیر کے ساتھ نہیں مستند اور جامع و مانع سمجھا جاتا ہے۔ درس تدریس اور اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ مولانا نے جنگ آزادی میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ اور اس سلسلہ میں سات مرتبہ قید ہوئے۔ ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔ (انسائیکلو پیڈیا فیروز سنز لاہور ریڈیویشن ص ۵۷)

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری جو اپنے مشہور و آفاق درس قرآن اصلاح عقائد کے عظیم الشان کام موثر و مقبول مواظع اور مفسرہ دینی خدمات کی بنیاد پر پاکستان میں مقبول عام و خاص تھے۔ اپنے زمانہ کے بہت بڑے شیوخ طریقت میں سے تھے۔ قوت نسبت، باطنی ادراک۔ اور روشن مغیری میں اس زمانہ میں ان کی فکر مشکل سے مل سکتی ہے۔

(مولانا ابوالحسن ندوی - سوانح مولانا طالعقدار رائے پریکھو ص ۳۵)

”زمانہ میں بڑے بڑے لوگ آتے رہیں گے۔ مگر احمد علی کم پیدا ہوں گے۔“
(ڈاکٹر سید عبداللہ)

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ نے بیسویں صدی میں اسلام کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ انہوں نے تفسیر قرآن کا درس بھی دیا اور تحریک ترقی کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ ان کے تلامذہ اور متعلمین پاکستان اور بیرون ملک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اعلیٰ علمی و روحانی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ (تذکرہ فیوض الرحمن شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور ان کے غلام لاہور ۱۹۷۷ء ص ۹)

”خدمت قرآن کے اعتبار سے اس زمانہ میں شاید ہی کسی بزرگ نے اسی شہرت پائی۔ اس تذکی کی شہرت علم و عمل اقلے عالم میں پھیلی ہے۔“
(علامہ ملاؤ الدین صدیقی)

اجاز الحق قدوسی لکھتے ہیں!

مولانا نے سندھ، پنجاب میں جو اسلام کی خدمات انجام دیں ان میں اشاعتِ توحید، عشقِ رسولؐ، اتباعِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا دم کو نہایت اہمیت حاصل ہے (اقبال اور علی کے پاک و منہ ص ۵۷)

مولانا کی تصنیف میں ان کے مجموعہ رسائل جن کی تعداد ۲۴ ہے وہ بلا
مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوئے۔ اور ہر سب سے ہیں۔ ان کے علاوہ
"فہرست الشکاکہ" خطبات مجدد و مہمائی فکر کی کئی حدیں بار بار چھپ
رہی ہیں۔ اور عوامی ترجمہ قرآن ہیں جو اپنوں نے اس ترجمے پر لکھے تھے۔
چر شاہ عالیہ القادری کا ترجمہ ابن خلدون الدین کی طرف سے شائع کیا تھا۔

۵۷ سال کی عمر میں، رمضان ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء کو یہ علم و دلی کا آفتاب غروب
ہو گیا۔ اور میانی صاحب کے قبرستان میں اس گنبد پر علم و عرفان کو سپرد خاک کیا گیا۔
مولانا جن ایک بلند پایہ عالم دین تھے۔ وہاں ایک مہذبہ پایہ پر طریقت
بھی تھے۔ آپ کو سلسلہ قادریہ میں حضرت قلام محمد دین پوریؒ اور حضرت
مولانا تاج محمد امروٹیؒ دونوں سے بیعت کرنے کی اجازت تھی۔ آپ نے
اس سلسلہ کو آگے بڑھایا آپ کے کئی ایک خلفاء بھی ہیں۔ جو اس سلسلہ کو آگے
بڑھا رہے ہیں۔ اور خود آپ کے جانشین حضرت مولانا عبید اللہ الزہری شریعت و طریقت
دونوں کے جامع ہیں۔ مولانا سید ابوالحسن ندویؒ لکھتے ہیں۔ "پھر یہاں لاہور کو
مولانا احمد علی صاحب سے قرآن مجید لپڑا پڑھا۔ یہاں پھر جس چیز نے متاثر کیا
وہ ان کی قرآنی زندگی تھی جس کو قرآن ناطق کہا جاتا ہے۔ اس سے قلب میں جلا
محسوس ہوتی تھی مولانا کی زندگی زہریؒ معاشرت اور عمل بالسنّت
کا مجموعہ پروردگار پر کیا جس کو "برکت" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں" لے
مزید لکھتے ہیں "چہ تران مجید کے معلقہ میں مولانا احمد علی صاحب کے مجلس درگاہ فیض و برکت شال
ہے۔"

لے سید ابوالحسن علی ندوی، حدیث پاکستان، کراچی ۱۹۸۳ء صفحہ ۵۹۔
لے محمد رفیع خان ندوی، مشاہیر اہل علم کی عمریں، کراچی ۱۹۷۹ء صفحہ ۱۸۷۔

حاشیہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری

شیخ التفسیر مولانا احمد علی امیر انجمن خدام الدین شیراز اور گریٹ لاہور سے
اللہ تعالیٰ نے بیسویں صدی میں اپنے دین کا بہت بڑا کام کیا ہے۔ انہوں نے
دینی موضوعات پر مشتعل کتیبیں اور رسائل بھی لکھے اور قرآن مجید کی تفسیر و احادیث
بھی لکھی۔ یہ تفسیر مختصر مگر جامع ہے۔ آپ حاشیہ میں ہر آیت اور روایت کا خلاصہ
دیتے چلے جاتے ہیں۔ شرع میں مضامین قرآن کا ایک جامع انداز
بھی دیا گیا ہے۔

۱۹۲۷ء میں یہ مترجم اور محشی قرآن مجید انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع
ہوا۔ اور پھر اس کے بعد اب تک اس کے کئی ایڈیشن نہایت خوبصورتی کے ساتھ شائع
ہوئے۔ اس ترجمہ کی خصوصیات میں سے عام فہم زبان میں اردو ترجمہ۔ روایات
اور آیات و روایت کے علاوہ امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن میں علماء نے اس پر
شہادت و تائید کی ہیں، ان میں امام المعظم مولانا محمد امجد علی شہرکیؒ، مولانا مفتی کنایت
دہلویؒ، مولانا سید سلیمان ندویؒ اور مولانا سید حسین احمد مدنیؒ خاص طور پر قابل ذکر
ہیں۔ لے

مولانا ندوی محمد شریف لکھتے ہیں "یہ حاشیہ قرآن پاک کی تفسیر ہے مولانا
موجود کو تفسیر قرآن پڑھانے کا جو مکمل تھا اس سے علاوہ بڑی واقف ہیں۔ ناظرین اس
سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ درالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر علماء مولانا کی خدمت

لے قاری خیر الرحمن رشید التفسیر مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء و ابوابہم، ۱۹۷۹ء

مولانا سید محمد احمد قادری

۱۳۱۴ — ۱۳۸۰ھ (م ۱۹۶۱ء)

آپ مولانا سید دیدار علی صاحب کے فرزند تھے، ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء میں ریاست نور دھرت میں پیدا ہوئے۔ اپنے قرآن مجید حفظ کیا پھر قرأت و ترویج کی مشق کی، درس نظامی کی ابتدائی کئی کئی اپنی والدہ سے اور آخری مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے پڑھیں، علم طب کی بھی تحصیل کی۔

۱۹۲۰ء میں آگرہ آ گئے اور مطلب شروع کیا، ان کے والد لاہور آ گئے تھے اور مسند وزیر نعل کے خطیب مقرر ہوئے، ۱۹۲۶ء میں وہ مستعفی ہو گئے تو آپ نے مسند وزیر نعل کی خطابت سنبھالی اور اپنے چھوٹے بھائی مولانا ابوالبرکات کے تعاون سے دارالعلوم حزب الانصاف کی بنیاد رکھی۔ آپ نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا، اور علامہ شبیر احمد عثمانی کی جمعیت علماء اسلام میں شامل رہے۔ ۱۹۵۲ء کی تحریک ختمِ جنّت میں بھی بنیادی کردار ادا کیا، اور مجلس عمل کے ہی صدر تھے، ایک سال قبل میں رہے۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ/۲۶ جنوری ۱۹۶۱ء کو کو حال پڑا۔ اور حضرت علی ہجویری کے صلہ میں دُعا کی گئی۔ آپ اچھے شاعر بھی تھے اور حافظہ فاضل کرتے تھے۔ مجوزہ کام شائع ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی ایک دہائی کے قریب تصانیف ہیں۔

میں حاضر ہو کر رمضان المبارک میں دورہ تفسیر پڑھ کر سند لے کر جاتے تھے۔ لے کر پروفیسر مولانا عبدالعہد صادم الازہری لکھتے ہیں: مولانا احمد علی لاہور میں رہتے تھے۔ مولانا عبید اللہ سندھی کے شاگرد تھے۔ تفسیر کا درس دیتے تھے۔ طلبہ کا جرم دہانتا تھا۔ تفسیر و ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

عبدالواحد سندھی لکھتے ہیں: لاہور میں ایک اور انجمن ہے جس کا نام خدام الدین ہے۔ اس انجمن کا سب سے بڑا کام مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم دینا ہے۔ اس انجمن نے قرآن پاک کا ایک ترجمہ اردو میں نہایت صحیح اور سلیس چھاپا ہے۔ اس انجمن کی مدد سے مولانا احمد علی صاحب ہیں جنہوں نے پوری زندگی قرآن کریم کی تعلیم اور اسلام کے پھیلانے میں وقف کر دی ہے، خدا کے ان کام پر ہمیشہ جلدی رہے۔

لے قاری محمّد شریف: ساری قرآن: کراچی: ۲۳

لے عبدالعہد صادم: تاریخ تفسیر: لاہور: ۲۳

لے عبدالواحد سندھی: اسلام کیسے پھیلا: ج ۲: مطبعہ زمانہ لکھنؤ: ۱۹۶۹ء

ان میں تفسیر الحسنات مبلوہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔
 مآثرِ لہر و کوبھی تحریکِ ختمِ نبوت کے دوران آپ کی تقدیر سننے
 کی سعادت ملی ہے۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی

۱۹۰۶ء — ۱۹۷۱ء

آپ محمد یار خاں صاحب یوسف زئی کے فرزند تھے۔ ۱۹۰۶ء میں
 اوجھیاٹی جہاڑوں میں پیدا ہوئے۔ پچھلے قرآن پاک حفظ کیا، مدرسہ شمس العلوم
 جہاڑوں میں مولانا قدیر بخش سے استفادہ کیا، پھر جہاڑوں سے مینڈھو گئے اور
 وہاں علمائے دلوئہ سے چار سال تک تعلیم حاصل کی، ۱۳۴۱ھ میں سندِ حدیث
 جامعہ نعیمیہ دہراداد کے شیخ الحدیث مولانا سید نعیم الدین سے حاصل کی۔ پھر
 اسی مدرسہ میں تدریس پر مامور ہوئے، پھر جہاڑوں میں پڑھانے کے بعد مدینہ
 خاںقاہ اشرفیہ کچھوچھو میں مجدد مفتی مدرس تشریف لے گئے۔ وہاں سے
 بمبئی (دعوتِ گجرات) آئے اور انجمن خدام العرفیہ گجرات کے دارالعلوم میں
 کام شروع کیا، تیرو سال تک یہاں دینی خدمات انجام دیں۔ پھر انجمن خدام الرسول
 کی نگرانی میں دینی کام کرتے رہے۔

آپ کی تصانیف ۲۰ کے قریب ہیں، ان میں تفسیر نعیمی خاص طور پر
 قابل ذکر ہے، آپ گیارہویں پارے کے آخری ربل تک کچھ چکے تھے کہ ختم
 امین ہو گیا۔

۲ رمضان ۱۳۹۱ھ / ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو انتقال پڑا۔ ۷۱

۷ عزیز خرم اختر زہدی کی کتاب تذکرہ علماء پنجاب ج ۱ ص ۱۰۶ سے مدد کی گئی ہے۔

آپ کی چھٹی بڑی تصانیف کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔ ان میں
مشکوٰۃ المصابیح کی عربی شرح التلخیص المصیح (۵ جلدوں میں) آپ کا اصلی شاہکار
ہے۔ سیرت المصطفیٰ قرنِ مبدوں میں ہے۔ اور ایک عمدہ کتاب ہے۔

لامیۃ المراج (عربی تصنیف)، عقائد اسلام - اصول اسلام، خلافت راشدہ،
شرح مقامات حریری، حقیقتِ حدیث، تحفۃ القاری بحل مشکلات ابنِ رما (اس
کے میں اجزاء ہیں) اور تفسیر معارف القرآن - آپ کی اہم تصنیف میں سے
ہیں۔ آپ عربی اور نہری کے ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے۔

عربی شعر کا بقول مولانا محمد یوسف بنوری قابلِ قدر ذوق تھا۔ یہ تکلف
اور برجستہ شعر کہتے تھے۔ تحریکِ پاکستان میں اپنے استاد علامہ شبیر احمد عثمانی
کے ہم مسلک تھے۔ آپ نے ماہِ شوال ۱۳۴۶ھ میں مولانا اور شاہ کشمیریؒ کے
ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

گرمسے کی تکفیف سے ۷ رجب ۱۳۹۳ھ / ۲۸ جولائی ۱۹۷۴ء بروز
اتوار وصال ہوا۔ اور شاندار کالونی کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ نمازِ جنازہ
آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد امجد علیؒ نے پڑھائی۔ مولانا محمد امجد
اپنے والد کے مجمعِ جانفشن ہیں۔ اوسان کے لہجہ جامعہ اشرفیہ میں شیخ الحدیث
ہیں۔

(قاری فیوض الرحمنؒ، مشاہیر علماء ہند)

مولانا حافظ محمد ادیس کا مدحی

آپ ۱۹۰۰ء میں بھوپال میں پیدا ہوئے۔ جبکہ آپ کے والد محمد اسماعیل
بھوپال میں محکمہ خیالات کے مہتمم تھے۔ اصلاً کا مدھل منیع مغفنگر کے تھے۔
آپ علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا مفتی ابلی بخش کا مدھلوی آپ کے اجداد
میں سے ہیں۔ فوسل کی عمر قرآن مجید حفظ کیا۔ ابتدائی دینی تعلیم خانقاہ اشرفیہ
تھانہ بھون میں حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے مدھل پر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا۔ اور
۱۳۳۶ھ حضرت مولانا غیس احمد محدث سہارنپور سے دورہ حدیث پڑھ
کر دوسری سند حاصل کی۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ امینیہ دہلی میں تدریس
کی۔ ۱۳۳۸ھ درالعلوم دیوبند میں برائے تدریس جوائے گئے۔ اور ۱۳۴۶ھ تک
تدریس کی۔

۱۹۴۷ء تا ۱۳۵۷ھ آپ حیدرآباد دکن میں تدریس و تصنیف میں مشغول
رہے۔ اس عرصہ قیام میں آپ نے مشکوٰۃ شریف کی عربی شرح التلخیص المصیح
لکھی اور مشفق جاکر اس کی چار جلدیں طبع کرائیں۔ ۱۳۵۸ھ میں دوبارہ
درالعلوم دیوبند میں تدریس پر مامور ہوئے۔ اور ۱۳۶۸ھ تک پڑھاتے رہے۔
اسی سال ۱۳۶۸ھ میں پاکستان تشریف لے آئے۔ یہاں امیر بہاولپور کی
دعوت پر بلوچستان شیخ ابی محمد جامعہ عباسیہ بہاولپور دو سال تدریس کی۔ پھر
جامعہ اشرفیہ لاہور میں بلوچستان الحدیث ۲۴ سال تک اعلیٰ تدریس خدمات
انجام دیں۔ جامعہ مسجد نیا گنبد میں اعزازی طور پر جمعہ پڑھانے کا آخر تک
معمول رہا۔ آپ کے بے خطبات جمعہ شائع بھی ہوئے۔

مولانا محمد شفیع لکھتے ہیں:

”مولانا کی تفسیر کی متنی جلدیں چھپی ہیں وہ اپنی جگہ علماء اور طلباء کے لئے بڑا

منید ذخیرہ ہے۔“

علامہ ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

”تفسیر معارف القرآن - حضرت مولانا عبدالسلام محمد ادریس کاندھلوی - ریسرچ ڈائریٹ

اور تفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور - اس کی تین جلدیں چھپ چکی ہیں۔“

مولانا محمد عباس صدیقی لکھتے ہیں:

”یہ تفسیر (معارف القرآن) سلف صالحین اور علمائے متاخرین کے

علوم و معارف کا پتھر ہے۔“

تفسیر معارف القرآن

یہ معزز مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلوی کی کاوش تھکا پتھور ہے۔ اس میں

آپ نے ترجیحاً حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی لکھا ہے۔ اور تفسیر میں متقدمین اور

متاخرین کی کتب تفسیر کا مفصلہ پیش کیا ہے۔ اس کی چھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں

بقیہ جلدیں آپ کے نامور اور فاضل فرزند مولانا محمد مالک شیخ الحدیث جامعہ

اشرفیہ لاہور کے اہتمام سے منظر عام پر آنے والی ہیں۔

مولانا اپنی اس تفسیر کے بارے میں خود لکھتے ہیں: ”اس حیرت انگیز کی تفسیر

گداگر کی جھولی کی طرح ہے کہ جو قسم قسم کے قولوں سے برہنہ ہوتی ہے۔ کوئی

اس گداگرنے والے سے پوچھے کہ تیرے پاس یہ قسم قسم کے کھانسنے کہاں سے

آئے تو وہ جواب میں یہ کہے گا کہ - میں گداگرنے والے ہوں مگر بادشاہوں

اور امیروں کے دروازوں پر بیٹھ جاتا ہوں۔ وہاں سے جو چاہتا ہے، وہ سب

کے سامنے لاکر رکھ دیتا ہوں۔ جسے جو کھانا چاہا معلوم ہو وہ کھا لے۔“

یہی حال علم کے اس گداگرنے والے کا ہے۔ اس تفسیر میں جو کچھ بھی علم

ہے وہ سب کا سب نمبر دین علم و حکمت کے دستر خوانوں کی بیٹھک ہے۔

میں نفعان و دروازوں کے نام بھی ظاہر کر دئے ہیں۔ جہاں سے یہ بیٹھک

ملی ہے تاکہ اگر کسی کو کچھ اور ملے گا تو براہ راست وہاں سے ملے گا۔“

(مقدمہ معارف القرآن)

مولانا سید محمد یوسف جنوری تحریر فرماتے ہیں: ”تفسیر معارف القرآن بلاشبہ

ئمہ - قابل قدر اور ان کی علمی ہمت کی شاہکار ہے۔“

”تفسیر فیوض الرحمن“ - مشاہیر علماء لاہور ۱۱۵۷ھ، ۱۲۸۱ھ

”علامہ خالد محمود“ آثار التفسیر - لاہور ۱۳۷۰ھ، ۱۳۷۱ھ اس کی چھ جلدیں چھپ چکی ہیں

”مولانا محمد عباس صدیقی“ تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی لاہور ۱۱۵۷ھ

مولانا محمد اسحاق صدیقی ندوی

مولانا محمد اسحاق بن محمد شافعی حنین ۲۴ صفر ۱۳۲۱ھ / ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء کو بوقت صبح اپنے نسیب الیہ محمد کڑھ الزہراء خاں کنھو میں پیدا ہوئے۔ داد خیال نقبر سندھ ضلع بدوئی میں ہے جو کنھو سے صرف ۲۱ میل پر مشہور قبر ہے۔

ابتدائی تعلیم اپنے مکان ہی پر دو تین معقول سے حاصل کی، پھر تقریباً دو سال دارالعلوم ندوۃ العلماء کنھو میں پڑھتے رہے۔ پھر مدرسہ عالیہ فرقانہ کنھو میں داخلہ لیا اور وہیں سے مدرسہ تعلیمہ اود دودھ حدیث نیز قرآن و احکام کی تکمیل کی۔ آپ کے والد پولیس ٹریننگ سکول مراد آباد میں پکڑے گئے۔ اس لئے ذیق میں ایک سال مراد آباد چلے گئے اور وہیں مدرسہ دارالعلوم شاہی مسجد میں پڑھتے رہے۔

۱۳۵۴ھ میں مدرسہ عالیہ فرقانہ سے دوا حدیث کی سند حاصل کی، قراۃت سجدہ کی سند بھی اسی سال وہیں سے حاصل کی، پھر کنھو میں علم طب کی تحصیل کی، کچھ دن مطب کرنے کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء کنھو میں آ گئے۔

تدریسی خدمات ۱۹۴۳ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مدرس مقرر ہوئے اور ۲۸ سال تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں تا آخر میں شیخ الحدیث ہو گئے تھے، سیکرٹری و طب نے آپ سے تکیہ کی۔ کچھ عرصہ کے لئے دارالعلوم کے مہتمم بھی رہے۔

علامہ سید محمد رفیع ندوی کی دعوت پر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنی ٹاؤن کراچی میں تدریس پر مامور ہوئے، پہلے تخصص فی الفقہ کے محکمہ رہے، اور اب تخصص فی الدعوة کا رشتہ کے محکمہ میں۔

۱۔ انجیل حقیقت (۱-۲) مولانا مودودی صاحب کی تحفہ و تفسیری خدمات ملکیت کا جواب ہے۔

۲۔ اسلام کا سیاسی نظام ۲۰۔ دینی نفسیات ہم، ایمان و دنیاویات دہ اسلامی جہاد ۲۱، تئیر الینین فی تفسیر الموعودین ۲۲، کلمہ کرم ۲۳، خاتم المصومین ۲۴، اسلامی ذہن ۲۵، تعویذ سلامت و امنیت ان کے علاوہ کئی مقالات آپ کی زیر نگرانی پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔

ہے۔ اس کے ۵۶۱ صفحات ہیں اور ہر صفحہ میں تیرہ سطریں ہیں۔
اس کے علاوہ "سیر السلوک الی ملک الملوک" کا فہرستہ اور پشتو میں ترجمہ کیا ہے۔

ترجمہ لہجہ کا بھی فہرستہ اور پشتو میں ترجمہ کیا ہے۔ شرح "ماترہ عالی" مراجع الادب،
بحر العلوم اور مشکوٰۃ شریف کے حواشی بھی لکھے ہیں۔ ان میں سے اکثر طبع
نہیں ہو سکی ہیں۔

۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۵ء میں نوے سال کی عمر میں کوچیاں ہی میں وصال
فرمایا۔ اور گاؤں کے قریبی مقبرہ "چیل لڑکی بابا" میں دفن کئے گئے۔
روحانی اصلاح کے سلسلہ میں سلسلہ نقشبندیہ میں والد ماجد کے شیخ
حضرت جناب استاذ صاحب مرحوم کو ہادی کے پیر و تھے۔

آپ کے شاگردوں میں مولانا گل فخر احمد صاحب پشاور (م ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء)
اور مولانا محمد جان صاحب المعروف نعیمی میاں صاحب سرفہرست ہیں۔
میں ایک فرزند مولانا عبدالقیوم نقشبند کی بخاری کا نام ہی معلوم
اولاد ہو سکا ہے۔

مولانا محمد الیاس کوچیاں پشاور کی

۱۸۵۸ء - ۱۹۳۵ء

آپ کوچیاں ضلع پشاور میں ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۸ء کے قریب پیدا ہوئے
والد کا نام مولانا محمد الیاس اور والدہ کا نام مولانا محمد علیہ تھا۔
آپ کے والد سلسلہ نقشبندیہ میں تیرہ کوٹ کے بزرگ مولانا احمد علی (م ۱۳۶۳ھ)
کے خلیفہ جہاز تھے۔ آپ کا خاندان اخوان نادگان کے نام سے مشہور تھا۔
ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، علم نحو کی کتابیں مولانا محمد الیاس جن بزرگی مقیم
پشاور سے چھ ماہ کے عرصہ میں پڑھیں۔ بقیہ علوم کی تکمیل مولانا عبدالباقی درگاہ
(م ۱۳۲۱ھ) سے کی۔ مولانا عبدالباقی - مولانا اللہ بخش شہید - رفیق بہادر
- مولانا سید احمد علی کے فرزند تھے۔

دوبارہ حدیث کی تکمیل ۱۳۲۰ھ میں مولانا سید نذیر حسین بن سید جواد علی
محنت و ہوش سے کی۔

تدریسی خدمات | فراغت کے بعد مدرسہ جین القضاہ کھنور میں تدریس
کرتے رہے۔ اس دوران مبلغ مجتہبی دہلی سے
شائع ہونے والی کتابوں کی تصحیح کا کام بھی کرتے رہے۔ آخر میں اپنے گاؤں
کوچیاں میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں لگے رہے۔

تصنیفی خدمات | آپ کی مشہور تصانیف "مخزن التفاسیر" (پشتو زبان) ہے
۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء میں مبلغ خادم الاسلام دہلی سے چھپی

مولانا محمد امیر بنیدالوکی

مولانا محمد امیر بن مولانا فضل کریم بن مولانا سلطان محمد نامی علوی بنیدالو
 ضلع میانوالی میں ۱۳۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد صاحب سے تعلیم حاصل
 کی۔ پھر مولانا ضلیم رسول اور مولانا ولی اللہ ساکن انڈی ضلع گجرات سے پڑھنے
 کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ اور کافی عرصہ وہاں کے اساتذہ سے پڑھتے
 رہے۔ پھر مدرسہ امینیہ وہی میں داخلہ لیا اور درجہ حدیث مولانا کنایت اللہ سے
 پڑھ کر شرافت حاصل کی۔ پھر وطن آکر علامہ حسین علی سے تفسیر قرآن کا
 درس لیا۔

سرگودھا میں مشاء العلوم کے نام سے ایک دینی مدرسہ قائم کیا اور آخری
 وقت تک وہاں اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔ وصال ۱۹۶۸ء میں ہوا۔
 ان کی تصانیف میں دعوت الہی، الاقبال، خیر خیر، کتاب التوحید، الحمد للہ المقدرہ،
 اور تفسیر تسبیح الہی (فریاد) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

محمد امین احسن اصلاحی

آپ حافظ محمد مرتضیٰ صاحب کے فرزند ہیں جو اعظم گڑھ کے ایک مشافاتی
 گھوڑے "بہرہ" کے متوسطہ درجے کے زمیندار تھے۔ یہ راجپوت گھرانہ تھا۔ آپ
 کی ولادت ۱۹۰۶ء کو ہوئی۔

ابتدائی تعلیم اپنے گھوڑوں کے کتب میں ہوئی، جس کے بعد آپ نے مدرسہ علامہ
 سرائے میر میں داخلہ لیا اور ۱۹۲۲ء میں فراغت ہوئی۔ اساتذہ یوں تو کہتے
 تھے مولانا سبکی متکلم اور مولانا عبدالرحمن نگرانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولانا
 نگرانی نے آپ کی تربیت پر خاص توجہ دی۔

صافیت کے میدان میں

مدرسہ سے فراغت کے بعد آپ نے صافیت
 اختیار کی اور "حدیث" بخیر کنے نائب مدیر
 اور بچوں کے دور رسالوں کے مدیر رہے۔

۱۹۲۵ء میں مولانا حمید الدین فراہی کو شے گئے۔ تو اپنی نے قرآن مجید کی
 طرف توجہ دلائی، آپ اسی وقت ان سے قرآن مجید پڑھنے پر آمادہ ہو گئے۔
 یہ استفادہ ۱۹۳۱ء تک جاری رہا، اس دوران مولانا فراہی سے قرآن مجید کے
 علاوہ بعض دوسرے علوم فلسفہ اور سیاسیات کی کتابیں بھی پڑھیں اور انگریزی
 سے بھی قدر واقفیت حاصل کی۔

۱۹۳۰ء میں مولانا فراہی کے انتقال کے بعد مولانا عبدالرحمن مبارک پوری
 (شارح ترمذی) سے حدیث پڑھی اور اس زمانہ میں تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی
 لکھ رہے ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں صافیت چھوڑنے کے بعد مدرسۃ اصلاح میں تدریس

مولانا نور الحق صاحب

مولانا نور الحق بن منشی محمد قاسم علوی ۱۳۰۵ھ کو بسال ضلع انامک میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی، پھر دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۳۲۸ھ میں مولانا محمود حسن سے دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ ۱۳۳۶ھ میں پنجاب یونیورسٹی سے امتیاز کے ساتھ مولوی قاضی کا امتحان پاس کیا اور ۱۳۳۷ھ میں منشی قاضی، پھر مختلف مقامات پر تدریس کے بعد ۱۳۴۲ھ میں اورینٹل کالج لاہور میں بطور استاد عربی آپ کا تقرر ہوا اور ۱۳۴۲ھ میں یکشنبہ ہوئے۔

جمادی الاخریٰ ۱۳۷۰ھ / ۱۰ مارچ ۱۹۵۱ء کو کراچی میں وفات پائی۔
تصانیف میں عذب الفاضل شرح الکافی العبد، منشور حکم خدا صبر علیہ، اللہ فی العز شرح سبط الدرد، مشارع الساک شرح مؤلفانام، مالک اور شراذق الرحمن شرح فتوح البلدان للبلاذری، عاصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ تفسیر قرآن نہ یہ مکمل تفسیر ہے اس میں کچھ سورتوں کی تفسیر تو مطلوبہ ہے باقی غیر مطلوبہ۔

بھی کرتے رہے، یہ سلسلہ ۱۹۴۰ء تک جاری رہا۔ ہر سہ ہفت روزہ پنجاب میں آئے اور جماعت اسلامی میں شمولیت اختیار کر لی۔ ۱۹۵۶ء میں جماعت چھوڑنے کے بعد تفسیر تہذیب القرآن لکھنی شروع کی، اس کی تکمیل ۱۹۸۰ء میں ہوئی ۱۱۵۸۲ سے ۱۹۶۸ء تک تدریس بھی کرتے رہے۔ آپ نے ایک حلقہ تہذیب القرآن قائم کیا، جس سے متعدد افراد نے استفادہ کیا۔

آپ نے "الاصحاح" اور "میشاق" کے نام سے دو علمی رسالے بھی لکھائے، میشتاق قلوب بھی نکل رہا ہے۔ اہل الذکر مراٹھے میر کے زمانہ قیام میں اور میشتاق ۱۹۵۹ء سے۔

تصانیف! میں تفسیر تہذیب القرآن (۱-۸)، حقیقت تو حید، تہذیب شرک، دعوت دین اور اس کا طریقہ کار، ترمیمات، تنقیدات، پاکستانی حودت و دہاشہ پر عالمی کشن رپورٹ کا حل، مہادی تہذیب قرآن اور تزکیۃ نفس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

- ۲۔ انوار الفکر علی شرح نختہ الفکر - (امول حدیث)
- ۳۔ انوار العلوم شرح ستم العلوم (منطق) اردو۔
- ۴۔ رد جماعات صفحات ۱۹۲، مطبوعہ ۱۳۶۶ھ حمید پریس پشاور۔
- ۵۔ چہل حدیث مع ترجمہ و تشریح۔
- ۶۔ اسلامیات پرانے (دبی۔ اسے آپسن)
- ۷۔ اسلامیات انٹر
- ۸۔ انوار الاسلام (ڈائل جماعتوں کے لئے)
- ۹۔ انمول موتی (چہل حدیث کا ایک اور مجموعہ۔

ادب کے علاوہ پندرہ رسائل - گفتہ نیلاں و ہمارے پیارے رسول
رفقائے حسن اعلیٰ، غار کی سورتیں، امت کی باتیں، بیج اور زکوٰۃ اور ان کے
سننے، اسلامی عقیدے اور افتخارِ قیامت قرآن یا دعا گار چھوڑیں۔ آپ کا مشہور
پشتو کے ممتاز ادبا میں جوتا ہے۔

وصال!

دسمبر ۱۹۶۶ء میں پشاور میں آپ کا وصال ہوا۔

مولانا سید انوار الحق کا خلیفہ پشاور

۱۹۲۰ء - ۱۹۶۸ء

آپ زبیرت کا خلیفہ، تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں ۱۹۲۰ء کو پیدا ہوئے
ابتدائی تعلیم علاقہ کے علمائے حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور شیخ الاسلام حضرت مولانا
سید حسین احمد مدنی سے دودھ حدیث پڑھ کر سند الفرائض حاصل کی۔

تدریس

فراغت کے بعد کچھ عرصہ مقدمہ شیر احمد عثمانی کی محنت میں ڈابھیل میں تدریس
خدمت انجام دیں۔ پھر کچھ عرصہ اسلامیہ کالج پشاور میں تدریس کی، ذیل بعد
لیکچر اسلامیات آپ کا تقرر ہوا۔ اور ایک عرصہ تدریس کرنے کے بعد ۱۹۶۶ء
میں دہلی عازمت انتقال ہوا۔

تصانیف!

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے عرصہ تدریس میں تصنیف کا سلسلہ شروع کیا اور
آخر دم تک تدریس اور تصنیف میں لگے رہے۔

۱۔ انوار القرآن (تفسیر دو ترجموں والی) - ۱۰

۲۔ مولانا محمد عظیم - اسے انہوں نے قرآن پشاور میں پڑھ کر ایک انجمنی (بہت ہی صاف)

۳۔ محمد رفیع عباسی: پشتو زبان اور ادب کی تاریخ، لاہور: مرکزی اردو ورکس ۱۹۶۶ء
بار اول صفحہ ۱۱

مولانا حکیم انیس احمد صدیقی

آپ ۱۳۴۷ھ میں بھٹ شریف میں پیدا ہوئے۔ وہاں کے مدرسہ فیض الاسلام میں شکوۂ شریف اور علامین تک تعلیم حاصل کی، پھر دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور حضرت کی تکمیل مولانا سیّدین احمد مدنیؒ سے کی۔ علم طب کی تکمیل منہلب لکھنؤ سے کی۔ بنگالہ پاکستان سے قبل جمیعت علم اسلام خضرگڑھ کے صدر رہے اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی مفاہات میں کم کیا۔ آج کے دینی اور مقلی موضوعات پر کوئی تین دہائی کے قریب کتابیں لکھیں۔ حدیث میں اربعین اور تفسیر مشکوٰۃ لکھی ہیں۔ ہم تفسیر میں تفسیر سورۃ البقرہ، سورۃ التباثر، تفسیر سورۃ الانعام، سورۃ القدرۃ تفسیر قرآن عام النبیین اور تفسیر سورۃ العصر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تصنیف و تالیف اور لاہور میں طب کا سلسلہ تانہور جاری ہے۔



مولانا محمد اکرم بنگالی

۱۸۸۳ء — ۱۹۵۷ء

آپ بنگال میں پیدا ہوئے، دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم بھی حاصل کی۔ مسلم لیگ میں شامل ہو کر قابل تدریسی خدمات انجام دیں۔ قرآن پاک کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا۔ ۱۹۵۷ء کو آپ کا وصال ہوا۔

مولانا محمد تقی عثمانی

استاذ و دالعلوم کراچی • مدیر ماہنامہ البلاغ کراچی •

خاندان آپ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے فرزند ہیں۔ آپ کے والد اور دادا - حضرت مولانا محمد حسین صاحب دیوبند کے مشہور علماء میں سے تھے۔ جن کے بزرگوں شاگرد اہل علم میں بھیے برسے ہیں۔ پر دادا امدان سے اوپر کے اجداد "بیانچوں کے خاندان" کے نام سے مشہور تھے۔ یہاں ہی مکتب کے معلم کو کہتے ہیں۔ اور ابا دادا اجداد سے ان کا مستند قرآن کریم کی تعلیم تھا۔

ولادت آپ ۵ شوال ۱۲۶۲ھ / ۱۹۴۳ء بمولدہ شنبہ دیوبند ضلع سہارنپور میں پیدا ہو گئے۔

تعلیم تعلیم کی بسم اللہ وہیں ہوئی، رجب ۱۳۶۷ھ / مئی ۱۹۴۸ء کو والد محترم کے ساتھ پاکستان ہجرت کی اور اب یہی وطن ہے۔ ابتدائی تعلیم مختلف استاد سے حاصل کی۔ پھر ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء میں جب آپ کے والد محترم نے دالعلوم کراچی کی بنیاد رکھی تو اسی دالعلوم میں پورے درسیں تکامی کی گئیں۔

شعبان ۱۳۷۹ھ میں پھر سترہ سال دالحدیث سے فراغت ہوئی۔ دوسرے حدیث میں اہل آئے، آپ کے استاد میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع مولانا مفتی رشید احمد صاحب، مولانا سلیم اللہ صاحب، مولانا قاری رعایت اللہ صاحب

مولانا اکبر علی صاحب اور مولانا سبحان محمود خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ۱۶ سال کی عمر میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور پھر پاکستان پیپرز دارالعلوم کے ہی شعبہ "تحقیق فی الانشاء" میں فائز ہو کر باقاعدہ دو سال میں فخری کی تربیت حاصل کی۔

پھر پنجاب ہارڈ سے میٹرک، جامعہ کراچی سے بی اے، سندھ مسلم کالج کراچی سے ایل ایل بی اور جامعہ پنجاب سے ایم اے عربی کے امتحانات امتیاز سے پاس کئے۔ لاہور کے امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

تلمذ و تدریس شوال ۱۳۷۹ھ سترہ سال کی عمر میں دالعلوم کراچی میں ابتدائی عربی کی تدریس شروع کی، ۱۵ سال کی مدت میں مختلف علوم قرآنی کی تقریباً ساری کتب زیر دس رہیں، ان دونوں ترمذی شریف زیر دس رہیں پھر فقہ تفسیر اور حدیث آپ کا شب و روز کا مشغول رہیں۔

تصنیف ۱۔ الادب العربي و ما عداہ (عربی) • ۲۔ بانی سے قرآن تک: یہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا تھا، لیکن اس کی مکمل تشریح و تحقیق کا کام آپ نے سہ سال کی عرق ریزی کے بعد مکمل کیا، یہ کتاب دالعلوم کراچی سے تین جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ ۳۔ حسیات کیا ہے! یہ دالعلوم کراچی سے قرآن تک کا مسطورہ مقدمہ تھا، جو ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتا تھا۔ اسے الگ ڈھائی سو صفحات میں شائع کیا گیا ہے۔

۴۔ حضرت معاویہ اور بدعتی مخالفین! یہ مولانا مودودی کی کتاب غزوات و کثرت پر تبصرہ ہے۔ "جو البلاغ" کراچی میں قسط وار شائع ہوتا رہا۔ بعد میں حید

- ۱۰۔ حکیم الامت :- حضرت مولانا اشرف علی تھانی کی مختصر سوانح ہے جو
 "اعلام التاویذ" کے شروع میں شائع ہو چکی ہے۔
- ۱۱۔ انقوال العوالب فی مسئلۃ الخراب :- یہ مقالہ مفتی رشید احمد صاحب کی کتاب
 احسن الفتاویٰ میں شائع ہو چکا ہے۔
- ۱۲۔ خلاق :-
- ۱۳۔ کافر :- پنجاب یونیورسٹی کے زیر تریب "انسائیکلو پیڈیا کاف اسلام
 کے لئے لکھے گئے جو اس میں شائع ہو چکے ہیں۔
- ۱۴۔ مولانا اشرف المصطفیٰ محمد خلیف :- عربی زبان میں حضرت مفتی صاحب کا سوانحی مکتبہ
 ہے جو ۲۲ صفحات میں "الاندیاد السنی" میں شائع ہو چکا ہے۔
- ۱۵۔ بائبل کیا ہے :- یہ کتاب پیر بائبل سے قرآن تک کے بعض اقتباسات
 پر مشتمل ہے، اس میں بائبل کے تفصیل کو مفصل بیان کر کے انجیل بن پاس
 کی اصلیت کی تحقیق کی گئی ہے۔
- ۱۶۔ تہذیب واجب :- مقدار جہاد الفتاویٰ عبداللہ میں الجہاد ایک مفصل مضمون
 شائع ہوا ہے۔
- ۱۷۔ املات المسیح الوعد :- مفتی صاحب کے اعداد سالہ مسیح موعود کی
 پہچان کا عربی ترجمہ ہے، جو "النصریح" بماتوا، اترنی ندل المسیح میں شائع
 ہو چکا ہے۔
- ۱۸۔ علوم قرآن :- (دکس ترندی (۱-۲)
- ۱۹۔ اکل تھ المہم شرعاً و عیناً :-
- ۲۰۔ ناظم المصروف :- صاحب میں خط و کتابت کی ایک جگہ، ان کے چند گرائی ہوا
 سے واضح ہو گی۔

- "ترجمان القرآن" (لاہور ماہنامہ) نے سال بھر اس پر تنقید جاری رکھی کہ اس
 کا جواب "الاسلام" کے ایک شمارے میں دے دیا گیا۔ پھر اس بحث کے
 تمام مضامین کو کچھ ترمیم و اضافہ کے بعد کہانی شکل میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد
 ساز کے ڈھائی صفحات ہیں، بہت عمدہ کتاب ہے اور اسے بھی غیر معمولی
 مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔
- ۵۔ ہمارے غامبی مسائل :- چھوٹے سائز کے ۲۵۶ صفحات اس
 کتاب میں غامبی قوانین کا رد ہے۔ اس میں پوچھے گئے کی میراث تعدد
 ازدواج، احکام طلاق اور جہاد پر حقیقی مضامین لکھے گئے ہیں۔
- ۶۔ ضبط ولادت :- یہ پہلی کتاب ہے جو آپ نے قرأت کے ذریعہ
 لکھ رکھی۔ اس میں بدعت کشوں کی مردہ تحریک کا شرعی و عقلی اور منشی نقطہ
 نظر سے جائزہ لیا گیا ہے۔ کتاب کا پہلا باب جو ضبط ولادت کی فقہی تحقیق سے
 متعلق ہے آپ کے والد ماجد کے قلم سے ہے۔
- ۷۔ تقلید کیا ہے :- اس میں تقلید کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ یہ
 کے مسئلوں نے اسے مستقل کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔
- ۸۔ جماعت تہجد :- درمضان میں تہجد کی جماعت جائز ہے یا نہیں؟ یہ
 مسئلہ اس مسئلہ کی مفصل فقہی تحقیق پر مشتمل ہے۔ سب سے شائع ہوا۔
- ۹۔ تہجد کی سود :- یعنی اہل تہجد موجود بکوں کے تہجد کی سود کو حلال کتے
 ہیں، اس مسئلے میں ان دلائل کا مفصل جائزہ دے کر یہ بتایا گیا ہے کہ تہجد کی سود
 اور عربی سود میں شرعی نقطہ نظر سے کوئی فرق نہیں نیز تہجد کی سود کے معاشی
 اور اجتماعی مفاسد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ مقالہ حضرت مفتی صاحب کی کتاب
 "مسئلہ سود کے حق و عدم کے طور پر شائع ہو چکا ہے۔

چلے آئے اور یہاں کے اساتذہ سے استفادہ کر کے ۱۳۰۸ھ میں دارالعلوم
دوبند میں داخل ہوئے اور وہاں معقولات و منقولات ہر قسم کی کتابیں پڑھیں۔
دورۂ حدیث شیخ الہند مولانا محمد حسن سے پڑھ کر سند الفرائض حاصل کی۔
آپ دیوبند کی سند کو اپنے لئے باعث فخر قرار دیتے تھے۔ پھر آپ مدرسہ
فیضی عام کابوہرینچے اور وہاں ۱۳۱۰ھ میں مولانا احمد حسن محدث سے بھی حدیث
پڑھ کر سند حاصل کی۔

فراغت کے بعد امرتسر آئے تو آپ کے استاد مولانا محمد اللہ صاحب نے
آپ کو اپنے مدرسہ تائید الاسلام میں تدریس پر مامور کیا۔ ۱۸۹۸ء میں مدرسہ
اسلامیہ ملیر کو نمبر کی صدر مدرس پر تشریف لے گئے۔ سندھ میں پنجاب یونیورسٹی
سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ عیسائی پادریوں، آریہ سماجی پرچار کوں اور مزید
کے خلاف آپ میدانِ عمل میں نکل آئے اور نہایت ہی قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔
اور ہر ہر مناظرہ میں اور ہر محاذ پر اپنی شکست ناش دی۔ تقریر کے علاوہ
تحریر کے میدان میں بھی ان کے دانت کھٹے کوڑ گئے۔ آپ کی مختلف موضوعات
پر ۱۳۳۰ تصانیف ہیں۔ تبلیغ دین کے لئے امرتسر سے تین اخبار "مسلمان"،
اہل حدیث اور مرقعِ قدایاں نکالے۔ اخبار اہل حدیث پورے چالیس سال
اشاعتِ اسلام میں مصروف رہا۔ اس کا آخری شمارہ جولائی ۱۹۵۷ء کے
آخری حصے کو شائع ہوا اور پھر مناداتِ پنجاب کی وجہ سے بند ہو گیا کچھ عرصہ
مکمل شدہ شائع کے نام سے بھی اخبار شائع کرتے رہے۔ مولانا نے تحریروں اور تقریریں
کبھی اقتیاد کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

۱۹۰۶ء میں آریہ میں آلِ انڈیا اہل حدیث کانفرنس منعقد ہوئی جس میں
مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری صدر اور آپ ناظم اعلیٰ مقرر کئے گئے۔ آپ نے

مولانا ثناء اللہ امرتسری

۱۸۶۸ — ۱۹۴۸ء

مولانا برصغیر پاک و ہند کی ایک عظیم علمی شخصیت تھے۔ ان کا شمار بیسویں
صدی عیسوی کے ممتاز علما کے درجے میں ہوتا ہے۔ وہ بیک وقت بہترین محقق،
مفسر، خطیب، مناظر اسلام اور تحریکِ پاکستان کے داعی تھے۔
مولانا اصلاً کشمیر لوں کے منٹو خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا کے والد
خضر جو اور تیا اکرم جو تھے۔ یہ علاقہ خود تحصیل اسلام آباد ضلع سرگرم کے پشدر سے
تھے اور پشیمینے کا کاروبار کرتے تھے یہ لوگ کاروبار کے سلسلے میں امرتسر
آئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

مولانا ثناء اللہ ۱۲۸۷ھ / جون ۱۸۶۸ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ سات
برس کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ کچھ عرصہ لیتا ہی انتقال کر گئے۔
مولانا کے بڑے بھائی ابراہیم رفوگری کا کام کرتے تھے انہوں نے انہیں بھی
یہ کام سکھایا۔ چودھویں سال کو پہنچے تو والدہ نے کسی داغِ مفارقت دیا۔ اسی وقت
حصولِ تعلیم کا شوق دامن گیر ہوا تو اپنے کام کے ساتھ ساتھ مولانا ثناء اللہ امرتسری
سے کتب و درسیں سے علمِ نجومیں شرح جامی اور علمِ منطق میں قلبی تلمذ کیا
پڑھیں۔ پھر مولانا عبداللہ خان وزیر آباد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیگر
کتب و درسیں اور علمِ حدیث کی تکمیل کر کے ۱۳۰۷ھ میں مندرِ فراغت حاصل
کی۔ وہاں سے مولانا سید نعیر حسین محدث دہلوی کی خدمت میں پہنچے اور
ان سے بھی سندِ جازہ حاصل کی۔ دہلی سے منظرِ علوم سہارنپور

اعتقاد کر گئے اور مولانا محمد رضا انک زندہ وسلامت رہے۔ لے
ڈاکٹر محمد یونس نگرانی لکھتے ہیں: مولانا والدہ ام قمر سہری دور جدید کے
اسم غلام میں سے تھے۔۔۔۔۔ آج بولے، قادیانوں کے خلاف مناظروں میں بڑی
شہرت پائی تھی۔ ان کی تفسیر (تفسیر القرآن بکلام الرحمن) اس لحاظ سے اہمیت
رکھتی ہے کہ انہوں نے کوشش کی ہے کہ قرآن کریم کی آیتوں کی تفسیر اس سے
کریں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے قرآن مجید کا مطالعہ ایور کیا ہے اور یہاں ہندو
والی آیتوں سے مطلب بیان کیا ہے۔ لے

علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں: مولانا ہندوستان کے مشاہیر علمائیں
سے تھے۔ فتنہ منظر کے امام تھے۔ خوش بین مقرر تھے۔ متعدد تصانیف
کے مصنف تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود سے
پنجاب میں فتنہ پیدا ہوا تھا، انہوں نے مرزا کے خلاف صف آرائی کی، اور
اس وقت سے لے کر آخر دم تک اس تحریک اور اس کے امام کی تردید
میں پوری قوت صرف کر دی یہاں تک کہ وطن میں مہاجرین کو قادیانی کے سامنے
کاذب نے وفات پائی۔۔۔۔۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی
زبان کھولی اور قلم اٹھایا اس کے لئے کورہ کے لئے ان تمام مشیر بے نیام
ہوئے۔ اور اسی مجاہدہ خدمت میں انہوں نے عمر بسر کر دی۔۔۔۔۔ مرحوم اسلام
کے بڑے مجاہد سپاہی تھے۔ زبان اور قلم سے اسلام پر جس نے حملہ کیا اس
کی مخالفت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ وہی ہوتے۔ اللہ اس

مکی سیاسیات میں بھی بڑے چہرہ کے حیدر کیا۔ تحریک خلافت، جمعیت علماء اور مسلم
لیگ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۶ء میں پنج کی سعادت حاصل کی تھی۔
آپ کا ام قمر سہری خاندانی پڑیں اور کتب خانہ بھی تھا۔ آپ کا شمار وہاں کے
دیکھوں میں ہوتا تھا۔ ۱۹۴۰ء کے فسادات میں آپ کے اہل خانہ نے فرزند مولوی غلام
جواہر علی کے مسلمانوں کی حفاظت پر متعین تھے۔ کسی نے دستی ہم مار کر انہیں
شہید کر دیا۔ مولانا نے خود غلہ چنانہ پڑھائی اور انہیں اللہ کے سپرد کر کے
ہمارا گشت ۱۹۴۰ء کو پاکستان چلے آئے آپ کا بنیاد عمدہ اور قیمتی کتب خانہ
بھی وہیں رہ گیا، پہلے لاہور، پھر کوٹوالہ اور آخر ہندوستان میں سرگودھا میں
سکونت اختیار کی۔ وہاں شنائی برقی پریس کا نگران اپنے پوتے مولوی رضا اللہ
(مرحوم) کو مقرر کیا۔ وہیں حصار چار ہرنہ و شہزادہ وقت جمع ۱۹۴۰ء کو آپ کا
وصال ہوا۔

مولانا عبدالحی بخشی لکھتے ہیں: وہ انتہائی فہم ماحرہ و جاد، مناظرہ میں
چھا جانے والے تھے۔ مناظروں کے لئے بڑے لمبے لمبے سفر کرتے تھے۔
تعلیف و تالیف سے انتہائی شغف تھا۔ ولی اللہ طرز فکر کے حامی تھے۔
۔۔۔۔۔ وہ ایک خولہ صورت انسان تھے۔ رنگ سفید تھا۔ اپنی صحت اور لباس
کا بڑا اہتمام کرتے تھے، وقت کی حفاظت کرتے تھے اور کام میں سخت محنت
کرتے تھے۔ مصحفات میں وسعت تھی۔ جمعیت العلماء کے بانیوں میں سے تھے۔
تحریک ہمدانہ العلماء سے بھی بڑی دلچسپی تھی چنانچہ زندگی بھر اس کے ممبر بھی رہے۔
ایک مرتبہ ۱۹۳۷ء میں ان کو مرزا غلام احمد قادیانی نے چیلنج کیا تھا کہ ان دونوں
میں سے جو بھی جیتا ہو، اس کو موت کا جائے۔ اللہ اس کو طاعون ابد بھیجے
امراض لاحق ہو جائیں چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی انہی امراض میں مبتلا ہو کر

ایک معروف نامور سہمی مناظر نے شروع ہی میں غم ٹوٹ کر کہہ دیا کہ آپ مسلمان ہی کب ہیں جو اسلام کی طرف سے وکیل بن کر آئے ہیں۔ دیکھیے مسلمان علم و کلمے کے غم سے یہ سب آپ کی تکفیر میں ہیں۔ یہ کیا اور میرا یہ ان خودوں کا دھیر لگا دیا۔ مولانا صبر کے ساتھ اپنی تکفیر کا دھندلا سننے رہے۔ جب وہ کہہ چکا تو کوٹوک کر بولے "اچھا صاحب! میں اب مسلمان ہوتا ہوں اور آپ سب گروہ ہیں کہ میں سب کے سامنے کلمہ شہادت پڑھتا ہوں۔ اللہ شہد ان لا الہ الا اللہ فلا شہد ان محمد رسول اللہ" فرمائیے اب تو کوئی عذر باقی نہ رہا۔ مسلمان باغ باغ ہو گئے۔ آریہ مناظر سے کچھ بن نہ پڑا اور مولانا نے اپنا کام چلتا کر دیا۔ اللہ درہات مانی سے سرفراز فرمائے۔

مطلبین اسلام کی بہترین مثال و نمونہ اس زمانے میں تھے۔ سید محبوب رضوی لکھتے ہیں "آپ قوی المعتقد اور صریح الجواب تھے۔ مناظر و میں ہمیشہ کامیاب رہے۔ خرقہ مخالف کو شکست دینے میں انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ شیر پنجاب کے لقب سے ملتے تھے، تعصبات و تالیفات سے بڑا لگاؤ تھا۔ ... اوقات کے پابند، لمبہ اطلاق اور وسیع المعلومات تھے۔"

مولانا قاری محمد طیب قاسمی لکھتے ہیں کہ "آپ ہی حضرت شیخ الحدید (مولانا محمود حسن) کے شاگردوں میں سے ہیں۔ حدیث اور قرآن پر باہمی اور وسیع نظر رکھتے ہیں۔ آریوں اور تادیانیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور متعدد مناظر سے

۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵
۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵
۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵

غازی اسلام کو شہادت کے درجات و مراتب عطا فرمائے۔ امین نے مولانا فضل الرحمن بن میاں محمد لکھتے ہیں کہ علامہ مولانا سید سلیمان ندوی نے جو ان کو خراج عقیدت پیش کیا ہے مناسب ہے کہ اسی پر اپنے مقالہ کو ختم کر دوں۔"

علامہ رشید رضا مہری لکھتے ہیں کہ "مولانا شہداء اللہ بر صغیر منہدین اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے وکیل ہیں، ان کی خدمات اور ذمہ داری کو دیکھ کر ایک آدمی کہہ سکتا ہے کہ وہ عام آدمی نہیں بلکہ جلالی ہیں۔" عبد الرشید عراقی صبر ندوی لکھتے ہیں کہ اسلام کے دفاع کے سلسلہ میں مولانا نے زبان و قلم کا سب سے زیادہ زور دیا۔ بیسویں اور انیسویں صدیوں کے خلاف صرف کیا اور اس سلسلہ میں آپ کی تحریری و تقریری خدمات تاریخ اسلام کا ایک بہترین باب ہیں۔"

مفسر قرآن مولانا عبداللہ دبیادی لکھتے ہیں "مولانا کی اردو تفسیر بھی مختصر تفسیروں میں اچھی ہے۔ لیکن عربی تفسیر کا نمبر اس سے بڑھا چکا ہے۔ قرآن کی تفسیر نور قرآن ہی کے ہے۔ ہم معنی آتیں خوب کجاں جاتی ہیں۔ جہی مناظر کے تو کہنا چاہیے امام تھے۔ حریف کی ذہنیت کی جن شناسی میں مولانا بہت بڑھے ہوئے۔ ایسی بات دھوڑا لگاتے کہ آریہ سہمی و ہنیت و نگ رہ جاتی اب یا وہیں کہ لکھنے مناظر سے کر ڈالے اور ہر جگہ کامیاب ہی رہتے۔ ایک جگہ

۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵
۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵
۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵

۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵
۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵
۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵، ۱۲۶۱۲۵

مولانا ابوالحسن اشرفی کہتے ہیں :-

”مولانا شاد اللہ جامع الصفات تھے۔ اللہ تعالیٰ نے
بیک وقت بہت سے فغائل اور محاسن ان میں جمع کر دئے تھے۔ وہ بشر تھے
مستکم تھے، معترف تھے، مناظر تھے، مصافی تھے اور انہوں نے اپنی تمام
جہتوں سے اسلام کو فائدہ پہنچایا۔۔۔۔۔ مولانا نے دین کے مختلف شعبوں
میں حصہ لینے کے ساتھ ملک کی سیاست میں بھی بہت ہی سرگرم حصہ لیا، لاٹ
ایکٹ کے لیدران کے شہر امرتسر میں کانگریس کے اجلاس کے ساتھ حکیم جواہر
کی مدداریت میں مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس چڑا تھا اس کی مجلس استقبالیہ
کے صدر خود مولانا ہی تھے اور اپنے شہر میں مسلم لیگ کے تمام قائدین کا انہی
نے استقبال کیا تھا اور بہت ہی پر مغز خطبہ استقبالیہ پڑھا تھا۔
فدۃ الاملاؤں کے بھی وہ پر جوش رکن تھے۔ اس کے مجلسوں میں
پابندی سے شریک ہوتے تھے“

کئے۔ آپ کا لقب شیر نواب تھا۔ اکابر و اسلاف دیوبند کے بہت زیادہ گرویدہ
اور اصلاحاتی طور پر ان سے بڑا معمولی انعام سے وابستہ رہے۔ اس حق سے بہت
زیادہ مالوں تھے۔ ہمیشہ ملاقات کے وقت مصافحہ اور مبالغہ ہی بد قناعت نہ
کرتے تھے بلکہ پیشانی ہی چومتے اور بعض اوقات آنکھوں میں آنسو بھر لاتے
تھے۔ اے
”اکابر دیوبند سے وابستگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔۔۔۔۔ ہندوستان
کی تحریک آزادی کی جدوجہد میں ہمیشہ شریک رہے۔ اے

اے مولانا ابوالحسن اشرفی : چند رجال اہل حدیث : گوجرانوالہ : ۱۹۸۶ء
۵۲-۵۳ (سے اقتباس)

اے مولانا تارک محمد طیب ناظمی : تاریخ دارالعلوم دیوبند : کراچی : ۱۹۷۲ء : ص ۷۱
اے تارک نبیوں اور مشن : شہسیر علامہ دیوبند : لاہور : ۱۹۷۶ء : ص ۱۱۵

مولانا حبیب اللہ نعمانی

۱۸۷۲ — ۱۹۵۴ء

آپ تمام دین کے فروغ تھے۔ ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے
مختلف استادوں سے دینی علوم کی تحصیل کی۔ پولیس میں بھرتی ہو گئے۔
اور ترقی پاتے پاتے حمایتی رہے۔ پھر ان خود اس محکمہ کو ترک کر دیا۔ اور
اتر سر میں مکان کھول لی۔
قیام پاکستان کے بعد چک ۵/۸۲ آر ہاؤس آباد میں سکونت اختیار کی
۱۹۴۸ء میں ان کے معنی تھے۔
تفسیر نعمانی آپ کی یادگار ہے۔ لے

لے مکتب قبر و سنہ: انسائیکلو پیڈیا

داغترابی: علم نے پنجاب: لاہور: ۱۹۵۴ء

ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی

آپ ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ بی۔ اے (آنرز) ایم۔ اے۔ اور
ڈاکٹریٹ کی ڈگری آف آبادی و صحت سے حاصل کی۔
۱۹۳۷ء میں ڈیڑھ دن سکول میں باسٹریٹ ہونے والے، اور دین ۱۹۴۸ء
مک ہاؤس باسٹریٹ میں رہے۔
آپ افریقن سٹڈیز، لندن یونیورسٹی کے شعبہ سیاسیات، تحصیلت
ہندوستان پاکستان اور سیون کے اسٹیشن سکول میں پیکر بھی رہے۔
۱۹۵۳ء میں پاکستان ہونے والے چانگ کیشن، حکومت پاکستان کے ڈپٹی
چیف آف ڈیویشن رہے۔ اور اسی دوران ۱۹۵۳ء - ۱۹۶۲ء تک سربراہ بھی
رہے۔ ۱۹۶۲ء میں آپ نے کونسل آف اکیڈمی آف اسلامک اسٹڈیز کا قلم و نسق
سنجھایا۔ ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۹ء تک اسلامی یونیورسٹی ہاؤس کے اس چانسلر رہے۔
عالیہ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، دارالحدیث لائسن آف اسلامک سٹڈیز کے چانسلر رہے۔
مک ڈاکٹر بلگرامی رہے۔

برورد آف اسلامک ریسرچ و پبلیکیشن کے چیف بھی رہے۔
جسٹ سکول حیدرآباد کو از سر نو متعمم کیا اور اس کے پرنسپل بھی رہے۔
آپ فیڈرل کیشن، عالی مرکز اسلامی تعلیم کے پروفیسر رہ چکے ہیں۔ پہلی عالمی کانفرنس اسلام بھارت
شاہ ولی اللہ یونیورسٹی مدینہ کے ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۰ء تک پروفیسر رہے۔
آپنی اعلیٰ مشیر برائے مرکز اسلامی تعلیم کے، قیادت ہیں۔

مولانا حبیب اللہ مردانی

آپ مولانا اسحاق النحل صاحب (م ۱۳۶۴ھ) کے فرزند ہیں۔ ۱۲۹۵ھ کو زندقہ بتیل مولائی ضلع مردان میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر ڈاگن ضلع مردان میں مرفہ ٹیچر کیم اور مرفہ محمد صدیق سے تحصیل کی۔

فراغت کے بعد بننے گاؤں میں چالیس سال، محکمہ ضلع کی پندرہ سال اور دارالعلوم اسلامیہ مردان میں ۹ سال تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ کے تلامذہ ہزاروں میں ہیں۔ آپ پڑھاتے وقت کتاب کو تیش دیکھتے تھے۔ جگر بازی پڑھاتے تھے۔ اپنے تلامذہ کے استاد گل تھے۔

آپ نے صلیب، خیال اور شرعہ کا پورا پورا علم حاصل کیا ہے۔ جوامین تک علمی مہارت میں آپ کی داد دے پاس موجود ہیں۔

آپ نے پشاور زبان میں لکھے سے قرآن پاک کا ترجمہ کیا ہے۔
آپ کا ۱۳۹۸ھ کو دماغ مہلکا۔

جناب مولانا حسین بخش صاحب

بانی جامعہ علمیہ باب الخنف جاڑا ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

آپ ۱۹۲۰ء میں موضع جاڑا ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے۔ جاڑا خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۳۵ء میں ٹیچر سکول کوہٹ چائی ڈیرہ قبچسا سے ٹیچر کا امتحان پاس کیا۔ پھر دینی تعلیم کے حصول کے لئے چک نمبر ۳۸ خانیوال ضلع خٹمان میں جناب سید محمد باقر (مرحوم) صاحب سے ابتدائی درسی کتابیں پڑھیں پھر مختلف شیعہ دستی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کی بہت سی کی آخری کتابیں مدرسہ حسینیہ اپنی ضلع گجرات میں پڑھیں۔ اور شیعہ فقہی کتب مولانا مفتی جعفر حسین صاحب آف گوجرانوہ اور مولانا سید محمد یار شاہ صاحب آف علی پور ضلع مظفر گڑھ سے پڑھیں۔

۱۹۴۵ء میں جناب یونس سیٹھی سے مولوی کا امتحان پاس کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے عراق تشریف لے گئے۔ اور وہاں آقا سید محمد بن ابی طالب (علیہ السلام) آقا سید حسین الحامی، آقا میرزا محمد حسن یزدی، آقا مرزا محمد باقر ربانی، آقا سید ابوالحسن سم خانی، آقا محمد محمود الشاہ ودی، اور آقا عبداللہ شیرازی سے اصول فقہ اور فقہ کی آخری تعلیم حاصل کر کے اپنی حضرات سے اجنباد کی سند حاصل کیں۔

۱۹۵۵ء میں عراق سے واپس آئے اور اسی سال جامعہ علمیہ باب الخنف

جاڑہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی نیا درگاہی۔ ۱۹۶۲ء تک وہاں تدریس کی مالی مشکلات کے باعث اپنی جگہ مولانا غلام حسن صاحب ناضل عراق کو تدریس کی

امور سونپ دیئے اور خود مدرسہ کی مالی کفالت کا بڑا اٹھایا۔ آپ نے جامع
”المنظر“ لاہور، جامعہ امیہ لاہور، مدرسہ دارالعلوم جعفریہ خوشاب ضلع سرگودھا
میں بطور صدر مدرس تعلیمی خدمات انجام دیں۔ آج کل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا
میں بطور صدر مدرس تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ پنجاب کے متعدد علماء
شیخہ آپ کے شاگرد ہیں۔

آپ کی تصانیف میں، تفسیر انوار البنف، دگیہ رہ مدیں شائع ہو چکی ہیں
تین باقی ہیں، لمعۃ الانوار، ”شیعہ عقائد کے موضوع پر“ واقعات شہادت
حضرت امام حسینؑ پر ایک کتاب، ”اصحاب الیمین“ اور خلافت و ملوکیت
اور مولانا مودودی صاحب کا جواب شیخ نقیہ نگاہ سے، ”امت و ملوکیت“
کے نام سے لکھا ہے۔

یہ تمام کتابیں مطبوعہ ہیں۔

آپ کی اولاد محمد باقر صاحب ہیں جو بیسہ کالج لاہور میں پڑھ رہے ہیں۔

مولانا حسین علی

مولانا حسین علی بن حافظ میاں محمد متقی نقشبندی ۱۲۸۳ھ کو
وال بکسر میں ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے۔
ابتداءً ہی تعلیم اپنے علاقہ کے علماء سے حاصل کی، دورہ حدیث کی
مکمل علامہ رشید احمد گنگوہیؒ سے کی، مولانا احمد حسن کاپوری سے بھی
استفادہ کیا۔

وطن آکر عترت دہلیس میں عرف کر دی، علم تفسیر سے خاص لگاؤ تھا۔
آپ کے تلامذہ میں پاکستان کے بڑے بڑے علماء کے نام آتے ہیں آپ
نے سلوک کی تحصیل خواجہ عثمان دہلویؒ سے کی اور خلافت ان کے فرزند
حافظ سراج الدین سے حاصل کی، آپ کی پندرہ کے قریب تفسیر، اصول تفسیر
حدیث، فقہ، عقائد، اور تصوف و سلوک کے موضوعات پر تصانیف ہیں۔
بخاری و مسلم پر اپنے استاد مولانا گنگوہیؒ کے درسی افادات کو آپ نے
تعلیمتہ کیا ہے۔

جب ۱۳۶۳ھ میں وصال ہوا۔

تفسیر بتیان

یہ تفسیر مولانا حسین علی کی تالیف ہے۔
اس میں قرآن مجید کی تمام سورتوں کا فائدہ الگ الگ دیا گیا ہے۔
آپ کی تفسیر ہی میں ایک دوسری تفسیر ”بے تفسیر“ بھی ہے۔

تعارف الفرقان (حصہ اول)

مفسرہ حمید نسیم

تعارف الفرقان قرآن حکیم کی بائبل بریں اسلوب اور نئی شیخ کی تفسیر ہے جو عالمی فلسفہ و مذہب کے تناظر میں قرآن کی گئی ہے اور عصر حاضر کے نظریاتی و معاشرتی مسائل اور مستقبل کے متوقعہ ہمہ جہتی تقاضوں کا اظہار بخش اور جات مل پیش کرتی ہے، مفسر نے تمام مشہور ادیان اور فلسفہ شرق و غرب کے اہم مکاتب کا نہایت ارادت اور ادب سے مطالعہ کیا ہے اور اسلام کی ایسی تعلیمات، اعلیٰ عقائد اور نفعہ نظریات کا دیگر افکار منصفانہ تہ قبل کیا ہے کہ قدرتی کو انسانی بدلتین اصول حیات میں سہولت ہو۔

ممتاز دانشور، مصنفین اور اہل علم و حکم کی متفقہ رائے ہے کہ تارق الفرقان ایک علمی کام ہے۔

حمید نسیم صاحب کو اس عظیم کام سے سلسلہ میں محکماتین ہزاروی کا تادان حاصل ہے۔ خود لکھتے ہیں انہی کے اشارے سے اس کا حکم تعلیم کی ابتداء ہوئی ان کی ہدایت پر یہ کام مکمل ہوا یہ کہنا اعتراف حقیقت کے سوا کچھ نہیں کر تلم میرا تھا۔

حمید نسیم

پیدائش ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۵ء

تعلیم ایم اے ۱۔ انگریزی، پنجاب یونیورسٹی ۱۹۶۱ء دو برس کے لئے ایم اے فلسفہ کی تعلیم اسلامیہ کالج لاہور میں پائی ۱۹۶۲-۱۹۶۳ء ملازمت پرنٹریو پاکستان میں بحیثیت جگہ گرام پرنٹریو ۱۹۶۴ء ۱۹۶۵ء میں ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل کے عہدے سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی۔ ۱۹۶۳ء سے تاحال مشیر مذہبی اور ثقافتی نشریات پاکستان بولڈ کاسٹنگ کوریویشن علامت کے دوران فلاسفی منہجی کی ادائیگی میں امریکہ، روس، برطانیہ، ایران، جرمنی، فرانس، فلپائن، تھائی لینڈ، کینیڈا، مصر، عراق، ایران، سنگاپور، ہانگ کانگ، لبنان، ہالینڈ اور دوسرے مغربی اور مشرقی ممالک کا سفر کیا اور وہاں کے فکری اور معاشرتی رجحانات کا وقت نظر سے مطالعہ کیا۔

۱۹۵۵ء میں سات مہینے کیلئے بی بی سی سے تدبیریں پروگرام کے تحت وابستہ رہے ۱۹۶۲ء میں امریکہ کی ریٹائلس یونیورسٹی میں ڈپٹی وائس چانسلر کے عہدے پر فائز ہوئے اور چار مہینے تک امریکہ کے طول و عرض کا مطالعہ اور دید کیا۔ ۱۹۶۷ء میں پاکستان کے قومی ثقافتی وفد کے نامہ کی حیثیت سے روس کا دورہ کیا اور تاشقند و سمرقند سے ریگیا اور لینن گراؤ فنکونک مصافی دورہ کیا۔ ہماڈ کاسٹر، نقاد ادب اور شاعر کی حیثیت سے آپ ایک منظر و سام رکھتے ہیں۔

مولانا محمد حنیف ندوی

آپ دس جولائی کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا محمد اسحاق سلمیٰ سے حاصل کی۔ ۱۹۲۴ء میں گھنٹہ گئے اور وہاں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی اور دیگر ممتاز علماء سے تعلیم کی۔ ۱۹۳۰ء میں لاہور آئے اور مسجد بہارک اسلامیہ کالج ریڑ سے روڈ میں خلیفہ مقرر ہوئے اور اسی قرآن دیتے رہے۔ ۱۹۴۹ء میں انہوں نے مولانا محمد اسحاق سلمیٰ کے قتلِ قہرمان سے بہت مدد "الاعتقاد" مہر کیا، یہ ایک دقیق علمی پچ تھا، مولانا کے قلم سے اس میں نگرانیز مقالے شائع ہوئے ۱۹۵۱ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ سے وابستہ ہوئے، ان کی ۲۲ گز نقد تصانیف ہیں، ان کی علمی ادبی علمی خدمات کے پیش نظر انہیں ستارہ امتیاز دیا گیا۔ ان کا سب سے زیادہ فیہم شان کا نامہ تفسیر قرآن ہے جو سرائے الہیان کے نام سے چھپویدل میں مندرجہ مرتب شائع ہو چکی ہے۔ وہ لسان القرآن کے نام سے قرآن کریم کا تفسیری اور جامع لغت کھڑے تھے، جس کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ۱۹ جولائی ۱۹۸۰ء بروز اتوار بچے دس بجے شب انتقال ہوا، اللہ میں پاؤں بیٹے اردو پیشاں ہیں۔

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب (کمبلیور)

آپ یکم فروری ۱۹۱۳ء کو کشنس آباد ضلع کمبلیور میں حضرت ولادت غلام بیگانی صاحب (م ۱۳۴۸ھ) کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بہترین عالم و فاضل اور علاقہ کے مفتی تھے۔ انہوں نے تیس سے زائد کتب لکھیں، ان کے مفصل حالات "پروہدیں صدی کا امی الدین" نامی کتاب میں مطالعہ کئے جا سکتے ہیں۔

آپ نے نافذ قرآن مجید ضیف عبدالرحمن صاحب سے پڑھا ۱۹۲۰ء ابتدائی تعلیم کو دیکھو ڈل سکول کشنس آباد کی جماعت ادنیٰ میں داخل کروائے گئے، ۱۹۲۰ء میں اسی سکول سے دیکھو ڈل کا امتحان پاس کیا، ڈل کے استاذ کے بعد آپ دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابتدائی درسی کتب میں اپنے والد صاحب اور چچا مولانا غلام ربانی صاحب سے پڑھیں۔ پھر علاقہ کے تہذیب علماء سے حضرت مولانا الحاج عبدالرحمن صاحب تلمیذ حضرت شیخ الزہد مولانا محمود صاحب مولانا سعد الدین صاحب تلمیذ حضرت مولانا عبدالحی گھنٹری اور مولانا عبداللہ جان صاحب سے تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے مظاہر العلوم بہار نبردیں داخلہ لیا، ایک سال کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا لیکن جلد احباب کے مشورہ سے غازی آباد میں اسوت، ہو گئے۔ علامہ سید محمد انور شاہ شریانی کا وہاں وہ تھری سال تھا، ان کے درس بخاری شریف میں شرکت کی سعادت

لقبیت ہوئی۔

ایک سال تک وہاں تعلیم حاصل کی پھر دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔
 اور ۱۲۵۳ھ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے بخاری و ترمذی
 حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب ہزاروی سے مسلم شریف، حضرت مولانا میاں
 انصاری صاحب سے ابو داؤد و شریف، حضرت مولانا محمد بلالیم صاحب بیہودی
 سے طحاوی شریف، حضرت مولانا احرار علی صاحب سے شامی ترمذی، حضرت مولانا
 مفتی محمد شفیع صاحب سے مؤطا امام محمد اور مولانا مفتی ربیع الدین صاحب سے
 مؤطا امام مالک پڑھیں اسلامہ امتحان دے کر واپس کشمیر آباد آ گئے ۱۹
 ذی قعدہ ۱۳۳۵ھ کو تیسرا نکاح بیکہ کے کوٹہ پراپ کے حاصل کر وہ نمبر پڑ گئے۔

بھائی شریف، ترمذی شریف، شامی شریف، مؤطا امام محمد، مؤطا امام مالک پڑ گئے۔
 ابو داؤد، طحاوی، شامی ترمذی، مؤطا امام محمد، مؤطا امام مالک پڑ گئے۔

قیام دارالعلوم دیوبند کے واقعات

اس سال (۱۲۵۳ھ) مولانا غفر علی
 خاں جو ہم سفر برصغیر تھے تمام
 ہندوستان کا دورہ کیا، جس کا مقصد مسلمانوں کے لئے ایلان تجارت کا قیام بتایا
 گیا، وہ جاتے ہوئے دارالعلوم میں تعویذی درمختبر سے، علمائے دیوبند اور طلبہ
 نے ان کا شاندار استقبال کیا اور بہتر صاحب کے کہو میں ان کو مٹیائی شیشی لکھام
 حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نے ان کے کلام میں کوئی کسر نہ چھوڑی، جدید
 دارالحدیث میں استقبال یہ جلسہ ہوا جس میں محضر کھانا کو لکھا، و شرف خوش آمد
 کیا گیا، حضرت مولانا عرض محمد صاحب عینہ مجاز حضرت لاہوری بھی حضرت تاجانی

لے بحوالہ مکتوب بند ۱۹۶۱

صاحب کے ساتھ دوہ حدیث میں شریک تھے۔ ان کی فرمائش پر آپ
 (فاضل صاحب) نے بھی چند اشعار لکھے جن کو لہجہ میں مولانا عرض محمد صاحب
 نے ہی پڑھا۔ ایک مصرع پر غریب واری، وہ یہ تھا۔
 ان کی ذات اقدس سے بشر الدین نالال ہے۔
 جواب میں مولانا غفر علی خاں نے دیوبند پر درج ذیل نظم سنائی۔

شاد بادش و شادوری اسے سرزمین داریہ
 حبیبیہ کی عزت کو لکھنے چار چاند
 اہم تیرا مسمیٰ، عرب تیری بلے پناہ
 تیری جہت پیچہ قدم سوجاں سے نشاء
 تو علم بردار حق سے، حق نگہ بان ہے تیرا
 نازک اپنے مقصد پر کہ جری خاک کو
 بیان کر دینگے جزا مومن پیغمبر پر خدا
 نغز چاہیں گے آگے باد مگنی کا نایاب
 اس میں قائم ہوں کہ اور شکر محمد الرحمن
 گزنی بگلا متیری سے سین اقدسے ات
 دوسرا واقعہ مولانا فضل علی شاہ مکین پوری کا دارالعلوم دیوبند میں ورود
 ہے۔ اکثر مسلمان جانتے ہیں کہ خانقاہ سراجیہ مولانا شریف (ظہیر اکامیل خان)
 سے ہادیوں کا جہان نکلان میں حضرت مکین پوری کا نام علی حروف میں لکھا
 پڑا ہے، انہوں نے مخالفہ مدنی میں ملکہ کو توجہ دی اور کہی خوش بخت بیعت ہوئے۔

آپ شہجانب کے خدیں دارالعلوم دیوبند سے شہر آباد
 اپنے وطن میں اپنے تھے، حسن اتفاق سے وہ جہد کا دن تھا، نثار پڑھانے

دلا کوئی نہ تھا، آپ کو بڑا گیا، آپ نے نمازِ جمعہ پڑھائی، محمد والوں نے آپ سے امانت کی درخواست کی تو اس نے اسے اس شرط پر قبول کر لیا کہ کمال نہ کیجھ نہ دلوں گا اور جب جی مایا ملا جاؤں گا۔

امامت و خلافت کے ساتھ آپ نے یہاں "مدرسہ محمدیہ" کی بنیاد رکھی جس میں مختلف قرآن اور دس تفہیمی کی حدیثیں کلام شہداء بنی۔ آپ نے حدیث کے علاوہ دس تفہیمی کی مختلف کتب طبع کیں۔ آپ کی قائم کردہ یہ ادارہ آپ تک محدود ہے۔

جمیعتہ العلماء کا قیام

علاقہ کے علماء و مفتی پرست تھے، لیکن ان کی کوئی تنظیم نہ تھی۔ ۱۹۲۰ء میں آپ نے جمیعتہ علمائے ہند کی شان کے طور پر جمیعتہ علماء کے نام سے جمیعتہ کی بنیاد رکھی، مفتی جی جعسر میں تسمانی غلط آپ ہی نے کیا، جمیعتہ العلماء کے اہم مقاصد میں ایک مفتی کا تقرر اور مفتی کی تصویب کے لئے ایک بورڈ مقرر کیا گیا، اسی سلسلے میں جمیعتہ کے منشور برائے کر مژداری قرار دیا گیا۔

جج ۱۹۳۹ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج کی سعادت بخشی، آپ نے سندھیا کپڑے کے جہاز "العند" کے ذریعہ سفر کیا، آمد و رفت کا خرچ صرف ۲۶ روپے تھا۔ جا تے ہوئے حضرت مولانا قلب الدین خاں غوثی اور آتے ہوئے حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کی رفاقت میں سفر فرمایا۔ ۱۹۳۰ء میں بمبائے کا سفر کیا، وہاں آپ کے والد صاحب کے کافی عقد تھے۔ آپ نے ۱۱ ماہ تک وہاں قیام کیا اور تبلیغ دین کی۔

ڈیڑ لاکھ قلعہ جہلم کے مدرسہ خدام العلوم میں ایک سال سے ندامت و خطابت اور تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

پینسل مقرر عالم اسلامی میں | پاکستان کے منصف شہرہ پور نے کے بعد
عالم اسلامی کے ساتھ رابطہ قائم کرنے
کے لئے کراچی میں پہلی مرتبہ مقرر عالم اسلامی وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان
شہید کی زیر صدارت منعقد ہوئی، آپ کو بھی بلور مندوب شرکت کی دعوت
ملی، وہاں آنے پر عربی زبان کی اہمیت پر ایک مقالہ پڑھا۔

اسلامی آئین کی تدوین | قیام پاکستان کے بعد پنجاب میں پہلی وزارت اوقاف
تعمیرت کے نام سے قائم کیا جس کے ڈائریکٹر فہم علی محمد اسد جرنی مقر ہوئے۔
جن کے نعر سے اوقاف صاحب یہ پابستے تھے کہ آئین اسلامی مرتب کیا جائے۔
چنانچہ مقام صاحب نے ایک ماہنامہ "عرفات" جاری کیا اور ایک آئین مرتب کیا
جواور اور انگریزی میں طبع ہوا۔ اس کا نام دستور الاسلامی رکھا گیا، اس میں ایک
دفعہ یہ بھی لکھی گئی تھی کہ کسی غیر مسلم کو مسلمانوں میں تبلیغ کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔
البتہ غیر مسلم اپنے ہم مذہبوں میں اپنے دین کی تبلیغ اور تقسیم شاد کر سکے گا۔
دستور کی تدوین میں دو آپ سے بعض اوقات مشورہ طلب کیا کرتے۔ ۲۶

دستور کی تدوین میں وہ آپ سے بعض اوقات مشورہ طلب کیا کرتے۔ ۲۶۔
 جون ۱۹۴۸ء کے ایک خط میں علامہ محمد اسد صاحب یوں لکھتے ہیں: ”میں
 فاضل اخبار و فی عن ملازم فی عرفات و خصوصاً فی مقالہ فی اصول الدستور الاسلامی۔
 کہ نہ لکھ کر کم مجھے ”عرفات“ اور خصوصاً میرے مقالہ ”اصول دستور اسلامی“ کے
 بارے میں اپنی باتوں سے مطلع فرمائیے۔“

کُل پاکستان اہلسنت والجماعت | برسی فرمیں اہلسنت والجماعت
میزِ عزّت نے فرج چڑھ کر حستہ لیا، ان میں سرورِ اصفغان چٹانی مرحوم
کی تنظیم اور دعوت کے سبب جن

کا نام ہی سرفہرست ہے۔ اس تعلیم کے ناظم اعلیٰ مولانا سید نور الدین صاحب بنیان مقرر ہوئے تعلیم ملک کے بیدار و فہم چوک بھٹا لاہور مشتعل ہوئے۔ جیسٹریٹ کے فیصلہ پر ایک اجلاس کا انفرنس منعقد کرنے کو فیصلہ کیا گیا جس کے ناظم استقبالیہ آپ تھے۔ آپ نے اس سرگودھا کا انفرنس کو کامیاب بنانے میں بھرپور محنت کی اور دو رنگ لائن اس کا انفرنس میں آپ نے جہاد کے موضوع پر ایک مقالہ بھی پڑھا جو بید میں شائع ہوا

خطبات مرکزی جامع مسجد آپ اجلاس کا انفرنس میں شرکت کے لئے لاہور گئے ہوئے تھے کہ مرکزی جامع مسجد یکم ستمبر کی مجلس منسلک نے اپنے وفد پر آپ کو خلیفہ مقرر کر کے لاہور اطلاع کوئی آپ نے دینی مصلحت کے پیش نظر اسے قبول فرمایا اور جتوئی فورسز اس آباد سے یکم ستمبر مشتعل ہو گئے۔

اسی اثناء میں ۱۹۵۲ء میں آپ نے دوسرا بیگ کیا، اس بار اندرونِ حجاز توسط علامہ عبدالحمید الخلیف (مروج) حنفی سعودی عرب پرانے پاکستان کے آپ سرکاری مہمان رہے اور سب معارف حکومت سعودی عرب نے ادا کیے۔ جامعہ اسلامیہ کوئٹہ خشک ضلع پشاور

جامعہ اسلامیہ کی صدر مدرس کے بانی پیر میر بہان شاہ صاحب آپ کے مہربانوں میں سے تھے، ان کی طرف سے آپ کو جامعہ میں بطور صدر مدرس کام کرنے کی دعوت دی گئی جیسے آپ نے مستقل آؤکی کے آنے میں منظور فرمایا بیع جاتے اور مہر کے وقت واپس یکم ستمبر آجاتے تھے۔

وہاں بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس ۱۹ جنوری ۱۹۵۳ء تک دیتے رہے۔

ہفت روزہ آذان کا اجراء تعلیم ملک سے پسے گئے ایک ہفت روزہ "پیام اسلام" نکلتا تھا جس کی ادارت پادری مشتاق احمد یال نوسلم کے ہاتھ تھی۔ آپ نے ان کی اعانت کے لئے دعوت علیٰ منظور کر دی تھی۔ صحافی ذہنی کی طرف آپ کا یہ قدم تھا۔ تعلیم ملک کی وجہ سے جب یہ سلسلہ قائم نہ ہو سکا تو آپ نے یکم ستمبر سے ایک ہفت روزہ "آذان" جاری کیا جو آپ کے سرکاری ملازمت میں آجانے کی وجہ سے بند ہو گیا۔

سرکاری ملازمت قیام پاکستان کے بعد اس امر کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی کہ نوجوان طبقہ کو جدید تعلیم کے ساتھ قرآن و حدیث کی تعلیم دی جائے تاکہ قیام پاکستان کا تصور پورا ہو سکے، اس سلسلہ میں پشاور یونیورسٹی نے پہلی کی اور اپنے محکمہ کالجوں کے لئے عربی اور اسلامیات کے لکچررز کے لئے انگریزی تعلیم کو زائد شرط قرار دے دیا۔ درخواستیں مانگی گئیں تو آپ نے سبھی اکابر کے مشورہ سے درخواست دے دی۔ پشاور انٹر کالج آباد میں دیا جس کے نتیجہ کے طور پر آپ کو اطلاع دی گئی کہ آپ اس پوسٹ کے لئے مناسب نہیں ہیں۔ پھر اطلاع دیا جائیگا۔ ڈی۔ آئی خان کالج کے عربی کے پروفیسر صاحب انتقال کر جانے کی وجہ سے وہ جگہ خالی ہوئی تو آپ کو انٹر کالج کے لئے پشاور بلا لیا گیا، یہ انٹر کالج ڈاکٹر حسینی مصری صاحب شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی نے لیا تھا، جس میں آپ کو کامیاب قرار دیا گیا، آپ نے سبکی خطابت سے استعفیٰ دے کر ۱۹ جنوری ۱۹۵۳ء کو سرکاری ملازمت کا آغاز کیا، چند ماہ گورنمنٹ کالج ڈی۔ آئی خان میں رہے، پھر گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد میں جبری ہوئی، ۳۰ جون ۱۹۶۲ء کو گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد سے گورنمنٹ کالج یکم ستمبر میں جبری ہوئی اور پھر اسی کالج سے ۱۲ مارچ ۱۹۶۰ء کو ریٹائر ہو گئے۔

قیام ایٹ آباد کے دوران آپ ایٹ آباد کچھ جدید و قدیم کی مساجد میں دیکھ کر ان دیکھ رہے ہیں کہ یہاں بھی دس شروع کیا تھا لیکن کلچر ہو سکا۔ یہ درس نذر فجر اور نذر شام کے بعد ہوتے تھے۔ ساتھ ہی مسجد لوہس لائسنس پر ہر ایک سال تک آپ نے ہوازی کی طور پر خطبات کے فرائض انجام دیئے۔ جامع مسجد قندھار آباد کی تعمیر کی بات اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالی، تعمیر کا سلام آپ نے حاجی رحمت اللہ صاحب مولانا شریعت آباد کے حوالے کر دیا۔ حاجی صاحب نے محنت و محبت سے اس مسجد کو مکمل کر دیا۔

تصنیفی خدمات
اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و عمل کے ساتھ لکھنے کی بھی مہیا
صلاتیات و معارف دینی ہیں۔ آپ کو دلائل کی روشنی میں لکھنے
کی خوب مہارت ہے۔ اب آپ کی تصانیف کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

- ۱۔ خلافت اونی - (جس میں سینہ صدیق اکبرؓ کی خلافت کو دلائل ثابت کیا گیا ہے)
- ۲۔ ستان رسول - (رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر جامع سیرت
اردو پنجواں ایڈیشن، گجراتی پہلا ایڈیشن)
- ۳۔ اصلاح رسوم - دعوت کی اصلاح پر، مصنف شیخ تفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب
- ۴۔ اسلام - ارکان اسلام پر تقسیم رسالہ ہے۔
- ۵۔ عقائد حقہ - عقائد علمائے دیوبند پر مبنی رسالہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند کا

- مصنف ہے
- ۶۔ اصول حسینی - اصول الشریعہ کا خلاصہ فاسق نظم میں علماء طالب علمی کی یادگار
- ۷۔ البید الملک الصدوق - مشرق و مغرب مکتب - صدقہ کا اردو میں آسان علی جس پر حضرت
مولانا حسین امجد مدنی کی تقریظ ثبت ہے۔ ۱۴۳۶ھ میں
مطبوعہ۔

۸۔ مزدقہ القرآن - (دو جلدوں میں) یہ ایک باری کے رسالہ عدم مزدقہ القرآن
کا جواب ہے۔ اس پر علامہ شبیر احمد عثمانی نے انبار رسالے کرتے ہوئے
لکھا کہ میرے نزدیک دور حاضر کی مفید ترین تصانیف میں سے ہے۔
کتاب اس قابل ہے کہ مسلمان اسے پڑھیں اور فوجوان کو قرآنی تقسیم سے
واقف کرنے کے لئے حیثیات کے نقاب میں داخل کی جائے۔

۹۔ احکام القرآن - موضوع نام سے فہرست ہے۔

۱۰۔ مہد القرآن - ترجمہ تفسیر پر اردو زبان میں پہلی کتاب ہے شیخ التفسیر
مولانا احمد علی صاحب لاہوری نے اس بار سے میں فرمایا کہ اس کتاب کا ایک ایک
حرف آپ زہر سے لکھنے کے قابل ہے۔ مگر لکھنے کی ضرورت ہے۔

۱۱۔ اسرار القرآن - مطبوعہ ۱۳۵۳ھ اس کتاب پر علامہ شبیر احمد عثمانی نے تقریظ ہے۔

۱۲۔ خلاصہ فقہ اسلامی -

۱۳۔ مزدت حدیث - یہ فقہ انکار حدیث کا دلیل رد ہے۔

۱۴۔ احسن المفردات لشرح القرآن - مصنف علامہ محمد ابراہیم بیادوی اُستاد دارالعلوم
دیوبند۔

۱۵۔ تذکرہ المفسرین - علامہ اسلامی میں اپنے موضوع پر پہلی کتاب ہے۔ مکی علوم
کے علامہ مصری علامہ کی بھی مصدقہ ہے۔

۱۶۔ دینی لغات - قرآن مجید، حدیث، فقہ و تفسیر کے اکثر لغات کا اردو زبان میں
پہلا جامع مع معارف و مباحث، اس پر علامہ شمس الحق عثمانی، حضرت
مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی تقریظ موجود ہیں۔

۱۷۔ جواہر البیاری علی الخلاف النجاشی - الالباب المستترہ پر مکمل اردو کتب - مصدقہ
مولانا فوز الدین صاحب مولانا آبادی علامہ السید محمد یوسف بنوری حضرت مولانا

”موسیقی اور اسلام“ کا رد ہے۔ چوتھا ایڈیشن

۲۔ مقام محمود - اس میں حضرت کی شفاعت کا بیان ہے۔

۳۔ رحمت کا غضب (۳۲) - پیام اسلام (۳۳) - خطرناک انقلاب

۴۔ اذانِ حجاز (۲۵) - ہجر اور اسلام (۳۶) - آغازِ آخرت (۳۷) - سدا بہار

۵۔ رہنمائے ترجمۃ القرآن - مفسر القرآن - مرثیہ راہبانی، گوہر الزوائد

۶۔ انمول ہوتی (۱۰) - رسولوں کا کام (۱۱) - پاک نیسے (۱۲) - مرثیائیت -

علم و عقل کی روشنی میں (۳۲) - بلوۃ اہم از انوارِ پیغام (۳۳) - محبوب زبانِ مرلی کی

عزیزت (۳۵) - دکنِ قرآن - ہم جہادوں میں سر جہادِ عثمانی صاحب دواکینٹ -

۷۔ دواکینٹ کا درس حدیث بنام ”الارواحِ حدیث“ دیکھ حدیث جامعہ مدینہ

کیمپلور - ان کے علاوہ بیسیوں قلمی مسودات موجود ہیں - شرح مسلم صحائف علامہ

محمد رسول خاں صاحب ہزاروی کے لاد قلم آپ کا۔

صحافتی زندگی | تقسیم ملک سے پہلے پیام اسلام، لکھنؤ کے چیف ایڈیٹر رہے

تقسیم ہند کے بعد ۱۹۵۰ء میں کیمپلور سے ایک بہت بڑا روزہ

”آؤں“ جاری کیا جو ملازمت سرکار میں آجائے کی وجہ سے بند ہو گیا۔

۱۹۷۱ء میں ایک ماہنامہ ”الارشاد“ کیمپلور سے جاری کیا، جراب تک

ماشا اللہ کامیابی سے نکل رہا ہے۔

”آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی“

صوفیانہ مسلک | کے دوست تھے بہت پر بیعت کی۔ یہ بیعت سلسلہ

حارثیہ چشتیہ میں تھی، مازاں سلوک جاری تھیں کہ ملک تقسیم ہو گیا اور پھر ۱۹۵۶ء

میں حضرت مدنی کا وصال ہو گیا۔

۱۹۶۰ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد علی صاحب - مولانا شفیق الرحمن

تیسرے صاحب، صرف پانچ اول ہی ملے ہوئے ہیں۔ باقی باقی ہے۔

۱۸۔ رحمتِ کائنات - حیاتِ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرثیہ کتاب - پانچواں ایڈیشن

۱۹۔ آئینِ وراثت - مشکل مریض کا آئین مل، جس کے بارے میں حضرت مولانا

مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں کہ ایسی کتاب کسی زبان میں بھی پہلی بار تفسیر نہیں لکھی گئی۔

۲۰۔ شانِ مبارک - قرآنی آیات کی روشنی میں مبارک کلام کی شان بیان کی گئی ہے۔

۲۱۔ نکاتِ داریں - لغوی معنی نہایت الجبوتہ پر اردو زبان میں پہلی کتاب۔

۲۲۔ جوہر الدین - یہ مقامی مسلمان پر علامہ عبدالکبیر الخلیف مرحوم سیرا اہل سودی عرب

پر لکھے پاکستان کی ایک کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ ہے۔

۲۳۔ تفسیر تفسیر القرآن - یہ سروسہ نصاب ہے، عام فہم انداز میں بلکہ کسی تفسیری

مباحث کے تفسیر القرآن۔

۲۴۔ مرد و مومن - شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد علی کی سوانح، اس علیہ علیہ خاں

صاحب کو آپ کا فرمان حاصل رہا ہے جس کا صفحہ ۶۷ پر خود انہوں نے لکھا

کیا ہے

۲۵۔ دودھِ زہد برفردتِ امیہ - یہ قادیانوں کے ساتھ ایک منہ خور کی دودھ ہے۔

۲۶۔ سندھِ کونیا - اس میں دوسری کی سنت ”کونیا“ جو نے کے دلائل ہیں۔

مولانا مدودی کے اس تقریر کا دوسرا حصہ کونیا کی فصل تھا، کے علمی دلائل سے

تصدیق کی گئی ہے۔

۲۷۔ رسالہ مدینہ - تراجم جمہوری، اصول مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عربی شرح۔

۲۸۔ رتوں کا خزانہ - ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران اس کی اشاعت ہوئی اور انوارِ

پاکستان میں تقسیم کی گئی۔

۲۹۔ گانا، بچنا - قرآن سنت کی روشنی میں، یہ جہز صیغہ داری کی کتاب

آسان تفسیر

یہ مولانا محمد زبید الحسینی کے تلمیذ ہے۔ قرآن مجید کی مختصر
مگر جامع اور آسان تفسیر ہے۔ اس کی تین جلدیں چھپ چکی ہیں۔
پہلی جلد سورہ فاتحہ اور بقرہ پر مشتمل ہے۔
اس کے ۱۸ x ۲۲ سائز کے ۲۲۸ صفحات ہیں۔
دوسری جلد آل عمران کی ہے۔ اسی سائز کے ۱۳۸ صفحات
پر مشتمل ہے۔
تیسری جلد سورہ النساء کے لئے خاص ہے۔ اس کے اسی سائز
کے سائز کے ۲۲۲ صفحات ہیں۔ ناشر داناارشاؤ انک ہے۔

صاحب غلیب جامع کبیرال ایٹ آباد کی دعوت پر تشریف لائے تو آپ
سے یوں مخاطب ہوئے کہ میں جانتا ہوں کہ طریقہ قادریت پر عمل کرادوں تہ
میں نے اسے غنیمت سمجھا، حضرت نے آپ کو مدد عانی سبق دئیے اور سننے
پھر ۵ مئی ۱۹۶۱ء کو جب حضرت لاہور پہنچے آخری مرتبہ ایٹ آباد تشریف لائے
تو سالہ منزل میں نماز فجر سے پہلے آپ کو اجازت بیعت اور اپنے معمولات شعری
سے نوازا۔

آپ کی اولاد میں جسے حافظہ قاری محمد رفیع المسینی صاحب
اولاد ہیں

آپ آج کل جامع مرزا کبیرال ایٹ آباد کے خلیفہ ہیں۔ واہ، اور پشاور میں
دیس قرآن و حدیث ماہانہ دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ خوب دینی کام کر رہے ہیں۔

سید قلب کی تفسیر فی ظلال القرآن کا ترجمہ کر رہے ہیں، جس کا پہلا پارہ
سیانکوٹ سے چھپ چکا ہے۔ اے

مولانا ساجد الرحمن صدیقی ایم۔ اے

آپ مولانا مفتی اشفاق الرحمن صدیقی کا نذھوٹی کے فرزند ہیں۔ ۱۹۴۳ء
میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد والدین کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے
اور متحدہ الیاز سندھ میں مقیم ہو گئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی، پھر دارالعلوم اسلامیہ
منٹوالہ یاسرے ناسخ ہرگزیکھے ۱۰ اس دارالعلوم کے شیخ الحدیث آپ کے والد گرامی تھے
پھر جامعہ عربیہ منٹوالہ میں کراچی بھی رہے۔

آپ کے اساتذہ میں مولانا حفیظ محمد شفائی، مولانا محمد یوسف عبوری، مولانا طاہر
نعمانی اور مولانا محمد ہاک صدیقی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ دیریں نظامی سے فراغت
کے بعد آپ نے سندھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے عربی کا امتحان امتیاز سے پاس
کر کے گورنمنٹ میڈل حاصل کیا۔

ایک معری استاد ذی شیخ محمد یوسف عقیقہ سے بھی استفادہ کیا۔ اور عربی ادب
کا خاص ذوق حاصل ہوا۔

آپ نے عربی سے بعد میں جن کتابوں کا ترجمہ کیا ہے ان میں درج ذیل خاص
طور پر قابل ذکر ہیں۔

عقد الجہاد شاہ ولی اللہؒ - بوع ابرام - سیرۃ الخلفاء از حفیظ بک ،
منہاجت فی فنون النظام الاسلامی از حسن الہیام ، الاسلام و تقریرہ و جوارون از
محمد بشیمیل اور محمد قطب کی کتاب ہدایت القرآن العشرین ، التطور الثبات
حل نمون مسلمان ؟ و اساسات فی النفس الانسانیۃ ، الانسان بین المادیۃ
والاسلام اور خفا نفس التطور الاسلامی از محمد قطب ۔

ڈاکٹر میاں سعید الدین جان

آپ منٹ پنڈور کے ایک مہمانان سے متعلق لکھتے ہیں: پشاور پریشر
سے ایم اے کیا، پھر بی ایچ ڈی (اسلامیات) کی ڈگری حاصل کی۔ ایک مرتبہ
شعبہ اسلامیات جامعہ پشاور میں تدریس خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور اب
مدرسہ شعبہ اسلامیات ہیں۔

آپ نے تفسیر حفرة مودنا، احوطی سے پڑھ کر سند حاصل کی۔
آپ کی کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں حفاظت قرآن مجید اور حفرة
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فارسی ترجمہ کا پشتو میں ترجمہ اور فوائد موضع القرآن
کا پشتو ترجمہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ کے متعدد ہزاروں کی تعداد میں ہیں، اور اب خود تدریس کی منہ کو
سنبھال رہے ہیں۔

آپ عالم باطن ہیں، حضرت مولانا احوطی صاحب کے بالواسطہ خلیفہ، مہار
ہیں۔

راقم الحروف پر بے حد شفقت فرماتے ہیں اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے
کہ آپ اور میں سے ہماری جان مودنا قاری محمد عارف صاحب ایم اے نے حضرت
مولانا احوطی صاحب سے ایک ساتھ تفسیر قرآن کا درس لیا ہے۔

نہ سندھ نے رکھی سے

سیماب اکبر آبادی

۱۸۸۰ء — ۱۹۵۱ء

"اردو شاعر، عاشق حسین نام، اکبر آباد بھارت یو۔ پی) ہیں پیدا ہوئے
والد کے انتقال کے سبب الیت۔ اسے تک تعلیم حاصل کی اور دیوبند میں خانم
ہو گئے۔ کچھ عرصہ کا بنور ادراہیر میں رہے، پھر خانم مت ترک کر کے آگرہ چلے
گئے۔ اور سالہ - مرقع - کے مدیر مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ لہر ٹوڈل سے
- آگرہ اخبار - جاری کیا۔ بسلسلہ معاش چند سال لاہور میں بھی رہے۔
میں آگرہ میں تعینف و تالیف کا ایک ادارہ - قمریادب - قائم کیا۔ اپنی ایام میں
یکے بعد دیگر سے تین رسائل - پیما، شریا اور شاعر نکالے۔ مودنا ذکر
اگست ۱۹۵۱ء تک جاری رہا۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی آ گئے۔ داغ
دہلی کے شاگرد تھے۔ کلام کے متعدد مجموعے (کار امروز، حکیم، مہربان
کبن، باد و دشتیں، نشید نو و غیرہ) شائع ہو چکے ہیں۔ کلام مجید کا منظوم ترجمہ
- وحی منظوم - طبع ہو چکا ہے۔"

اس کے بارے میں علامہ شبیر اعظمی نے لکھا تھا کہ "میں نے معرہ جدہ کو ایک انبار میں ایک تینتی ادارہ سمجھتے ہیں۔"

۱۹۳۰ء سے قیام پاکستان تک مولانا اور ان کا یہ انبار پورے مشرق وسطیٰ و ہندوستان میں بڑے ہی جوش و خروش سے باقی پاکستان اور وسط ایشیاء کے پیغام کی اشاعت کرتا رہا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کو اپنی جگہ آئے، کچھ دنوں تک انبار نکلتے رہے اور پھر عملی مشغولیت میں وقت گزارتے رہے۔ چند سورتوں کی تفسیر بھی، سورۃ فاتحہ کی تفسیر چھپ چکی ہے، نوجوانوں کو مقصد زندگی سے آشنا کرنے کے لئے کئی ناول لکھے ایک ٹرانڈل "لیسی" شائع ہو چکا ہے۔ ۱۹۶۳ء میں رضائی سے محروم ہو گئے لیکن علمی مشغولیت میں جاری رکھا۔

آپ کے بارے میں لکھا گیا ہے "مولانا شائق اور صاحب عثمانی سابق ایڈیٹر معرہ جدہ" لکھتے۔ آپ دہلی کے ممتاز فاضل اور ذہین و ذکاواں علمی استعداد میں اساتذہ میں فرو مانتے جاتے تھے۔ مگر گرفت کے بعد علمی سلسلہ قائم نہیں رہا، بلکہ اخباری دنیا میں اگر اسی میں مہم جو رہے۔ قیام کے بعد پاکستانی قومیت اختیار کر لی۔ لے ۱۳۸۸ء میں آپ کا وصال ہوا۔

مولانا شائق احمد عثمانی کراچی

آپ ۱۸۹۳ء کو بنگال پور صوبہ بہار انڈیا میں پیدا ہوئے۔ دہائی سال کے تھے کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔

ابتدائی اردو، فارسی اور انگریزی کی تعلیم کے بعد دلاور علی دہلویہ میں داخلہ لیا اور انجینئری محکم کے بعد سندھ انفراسٹرکچر حاصل کی۔ اساتذہ میں شیخ المہدی مولانا محمد جعفر صاحب مولانا نور احمد صاحب اور علامہ اعجاز علی صاحبیت سے تاجی ذکر میں۔

اس کے بعد چار سال تک حضرت مولانا عبد اللہ سندھی کی خدمت میں رہ کر قرآنی مقابلوں کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

۱۹۱۰-۱۲ء میں فرانسس پیرمیان کی جنگ پیرس مسجد کراچی میں مسلمانوں کے قتل عام اور اس کے بعد پہلی جنگ عظیم میں ترکی کی تباہی نے پورے برصغیر میں مسلمانوں کو بے چارہ کر دیا۔ ملک کے افرات و فراہ میں ترکی کی حمایت میں سیاسی تحریک طوفان اور سیلاب بن کر پھیل گئی۔ آپ نے اس وقت کی سیاست میں حصہ لیا۔ اس وقت سے قیام پاکستان تک یعنی کم و بیش چالیس سال تک اسی طوفان اور سیلاب سے ٹکراتے رہے۔

۱۹۲۲ء میں ایک سال قید با مشقت کاٹی، یہ دہکاکھلیں اور غلغلیاں کیس کی مشترکہ تحریک کا دہکاکھلیاں۔

آپ نے لکھتے سے اپنا دہکاکھلیاں معرہ جدہ نکالا جو قیام پاکستان تک کم و بیش تیس سال پورے شمال مشرقی ہندوستان میں قرآنی سیاست کی تبلیغ کرتا رہا۔ معرہ جدہ کے تیس سالہ فانیل آج بھی پاکستان ہشتادویں سو سال کی لڑائی کے تیس سالہ جوش و خروش میں۔

علامہ شبیر احمد عثمانی

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی مولانا فضل الرحمن عثمانی کے فرزند رشید ہیں۔ ۱۰ محرم ۱۳۰۵ھ میں بجنور میں پیدا ہوئے۔ اول سے آخر تک دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی۔ ۱۳۲۵ھ میں شیخ المنہ محمد حسن سے دورۂ حدیث پڑھا اور امتحان میں اول آئے۔ فراغت کے بعد مدرسہ فقہیوری میں کچھ عرصہ بطور صدر مدرس تدریس کی۔ ۱۳۶۸ھ سے ۱۳۶۹ھ تک دارالعلوم دیوبند میں اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔

۱۳۶۹ھ میں جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سہت پٹنہ گئے اور وہاں پڑھاتے رہے۔ علامہ الور شاہ کشمیریؒ کے وصال کے بعد ۱۳۵۱ھ میں جامعہ دارالعلوم کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور حدیث پڑھاتے رہے۔ ۱۳۵۴ھ میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم مقرر ہوئے اور ۱۳۶۲ھ تک حدیث انجام کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیں۔

تیسری یک قیام پاکستان میں قائد اعظم لیٹ۔ ۸ رمضان ۱۳۶۹ھ/۱۸ اگست ۱۹۴۷ء کو دہلی کو دیوبند سے "افتتاح پاکستان" کی تقریب میں حیدر علی نے لے کر لکھنؤ روانہ ہو گئے۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء کو کوئٹہ میں جشن آزادی میں شرکت فرمائی، اور وہیں یتیم ہو گئے۔ پاکستان دستور ساز اسمبلی کے رکن اور شرعی دستور ساز کمیٹی کے صدر تھے۔ یہاں بھی آپ نے بہت سی دینی اور ملی خدمات انجام دیں۔

پاکستان کے اقتدار اعلیٰ پر آپ کی ملی اور سیاسی خدمات کا اثر نمایاں رہا۔

مولانا عمر جدید کے بیٹے (سابقہ) اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ المنہ مولانا محمد حسنؒ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ نے ۲۹، ۳۰ کے علاوہ سورہ فاتحہ اور کئی اور سورتوں کی تفسیر لکھی ہے:

مولانا حافظ عبد الرحیم کلاچوی لکھتے ہیں: تفسیر پارہ تبارک الذی و تفسیر پارہ تم: مطلوبہ زبان اردو و شائق احمد عثمانی کی قابل قدر تصنیف ہے۔ اقتضا زمانہ کے موافق لکھی گئی ہے۔ عقلی پہلو پر مناسب توجہ کی ہے۔ دو عمدہ حصوں میں چھپی ہے۔ اے

مولانا حافظ عبد الرحیم کلاچوی: لب لباب معارف الصمدیہ لاہور ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۷ء

الجمہور الملتی قدوسی کہتے ہیں!

مولانا شبیر احمد عثمانی کی تصنیف میں ان کے حاشی قرآن مجید شیخ الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن کے ساتھ چھپے ہیں۔ نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔ ان حاشی سے ان کی قرآن مجیدی تفسیر پر عبور اور خود ان کی غیر معمولی قوت فہم کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ میں نے اپنے علاوہ دس میں ان کے حاشی کی انادیت کی بیشہ تعریف کی ہے۔^۱ لے

پروفیسر علی محمد مہم لکھتے ہیں۔
مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبند کے باشندہ سے، شیخ الہند کے شاگرد ہیں۔ جامعہ دہلی کے صدر مدرس اور دلائل العلوم دیوبند کے صدر مہتمم تھے۔ مشہور مصنف اور نامور عالم ہیں۔ فتح الہام شرح مسلم ان کی تصنیف ہے۔ قرآن مجید مترجم شیخ الہند پر بہترین فائدہ رکھتے ہیں۔ فوائد کیا ہیں۔ مختصر و مفید تفسیر ہے۔^۲ مولانا ابوالرشہ کشمیری کہتے ہیں کہ مولانا شبیر احمد عثمانی نے تفسیر قرآن لکھ کر دنیا کے اسلام پر بڑا احسان کیا ہے۔^۳ لے

مولانا سید حسین احمد مدنی کی رائے تھی کہ مولانا نے بہت سی حتمی تفسیریں سے مستفیق کر کے حتمی مدنی کو کوئی نیا تفسیر دیا ہے۔^۴ لے

مختصر قرآن مولانا علی محمد دریا بادی نے ان حاشی کی تصدیقات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

۱۔ الجمہور الملتی قدوسی، اقبال، دہلی، پاکستان، لاہور، ۱۹۶۲ء، ص ۲۹۳۔

۲۔ علی محمد مہم، "تاریخ تفسیر لاہور، ص ۲۴

۳۔ پروفیسر ابوالحسن، تجلیات عثمانی، لاہور، ص ۱۰

آپ کو عالمانہ اور مفکرانہ حیثیت سے خاص غلط حاصل تھی، اور آپ کی دینی رہنمائی کے ساتھ ساتھ سیاسی رہنمائی بھی مسلم بھی جاتی تھی۔

پروفیسر مولانا ابوالحسن شیر کوٹی کہتے ہیں کہ آپ کی ساری عمر اسلام کی خدمت میں گزری۔ آپ کی ملکی اور ترقی خدمات کا آغاز جنگ بھتان سے ہوا۔ پھر آپ نے تحریک خلافت میں زبردست حصہ لیا۔ جیتے علما و سید و اہل کی مجلس عاملہ کے آپ زبردست کرن تھے۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۳۵ء تک اس میں شریک رہے۔ آپ نے مسلم لیگ میں شریک ہو کر تحریک پاکستان کو بہت تقویت بخشی۔

پاکستان کا وجود قائد اعظم کے بعد ان کا مدبر بن گیا ہے۔ آپ نے اس مسئلہ میں ملک کے دور سے کئے۔ سرحد میں ریفرنڈم میں کامیابی آپ کی ہی سیاسی کامیابی ہے۔ آپ نے کشمیر کی جدوجہد میں بھی نمایاں حصہ لیا اور پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں قانون اسلامی کی تجویز پاس کرائی۔ لے

۲۲ صفر ۱۳۹۹ھ / ۱۳ دسمبر ۱۹۷۹ء کو دھال پڑا اور محمد علی روڈ کے قریب دفن کئے گئے۔

مولانا سید سلیمان ندوی کہتے ہیں۔

"ایسے نادر روزگار صاحب کمال صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اب اس دنیا میں نہیں، مگر ان کے کارنامے دنیا میں انشاء اللہ تعالیٰ حیات جاودہ میں پائیں گئے۔" لے

۱۔ ابوالحسن شیر کوٹی، تجلیات عثمانی، لاہور، دسمبر ۱۹۷۹ء، ص ۱۵۱۔

۲۔ تھری فیض الرحمن، "مبصر علما"، ج ۱، ص ۲۱۳۔ بکوال سید سلیمان ندوی

۳۔ یاد رفتگان، کراچی، ۱۹۵۵ء، ص ۴۵۴

کا مقام بہت جتد ہے۔ آپ نے ماں کی اسارت کے زمانہ میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا جو دراصل اس لمحہ ہی وقت کا کاغذ نامہ ہے۔ جو حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب پریشان پٹی - آپ کے اس مترجمہ مصنف پر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ علیہ کے علمی اور فنی فوائد کا بہترین علمی نوازہ ہیں۔

تفسیر فوائد القرآن علامہ شبیر احمد عثمانی

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے ترجمہ قرآن پر نہایت تحقیقی اور فاضلہ عاشیہ ہے۔ جس میں محض نے سمندر دل کو کون سے میں نہ کر دیا ہے؟

علامہ سید سلیمان ندویؒ تحریر فرماتے ہیں!

”موصوف کے معنی میں اور جو سٹے رسائل کو متعدد ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے تصنیفی اور علمی کمال کاغذ اور دو میں ان کے قرآنی حواشی ہیں جو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ترجمے کے ساتھ چھپے ہیں۔ ان حواشی سے مروجہ کی قرآن فہمی اور تفسیری پر عبور اور اعلام کے دل نشین کرنے کے لئے ان کی قوت تفہیم و بیان سے ہوا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان حواشی مسلمانوں کو بڑا نازدہ پہنچا ہے۔ ان حواشی کی انادیت کا اندازہ اس سے ہوگا۔ کہ حکومت افغانستان نے اپنے سرکاری مطبع سے قرآنی متن کے ساتھ

”مولانا شبیر احمد عثمانی شارح مسلم کے حواشی اگر ایک طرف پر مغز ہیں۔ اور ملک اہلسنت کے مطابق عقائد تو دوسری طرف مزدیات کے مطابق ہیں۔ اور بیکانہ۔ چڑھتے جائے اور معانی میں اسلام پیدا کئے ہوئے شہادت کی جڑ از خود کشتی میں جائے گی۔ اور اہل باطل کی پرتی کی لہریاں آپ ہی آپ سیا ہوتی جائیں گی۔ پھر کسی فریق کی دل آزمائی ہو نہ کیا معنی۔ ان کا نام ملک نہیں آنے پایا ہے۔“

علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں۔

”اپنی زندگی میں قرآن کا سب سے بڑا اور عظیم الشان کارنامہ جو نظر سے گزرا۔ اپنے آپ کے اور سب کے بزرگ شیخ العالم حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمہ قرآن مجید و فوائد معر حاضر کے متبر عالم۔ فقیہ۔ محدث و مفسر حضرت استاد مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے تکیس کردہ فوائد ایک ایک میرے سامنے آئے، میری مشتاق نگاہیں۔ ویرنگ دارنگی کے ساتھ ان سے سعادت نصیب ہوئی رہی۔ دل یہ کہتا ہے کہ دونوں بزرگوں نے سلف صالحین کے ان فضائل کو جو موتوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔ جامع اور نافع شکل میں ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔“

علامہ قاضی محمد زاہد العینیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

”ہمارے اس دور میں تفسیری اصول کے مطابق بن عزرائت نے قرآن مجید کی خدمت کی ہے۔ ان میں حضرت مولانا محمود حسن المعروف شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

لے پروفیسر دارالاحسن ”تجلیات عثمانی“ لاہور ص ۱۰۰

لے مولانا محمد یوسف بنوریؒ ”تذکرۃ تفسیر عثمانی“ طبع اول مدنیہ پریس لاہور

لے علامہ قاضی زاہد العینیؒ: منافع القرآن: لاہور ۱۳۹۹ھ ص ۳۰

لے علامہ خالد محمودؒ: آثار التفسیر: لاہور ۱۹۶۰ء ص ۲۰۴

مولانا قاضی شمس الدین

مولانا قاضی شمس الدین بن شمس الرحمن ۱۹۰۱ء کو کٹیری داخلہ پٹنہ گھیب ضلع آٹک میں پیدا ہوئے۔ اپنے بڑے بھائی مولانا نور محمد، مولانا غلام رسول ساکن اتنی گجرات اور مولانا حسین علی ساکن واں بھیراں سے تحصیل علم کر کے دارالعلوم دیوبند گئے، ۱۹۲۲ء میں امام العصر مولانا محمد اقدس دہلوی شیریں اور دیگر اساتذہ شہید احمد عثمانی، میاں امجد حسین اور مولانا محمد رسول خاں ہزاروی سے دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد ۱۹۳۱ء تک گوجرانولہ میں مدرس کی، ۱۹۳۲ء میں اکابر دارالعلوم دیوبند کی دعوت پر دارالعلوم دیوبند میں پڑھاتے رہے پٹنہ گھیب میں ایک سال، مدرسہ اشاعت العلوم فیعلوم آباد میں دو سال پڑھا، پھر گوجرانولہ میں پڑھاتے رہے، ۱۹۴۰ء میں مدرسہ صلیقیہ گوجرانولہ کی نیا دہلی اور اب تک دورہ حدیث و تفسیر پڑھا رہے ہیں۔ آپ ایک مضبوط مدرس عالم مصنف اور سائل بھی ہیں، آپ نے حدیث کی کئی کتابوں کی عربی میں شرحیں لکھی ہیں، ان میں مشکوٰۃ کی شرح و طبع ہو چکی ہے، البروداؤ کی شرح، بخاری کی شرح اور مسلم کی شرح ہیں۔ قرآن کی ایک عربی تفسیر انوار البیان فی اسرار القرآن بھی ہے۔

تفسیر تیسر القرآن (۱۱۰)

یہ تفسیر مولانا قاضی شمس الدین کی تالیف ہے۔ اس کی کل چار جلدیں ہیں۔ جلد اول طبع ہو چکی ہے۔ اچھی تفسیر ہے۔

حضرت شیخ الہند کے ترجمہ اور مولانا شبیر احمد صاحب کے حواشی کو افغان مسلمانوں کے فائدے کے لئے ندوی میں ترجمہ کر کے چھاپا ہے۔ لے سید محبوب ندوی لکھتے ہیں۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمد حسن کے ترجمہ پر مولانا عثمانی کے تفسیری حواشی کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ ان حواشی میں سلف کے نقطہ نظر کے دائرے میں محدود رہ کر قرآن کی کلم کے اسرار و معارف کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ ذہین و فکر کے سب کاٹنے لگتے چلے جاتے ہیں۔ اور قلب کو انشراح و اطمینان کی جگہ کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ حکومت افغانستان نے اس کا ترجمہ فارسی زبان میں کر لیا ہے۔ لے

پروفیسر عبدالقدیم لکھتے ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے شیخ الہند کے احوال سے ترجمہ و تفسیر قرآن کو مکمل کیا اور اردو میں مختلف کتابیں لکھیں۔ لے

لے تادی فیض الرحمن، مشاہیر علم، لاہور ۱۹۶۲ء کو ایاد و رفقاں ۱۳۳

۱۲۰ سید محبوب ندوی، تاریخ دارالعلوم دیوبند، ج ۲، ص ۹۹۔ ۱۰۰
۱۲۱ پروفیسر عبدالقدیم، تاریخ ادبیات، لاہور ۱۹۶۲ء، ص ۱۳۳، شیخ الہند خود ترجمہ کر چکے تھے۔ اور چند سوالات کے حواشی جو لکھ چکے تھے۔ باقی سورتوں کے حواشی بلاشبہ علامہ عثمانی نے لکھے ہیں۔ اور واقعی بہت خوب لکھے ہیں،

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ

خانہ دان اور ولادت

آپ ۱۳ ربیع الاولیٰ ۱۳۰۷ء کو دہلی ضلع سہارنپور کے محلہ دلوان میں جناب شیخ لطیف احمد عثمانی کے گھر پیدا ہوئے۔ اصلی نام ظفر احمد ہے، انصیال نے ظریف احمد نام رکھا اور تاریخی نام "مرفوق نبی" سے نکلتا ہے۔ آپ کے والد حضرت حاجی حاجت حسین دہلویؒ سے بیعت تھے اور نماز روزہ کے پابند تھے۔ والدہ محترمہ مکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی حقیقی بہن تھیں۔

تعلیم

ظفر قرآن مجید حافظہ نامدار، حافظہ غلام رسول اور مولوی قدیر احمد سے پڑھا۔ ۹ سال کی عمر میں دارالعلوم دہلویہ میں درجہ فارسی میں داخلہ لیا، اور ابتدائی فارسی کتب سے گلستان، بوستان تک کی کتابیں مولانا مفتی محمد خلیف صاحب کے والد مولانا محمد حسین صاحب سے پڑھیں۔ پھر اپنے ماموں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے ہاں تھانہ بیہون پڑھیں اور وہاں عربی کی ابتدائی کتابیں مولانا عبداللہ گلگڑیؒ مصنف "تیسرے المبتدی" سے پڑھیں، بیس کتابوں کے بعد سیدنا حضرت تھانویؒ سے بھی پڑھے، جب حضرت تھانویؒ تفسیر بیان القرآن لکھنے لگے تو آپ اور آپ کے بھائی مولانا سعید احمد دہلوی کو ۱۳۳۳ھ میں مدرسہ جامع العلوم کا نچرہ بھجوا دیا، وہیں ۱۳۳۵ھ تک مولانا محمد اسماعیل بدوائیؒ اور مولانا محمد رشید کانپوریؒ سے پڑھتے رہے۔

منظاہر العلوم میں

۱۳۳۵ھ میں جامع العلوم کانپور سے ان دونوں بزرگوں کے مستحق ہو جانے پر، حضرت تھانویؒ کے مشورے

مولانا محمد طفیل فاروقیؒ

آپ ۱۹۴۰ء کو سمنہ پٹیل میں پیدا ہوئے، میٹرک کنال سے پاس کر کے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لیا، فزکس کے محلہ دارالعلوم دہلویہ میں داخلہ لیا اور امام المعز مولانا محمد کریمؒ کی اور پیکر ساتھ سے تکمیل کی۔ مولانا محمد علی جوہر سے بھی داخلہ رکھا، اپنے وطن میں دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۴۸ء میں کراچی میں قیام کیا، ایک ماہر الیقین جاری کیا براہگزی، عربی اور برسن زبان میں شائع ہوتا ہے۔ ایک ادارہ "دارالتصنیف" کے نام سے قائم کیا۔ جرجعلی خدمات میں معروف مل ہے، اس ادارہ نے مولانا محمود حسن شیخ الہند کا مترجم قرآن مجید موقوفہ جرمی سے نیا تخریج کردی کے ساتھ چھپ کر عام کیا ہے۔ مولانا نے ہماری شہدائے کانگریزی میں ترجمہ کرنے کے علاوہ قرآن پاک کا بھی انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ مشہور ہندی فلمی انڈسٹری میں دیکھے گئے ہیں۔ ۱۰ اربھمان ۱۳۹۹ء کو آپ کا کراچی میں وصال ہوا۔

وسط محرم ۱۳۳۷ھ میں مظہر العلوم، سہارنپور میں داخلہ دیا، متعلقہ فلسفہ، ریاضی اور جیت کی کتابیں مولانا عبدالقادر پٹواری اور مولانا عبداللطیف نانکھڑی سے پڑھ کر ۱۳۳۸ھ میں حضرت مولانا غیل احمد سے دورہ حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔ اسی سال اپنے اساتذہ مولانا حفیظ احمد، مولانا عبداللہ گنگوہی اور مولانا عبداللطیف نانکھڑی کی محبت میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ کو حلقہ حکیم لکھنؤ مولانا اشرف علی تھانوی کی اہمیت فری کی بہن کے ساتھ تھانہ بیون میں شادی خانہ آبادی ہوئی۔

تدریسی خدمات ۱۳۳۸ھ میں اسی مدرسہ میں تدریس پر مامور ہوئے اور سات آٹھ سال تک تدریس کی ۱۳۳۹ھ میں ارشاد العلوم گڑھی پٹنہ میں برائے تدریس تشریف لے گئے ۱۳۴۰ھ میں دوسرا حج کیا۔ حج سے واپسی کے بعد تھانہ بیون میں مستقل قیام کر لیا۔ جہاں دس دہائیوں کے ساتھ تعلیف و تالیف کا کام بھی آپ کے سپرد کر دیا گیا۔ اتفاقاً کام بھی آپ ہی کرتے تھے۔ اسی دوران "بیان القرآن" کی تفسیر اور احادیث السنن کی تالیف شروع کی آپ کے قادیان نامہ حضرت تھانوی نے "امداد الاحکام" تجویز فرمایا جو سات جلدوں میں خانقاہ امدادیہ تھانہ بیون میں محفوظ ہے۔ اس کا کچھ حصہ رسالہ "الحادی میں بھی شائع ہوا تھا۔

۱۳۴۱ھ میں حوزہ مجید خٹک کیا، ۱۳۴۲ھ میں قیسرا گیا، ۱۳۴۳ھ میں بنگلہ کی تکلیف کے سبب، حبیب کے کہنے پر سملی جگر پر قیام تجویز ہوا، چنانچہ حضرت تھانوی کے مشورہ سے مدرسہ مانعیرہ رنگون میں لکھنؤ نامہ تشریف لے گئے وہاں ایک سنی ڈیڑھ دو نام تھی جہاں کے سادہ مسلمان بھائی مذہب قبول کر کے مرتد ہو گئے تھے، حاجی محمد یوسف تاجر رنگون کے تھانوں سے آپ نے علماء کی

ایک جماعت کے ساتھ تبلیغ کا کام شروع کیا، ایک سال کے اندر اندر اللہ کے فضل سے سب تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ وہاں دھانی سال تک کام کرتے رہے۔ پھر تھانہ بیون آکر "علاء السنن" کی تکمیل کی۔

ڈھاکہ کی یونیورسٹی میں ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ میں حضرت تھانوی کی اجازت سے ایک سال کی خدمت سے کر ڈھاکہ یونیورسٹی تشریف لے گئے، وہاں چاہیہ، بخاری شریف، مسلم شریف اور کتاب التوحید کے سبق پڑھاتے رہے، ساتھ ہی ایک مدرسہ "اشرف العلوم" قائم کر کے اس میں جیسٹ لیکچرر بن گئے، ۱۳۴۶ھ میں وہاں سے ایک ماہ کی رخصت پر تھانہ بیون آئے، حضرت تھانوی شدید بیمار تھے، آپ کے آنے کے بعد ہی ان کا وصال ہوا اور نماز جنازہ آپ نے پڑھائی۔ سبب ریفرنڈم کی کامیابی کا سہرا وصال آپ ہی کے سر ہے۔

۲۰ رمضان ۱۳۴۷ھ / ۱۲ اگست ۱۹۲۸ء کو قیام پاکستان پر نوجوان عالم الدین وزیر اعلیٰ مشرقی پاکستان نے آپ ہی سے مشرقی پاکستان دسائے کی پیمائش کی اور ۲۳ جون ۱۳۴۷ھ میں ڈھاکہ یونیورسٹی سے علیحدگی اختیار کر کے مدرسہ عالیہ ڈھاکہ میں آ گئے۔ ۱۲ اگست ۱۳۴۷ھ میں حکومت پاکستان کی طرف سے وفد سرگلی برکوری ہوئے گئے، اس کی پوری تفصیل سفر نامہ جہد حیات دوم میں ہے۔ اس سفر سے واپسی کے بعد محرم ۱۳۴۸ھ / ۲۷ اگست ۱۹۲۸ء میں اہلیہ کا انتقال ہوا۔

علاء کے سن پور ڈھنے ۲۲ دستوری نکاحات پر اتفاق کیا تھا ان میں ایک آپ ہی تھے۔ جون ۱۳۴۸ھ میں مدرسہ عالیہ ڈھاکہ سے ریٹائر ہو کر حج کے لئے چلے گئے، وہاں سے واپسی پر مولانا احتشام الحق تھانوی دلائل العلوم شریف دارالبارسندھ میں بطور شیخ الحدیث بلائے گئے آپ کے وہاں چھپنے، آپ نے وعدہ فرمایا، آنحضرت

میں شہداء الدیار پہنچے اور آخر وقت تک اسی دارالعلوم میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے تدریس حدیث میں فرمادی۔

وصال :

۲۳ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ / ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء کو اڑکی صبح واصل بحق ہوئے۔ علامہ الحاج عظیمی رحمۃ اللہ علیہ سے تاریخ وصال ملتی ہے۔

صوفیانہ مسک :

حضرت تھانوی کے مشورے سے آپ مولانا فیض احمد سہارنپوری سے بیعت ہوئے۔ پھر ان کی ہجرت جیڑے کے باعث حضرت تھانوی کی طرف رجوع کیا، انہوں نے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں اجازت و خلافت سے انوارا۔ مولانا فیض احمد سہارنپوری عظیمی کا مددگاری سے بھی آپ کو اجازت تھی (الذات نظر فی آثار النظم) آگے آپ سے مولانا احتشام الحق تھانوی غیب جیکب لائسن کراچی اور مولانا عبدالشکور ترمذی کو خلافت حاصل ہوئی۔

اولاد :

اولاد میں دو فرزند مولانا عمر عثمانی اور مولانا قمر عثمانی ہیں۔

تعبیہ فی خدمات :

آپ کی بڑی شمار تصانیف میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔
۱۔ انوار النظر فی آثار النظم : مولانا حسام اللہ شریعی کے سوالات میں اپنے حالات زندگی تحریر فرمائے ہیں۔ جو دو جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔

۲۔ تحذیر المسلمین عن مولات المشرکین : حضرت نجمہ الامت تھانوی کو سندھوں کے سائنس دانوں کو کوئی تحریک چلانے پر آمادہ نہ تھا۔ اس لئے ان تحریکات سے الگ رہے۔ آپ نے مرثیہ تھانوی کے مسک کی

تائید میں یہ کتاب تین مضمون میں لکھی جس میں مسلمانوں کو شرکیت کا انگریز سے مذکور کیا اور اس کے دینی اور دنیوی نقصانات پر توجہ دلائی گئی۔

۳۔ فتاویٰ اعلاوالاحکام : - سات جلدوں میں۔

اعلاوالاستغناء : - عربی، بین فہم جلدوں میں۔ علامہ محمد یوسف بنوری اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ نے اعلاوالاستغناء کے ذریعہ حدیث و فقہ اور شعروماذہب حنفی کی وہ قابل قدر خدمت کی ہے، جس کی بغیر مشکل سے ملے گی۔ یہ کتاب ان کی تصانیف کا شاہکار اور فنی و تحقیقی ذات کا مہیا رہے.... موصوفی نے اس کتاب کے ذریعہ جہاں علم پر احسان کیا ہے وہاں حنفی مذہب پر بھی احسان عظیم کیا ہے۔ علامہ حنفیہ قیامت تک ان کے مہربان منت رہیں گے۔ چنانچہ اس بے نظیر کتاب میں حضرت عظیمی کی قدس سرہ کے انفس قدسیر اور توجہات عالیہ اور اشادات گرامی کا بہت کچھ داخل ہے۔ لیکن حضرت مولانا عظیمی کے ذریعہ ان کا مہیا رہا اور ان کے کمال کی دلیل ہے.... حضرت شیخ محمد زاہد کوثری مصری کو جب میں نے یہ کتاب پیش کی تو حضرت نے ملاحظہ کر کے فرمایا کہ "احادیث احکام میں حنفیہ کے نقطہ نگاہ سے اس کتاب کی بغیر نہیں.... اور پھر وہ تقریری تحریر فرمائی جو کتاب کے ساتھ جمع ہوئی۔

"اعلاوالاسن" کا مقدمہ "انہادالاسن" تاہیث فرمایا۔ یہ مقدمہ اصول حدیث کے قواعد اور انفس پر مشتمل ہے۔ تمام کتب رجال اور کتب حدیث اور کتب اصول حدیث سے انتہائی غرق مزہبی کے ساتھ وہ انفساں جمع کر دیں ہیں کہ عقل حیران ہے۔ یہ بجا ہے خود کو ایک مستقل جہان میں کتاب سے، صاحب کے مابین عالم ربانی اور دنیا سے اسلام کے محقق فاضل۔ ابو القدرہ علیہ السلام

تھاوی کے ارشاد پر لکھا گیا۔

۱۱، البیان الممشید پر سید احمد کبیر دھانی کے موصوفہ کا مجموعہ
"البرهان الموبہ" کے نام سے جس میں فقائد و تعویف پر سیر حاصل بحث ہے
یہ اسی کا اردو ترجمہ ہے۔

۱۲، اسباب المحمودیہ و مرید علامہ شرفی کے رسالہ "آداب الجنود" کا ترجمہ ہے
جو رسالہ التوحید میں قسط وار شائع ہوا ہے۔

۱۳، انجاء الوطن الاذ و راعا امام الزمن: حضرت امام ابوحنیفہ کے حالات زندگی
ادمان کی مختصر بیعت کو اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے۔

۱۴، الشفاء و قرآن مجید پر کئے گئے اعتراضات کا جواب جو "التوحید" میں شائع ہوا

۱۵، فائز الکلام فی القراءۃ خلف الامام (۱۶)۔ فضائل جہاد، ۱۷، فضائل ورود

شریعت (مطبوعہ) ۱۸، سفر نامہ مرزا مظہر علی صاحب دہلوی کے رسالہ "ندائے حرم"
میں قسط وار شائع ہوئی ہے۔ ۱۹، کشف الدب علی وجہ الربوبیہ! مطبوعہ۔

۲۰، نور علی نور: (عربی کے دو لغتہ قصیدوں کا مجموعہ) نام حضرت تھاوی کا
تجوید کردہ (۲۱) وسیدہ الظفری مدح خیر البشر! ایک عربی لغتہ قصیدہ
جو کتابی شکل میں شائع ہوا۔

کو حق تعالیٰ شانہ بجزائے خیر عطا فرمائے کہ جنہوں نے مصنف سے اجازت
لے کر کتاب کا نام "تواریخ الفیث" تجویز فرمایا اور اس پر کتابی قدر تعلیمات
و احسانات و مقدمات کرم اور اہل علم پر احسان تعلیم فرمایا اور نہایت آب و
تاب کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ کیا کہ جسے دیکھتے ہی دل سے دعا نکلتی
ہے۔ کتاب جس خدمت کی مستحق تھی الشیخ ابوحنیفہ الحلال اللہ بقاءہ! نے اس
خدمت کو خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ قیامت تک گنے والی نسلیں ان کی
احسان مند رہیں گی۔

۱۵، برلہ عثمان: یہ کتاب مودودی صاحب کے ان اعتراضات کا جواب
ہے جو انہوں نے سید ناخمان رضی اللہ عنہ پر کئے تھے۔ مختصر ہونے کے باوجود بہت
مفید ہے۔

۱۶، تلخیص البیان و (اردو) یہ علامہ تھاوی کی تفسیر بیان القرآن کی تلخیص ہے
جو حضرت تھاوی کے ارشاد پر مقال کے حاشیہ پر طبع ہو چکی ہے۔

۱۷، الدلائل المنصورہ: یہ علامہ عبد الوہاب شرفی کے الکفر المجرم و کادارد ترجمہ
ہے جن تعویف میں ہے۔ بعد ازل مستقل طور پر طبع ہوئی بقیہ جتنے رسالہ
"النور" میں بالاسقاط شائع ہوئے۔

۱۸، ولادت محمدیہ کا مائتہ و قسط وار رسالہ انور میں شائع ہوئی۔

۱۹، رحمتہ القدوس: یہ علامہ ابن ابی حمزہ مالکی کی کتاب بہتہ النفوس
کا اردو ترجمہ ہے جو حضرت تھاوی کے حکم پر لکھا گیا۔ اس میں آپ نے حدیث
سے مسائل تعویف کا استنباط کیا ہے۔

۱۰، القول المنصور فی ابن منصور: بہر! مشہور بزرگ

حسین بن منصور عروج کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ ہی حضرت
لے ماستر ریاضات الراجی: ذی الجہد و عزم: بعد از مرگ

سادگی و انکسار اور خشیت و انابت میں قربان ادائی کی یاد تازہ کر دی تھی۔ انھوں نے اپنے فن سے ثبات کیا کہ دین اور اس کے احکام کی اتنی جزیسی اور امتیاط کے ساتھ پابندی اس پر جس میں صدیوں بھی ممکن ہے۔ اور ان لوگوں کی مثالیں آج بھی زندہ کی جاسکتی ہیں۔

لیکن اب ہم دین کے ان مراکز سے نیشن پانے والے رفتہ رفتہ کوٹھ کر رہے ہیں۔ اور کرب انگریزات یہ ہے کہ جو دولت انھوں نے دلوں میں سپرد نمود اور تھانہ بھون کے اکابر سے حاصل کی تھی وہ بھی اہلی کے ساتھ نہایت برہمی ہے۔ ان حضرات کے علم و فضل کے مزاج اب بھی برل گئے۔ ان کے کارناموں سے علمی استفادہ بھی بند نہیں ہوگا۔ لیکن شیشہ مزاج و ذوق اور اصلاح دل کی وہ دولت جو صرف اہل حضرت سے حاصل ہو سکتی تھی اُسے حاصل کرنے والے نہ صرف کالعدم ہیں بلکہ اس کی طرف توجہ اور اس کی اہمیت کا احساس بھی مفقود ہے۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی، حضرت علامہ سید سید علی شاہ

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب مولانا عبدالقادر صاحب رائے پورٹی، حضرت مولانا علی غنی صاحب بھول پوری، حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی، حضرت مولانا امی اللہ صاحب الہ آبادی، حضرت مولانا محمد رسول خاں صاحب ہزاروٹی، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی، یہ سب حضرات وہ ہیں جن کے علم یا سیاست خوشہ تربیت ملیں گے، لیکن ایسے افراد و حضرات سے بھی بڑے مشکل ہیں جنھوں نے ان کے علمی کمال کو جذب کیا ہو۔

حضرت مولانا غفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقدس قافلے کے ایک رکن تھے آج وہ بھی ہم سے رخصت ہوئے اللہ تعالیٰ علیہم رحمۃ اللہ۔

اور بڑھی تاریکی

مرد و ستائش اُس ذات کے ہے جس نے کائنات عالم کو وجود بخشا

اور

درد و سلام اس کے خرمی پیغمبر پر جنھوں نے اس دنیا میں حق کا بول بالا کیا۔ ابھی حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سانچہ کی ذوات کا زخم تازہ ہی تھا کہ آج حضرت مولانا غفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے حادثہ ارتحال نے دلوں پر بھی گرا دی۔ آج کسی ادارہ یا کھنے کا ارادہ تھا، لیکن اس سانک خبر نے دل و مزاج کو ہر دوسرے موضوع کے لئے بند کر دیا۔

برصغیر کے جن اہل علم و اخلاص نے اس خطے کو ایمان و یقین اور دین کے علم میں جگایا، اب وہ ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے ہیں، اور ہر جانے والا اپنے پیچھے ایسا مایوس فلا جھوڑ کر رہا ہے جس کے پر سرنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ جہاں تک علم کے حروف و تفرش و کتابی معلومات اور فنی تحقیقات کا تعلق ہے، ان کے شہسواروں کی بھی کمی نہیں، اور شاید آئندہ بھی نہ ہو، لیکن مین کا وہ شہسوار، انسانی اور انسانی و شہادت، سادگی و سادہ گفت اور تواضع و عفت کا وہ شہسوار، نہ ہر شہسوار سے نہیں، بلکہ صرف اور صرف فردگوں کی محبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اب مسلسل مٹ رہا ہے۔

وہ تازہ سہارا بنو اور شاہ بھون کو اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں ان لوگوں کی تحسینوں کا مرکز بنایا، جنھوں نے اپنے علم و فن سے جہد و عمل و روحانیت کو

علمِ تفسیر میں حضرت مولانا خضر احمد صاحب کا بڑا کارنامہ احکام القرآن ہے یہ کتاب بھی حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے ایسا پرچار حضرت نے لکھنی شریعت کی غمی پہلی دو جلدیں سورہ ناسہ تک کی تفسیر پر مشتمل ہیں حضرت مولانا خضر احمد صاحب کی لکھی ہوئی ہیں : پہلی کی دو جلدیں احقر کے والدہ جد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے لکھی ہیں اور آخری جد حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاغذ صلی نے یہ جیسے اگرچہ طبع ہو چکے ہیں۔ مگر ان کی کتابت و طباعت بھی انتہائی ناقص ہے اور سورہ ناسہ سے سورہ شعراء تک کا حصہ ابھی ناقص ہے پچھلے دنوں جب حضرت مولانا خضر احمد صاحب رضوانی دارالعلوم تشریف لائے تو انہوں نے ذکر فرمایا تھا کہ سورہ ناسہ سے احکام القرآن کی تالیف کا آغاز کر چکا ہوں۔ خدا جانے یہ مسودہ کب تک پہنچ سکا ہوگا؟

علمِ تفسیر میں حضرت موصوفیؒ کی عظیم یادگارانہ کتب دینی کا مجموعہ احکام القرآن ہے جب حکیم الامت حضرت مولانا خضر احمد صاحب تھانویؒ نے فتویٰ لکھا مچھڑ دیا تھا تو خائفہ تھا کہ جہوں میں اسے والے تمام سوالات کا جواب حضرت مولانا خضر احمد صاحب ہی لکھا کرتے تھے۔ اس طرح ان کے لکھے ہوئے تھانوی کا ایک عظیم مجموعہ تیار ہو گیا جس کا انتخاب فرما کر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسکا نام "امداد الاحکام" تجویز فرمایا تھا جسے "امداد الفتاویٰ کا حصہ کہا جاسیے۔ اس مسودہ سات خیمہ مجلدوں میں

حضرت مولانا خضر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت حضرت مولانا خضر احمد صاحب تھانویؒ کے بجائے تھے اور حضرت تھانویؒ نے بیٹے کی طرح ان کی تربیت کی تھی انہوں نے رضی اللہ عنہم کا پورا اور مکمل العلوم سپاہیہ میں حاصل کی تھی جہاں انہیں حضرت مولانا فیصل احمد صاحب سپاہیہ پوری رحمۃ اللہ علیہ کی طویل صحبت لغیب ہوئی رہے ہیں انہوں نے مشرق اوقات میں مکمل العلوم کے استاد فی حدیث خائفہ تھا کہ جہوں کے مفتی اور مفتی اور مدرس عالیہ کے پیشوا محدث کی حیثیت میں سہا سال علمی اور تدبیری خدمات انجام دیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے حکم سے اور ان ہی کی سرپرستی میں انہوں نے "اعلاء السنن" تالیف کی جو علمِ حدیث میں اس صدی کا شاید سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ یہ کتاب انھارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کے دو مبسوط مقدمے "الفتح للسکون" اور "انجام الوطین" اس کے علاوہ ہیں اس کتاب میں تمام فقہی ابواب سے متعلق احادیث بخوبی جمع کر کے ان کی بے نظیر شرح لکھی گئی ہے جس نے اپنی تحقیق و وسعت معلومات اور دقت نظر کے لحاظ سے پورے عالم اسلام سے اپنا درجہ منویا ہے، انھوں نے کہ اب اس کتاب کی ابتدائی جلدیں نیا ب ہو چکی ہیں اور ہر جیسے دستیاب ہیں ان کی کئی کتابت و طباعت نمایاں شان نہیں ہے۔ اب اس کتاب کے دوبارہ شائع ہونے کے امکانات نغرا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے اسباب میں فرما دیں۔ آمین

۱۔ اس کتاب کا ایک مقدمہ انھیں "اسکن" کراچی میں ہوئے پہلے پہلے جمع ہو چکا ہے۔ اور اس کو شائع کے محقق علامہ شیخ عبدالفتاح البقہ مدظلہم نے "توقیہ فی علوم الحدیث" کے نام سے بھی لکھا ہے۔ تالیفات کے ساتھ شائع کروایا ہے۔ دو مرقومہ "انجام الوطین" بھی ان کے پاس زیر طبع ہے اور "اعلاء السنن" کی ابتدائی جلد پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم

کی فرمائش کے مطابق مصنف علیہ الرحمۃ نے حال ہی میں تفرغاتی کی ہے۔ اس کے مسودہ پر آجکل قلمِ حروف تحقیق و تدقیقات کا کام کر رہا ہے۔ اور اساتذہ اللہ تعالیٰ نے یہ عہدہ شریعت کی ٹاپ کی عمدہ طباعت کے ساتھ دارالعلوم کراچی دارالتحقیق سے شائع ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ باقی مبدل کی کثافت کو بھی انتظام فرما دے آمین۔ (م ت ع)

عثمانی اور دوسرے حضرت مولانا محمد سہیل صاحب عثمانی ۔

مولانا کی اپنی خدمت کا اثر تھا کہ حزب پاکستان بنادوسرین پر پہلی بار پاکستان کا پرچم لہرانے کے وقت آیا تو قدامتِ اعظم کی نگاہ انھیں بدو حضرت پر پڑی ایک شخص الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، جنھوں نے مغربی پاکستان میں یہ جھنڈا لہرایا اور دوسرے حضرت مولانا حفصہ احمد صاحب عثمانی جن کے ہاتھ میں مشرقی پاکستان میں یہ پرچم جھنڈا۔
قیام پاکستان کے لیے اگرچہ اختلافی سیاست سے موموئی کا کوئی تعلق نہیں رہا۔
لیکن حزب کبھی مسئلوں کو کوئی اجتہاد عملی مزید پیش آئی تو مولانا ان لوگوں میں سرفہرست تھے، جن کی طرف سب کی نگاہیں بالآخر اٹھتی تھیں۔

عبادت و تقویٰ میں مولانا نے حضرت مولانا فیصل احمد صاحب سہیل رشتہ دار حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ، جیسے حضرات کی محبت اٹھائی تھی، ان کی غلامی میں اس محبت کو اثر نمایاں تھا۔ ہم جیسے طفلانِ مکتب نے انھیں منصف اور کبریائی کی حالت میں ہی دیکھا لیکن اس عمر میں بھی ان کی جنت و عزیمت اوسان کا جذبہ و موصوفہ چاروں کے لئے قابلِ رشک تھا۔ آخر وقت تک دارالعلوم اسلامیہ شندورہ میں، مگر بھانڈا کا درس دیتے رہے۔ اور پچاس سال کی عمر میں منصف و امراض کے ساتھ بھی صرف پانچ وقت کی غائز مسجد میں باجماعت ادا کرتے بلکہ فہرہ و عسکرِ ناند میں اہمیت بھی خود فرماتے تھے۔ اس کو مشرقی پاکستان کے ایک دور سے میں آپ کی رفاقت تیسرا فی منصف و عداوت کے باوجود عبادت کا اتمام اور وعظ و کلمہ کا جذبہ ہر دم جوان معلوم ہوتا تھا۔

آخری بار دارالعلوم تشریف لائے تو ساٹھ دارالعلوم نے بھی ان سے اجازتِ حدیث لی اس وقت کمزوری کا یہ عالم تھا کہ مرض میں بیٹھنے کے لئے بھی دو ڈبیلوں کے سہارے کی مزاحمت تھی، لیکن اس مجلس میں ”الحکام القرآن“ کی تکمیل کے لئے۔

ہے اب تک یہ گرفتہ مجر عثمانی نہیں ہو سکا تھا۔ اب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کی نگرانی اور سرپرستی میں یہ کتاب دارالعلوم سے شائع ہو رہی ہے پہلی جلد کی کتابت مکمل ہو چکی ہے اور امید ہے کہ وہ انشاء اللہ جلد ہی منظرِ عام پر آجائے گی۔

یہ علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے عرفین نمایاں ترین کارناموں کا مختصر تعارف تھا۔ اس کے علاوہ بھی حضرت موصوفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف دینی موضوعات پر مصوری اور اردو میں دسیوں کتابیں یہ مقالات لکھے ہیں لیکن اگر صرف مذکورہ بالا تین کارناموں کی جو دیکھ جائے تو بلاشبہ وہ ایسے کام ہیں جو آج کے دور میں بڑی بڑی ایکڑ میاں سالہا سال کی محنت اور لاکھوں روپے کے خرچ سے بھی انجام نہیں دے پاتیں۔ حضرت مولانا نے یہ سلسلے کام ختم تنہا انجام دیئے رحمہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔

عملی خدمات کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا حفصہ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی اور اجتماعی خدمات بھی ناقابلِ فراموش ہیں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لیڈار یا فاعلوں نے قیام پاکستان کی تحریک میں مہرگم جیت لیا۔ حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ نے قائدِ اعظم محمد علی جناح مرحوم کے پاس مختلف حلقہ کے جو پیشینی وفد بھیجے ان میں دو بھی شامل تھے۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی قدس اللہ سرہ نے قیام پاکستان کی جدوجہد کے لئے ہر جماعت، جمعیۃ دارالاسلام کے، ہر سے قائم ذوقی ایک عرصہ تک وہ اس کے نائب صدر رہے اور نہایت ن کے قول و عرض میں پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کیا۔ سبک کے عوام سے پاکستان میں شمولیت کے لئے جو ریفورسڈ ٹیم کرنا لگیا۔ اس میں پاکستان کی کامیابی بڑی حد تک وہ حضرات کی مہربانی منت ہے۔ ایک حضرت مولانا حفصہ احمد صاحب

تعلیمی کام شروع کرنے کا مادہ ظاہر فرمایا ادا کیا کہ جب مجھے مرض اور کمزوری کا یہ احساس ہونے لگا تو میں صبح بخاری کا درس شروع کر دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے صحت و قوت عطا فرما دیتے ہیں۔

آخر وقت تک ڈاک کے جواب میں پانچویں حیرت انگیز خطی کہیں یا نہیں ہے کہ والدہ ماجدہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دہلوی نے، اس حق پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور تیسرے چوتھے روز جواب نہ آگیا ہو۔

۱۰ اعلام السنن کی پہلی جلد: احیاء السنن کے نام سے بھی اور اس میں ایک مزیدات کی بنا پر۔ الاستاذ مک الملن کے نام سے ایک خمیرہ کا اضافہ کر گیا تھا۔ ان مختلف ناموں اور رسالہ جواب کے انداز کی بنیاد پر خلاصہ کی تفصیل عالم عرب کے ہر جگہ کوئی ایکن پیش کی تھی، باحق سر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ نے خواہش فرمائی کہ یہ جلد مسلسل ایک کتاب کی صورت اختیار کرے اور اس کا نام بھی احیاء السنن کے بجائے احیاء السنن ہی بجا رہے تو چھاپے۔ یہ کام کس قدر اچھا ہوا اور وسیع ریزی کا غالب تھا۔ اس کا اعزاز وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے یہ کتاب دیکھی ہے لیکن حضرت مولانا عثمانی نے اس پر راز سالی میں یہ پیچیدہ کام بھی مکمل فرمادیا۔ اب یہ کتاب دارالعلوم کے دارالتعنیف سے شاپ پر شائع ہونے والی ہے فقہی کریم حضرت موصوف کی حیات ہی میں منظر عام پر آجائے لیکن تقدیر میں ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ ولین یوتخر الله لفساد اذہما۔ حضرت مولانا کے ساتھ موجود مدد کی ایک تاریخ و صنعت پر مبنی ان کے تفسیر سنیوں میں سے تھے جن کا صرف جو دوسرے جہانے کئے تھیں کیلئے بنا تھا ہے ان کی ذات پر اسے عالم اسلام کا منجھ ہے اللہ تعالیٰ ان کے دعوات مبارک سے فیض بخار دے میں جگہ دھار دے اور ہمیں ان کے فیوض سے شفیق ہونے اور ان کے فیوض سے ہم پر پڑنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

مرتبہ عثمانی
۲۲ ذیقعد ۱۴۰۲ھ

مولانا عبد اللہ

[illegible]

آپ کا ۲۰ محرم کیم خیر ۱۴۰۷ھ - ۲۰ رات ۲۰ - ۹۰ وصال میرا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اولاد میں آپ کے دو فرزند مولانا علیہ الرحمی اور مولانا علیہ العزیز دینی خدمات میں مشغول ہیں۔

تفسیر قرآن!

یہ گیارہ یاروں کی تفسیر ہے ۔ اور غنقریب ملیح ہونے والی ہے ۔

آپ کی تصانیف میں ایک قولہ القرآن بھی ہے جس میں قرآنی اصطلاحات بیان کی گئی ہیں۔ ادبیہ مطبوعہ ہے۔

مولانا عبدالحق عباس جالندھری

مولانا ۷ اپریل ۱۸۸۱ء کو بستی دانشنہاں ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے والد صاحب کا نام ڈاکٹر عباس علی خاں ولد سرمد خاں ہے۔ سرکاری ہسپتال کے لپٹا رہتے تھے۔ متروک چٹن خاندان سے تھے۔ آپ ابھی دس سال کے تھے کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا، تربیت ماموں پر غلام جیلانی خاں نے کی۔ مولانا نے درسیات کی تعلیم اپنے بزرگوں سے حاصل کی اور سلوک کی تعلیم اپنے ماموں غلام جیلانی خاں سے پائی۔ آپ کو شہیدی اور سنسکرت پر بھی پور حاصل تھا۔

آپ مبلغ اسلام بھی تھے اور مناظر اسلام بھی، عیسائیوں اور ہندوؤں سے تحریری مقابلے بھی کرتے رہے۔ اچھوتوں میں اسلام کی تبلیغ کی اور بہت سوں نے اسلام قبول کر لیا۔

آپ نے مولانا عبد اللہ قصوری کے ساتھ مل کر **انجمن اشاعت اسلام** | یہ انجمن بنائی اور اس کا کام اس کے نام سے ظاہر ہے، جالندھر ڈوچن کے ہر گھر میں قرآن و حدیث کا چھپا ہوا نسخہ تھا، اس کے ساتھ آپ نے ایک اور جماعت ”انجمن خادان اسلام“ بنائی اور اس کے تحت لے آپ کے ماموں غلام جیلانی خاں عالم باہل اور اپنے داماد کے دینی رہنما اور مرشد تھے۔ ان کے بڑا دلوں میں تھے۔ انہوں نے اپنی بیوہ بہن اور بھانجے کی خاطر تمام عمر تجرود میں بسر کی اور تربیت کا حق ادا کروایا۔ غلام جیلانی خاں صاحب کا تھکا ہوا اور اپنے والدین کے اکلوتے فرزند تھے۔

نے عربی اور فارسی کے الفاظ کا بوجھ کم کر کے خالص عوامی زبان رکھی اور ترجمے کے انداز کو نسبتاً بہتر بنایا۔ نیز یہ کتاب موٹے حروف میں چھپ گئی، اس نے پڑھنے والوں میں مہذب مقبول ہو گئی۔ ترجمہ کے خواہشی پر مولانا نے مختلف تصانیف سے متفرق قبیلہ دیکھے ہیں جو زیادہ تر مواضع القرآن، ابن کثیر اور تفسیر البیہ سے ماخوذ ہے۔ کتاب کی من ممت بڑی قلیغ پر ایک بزرگ صفت کے لگ بھگ ہے۔ اور یہ مضامین زیادہ تر مواتم استعمال کرنے کے بہترین منت جہت لے

ایک فرزند مولانا حمید الحق خاں اور دو بہنیاں، حیرا خانم اور نہایت اولاد خانم ہیں۔ بدستہ البنائت سے غرض انھیں ہونے والی بہنوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز ہے۔ یہ آپ کی روحانی اولاد کی طرح ہے۔

آپ کی بہت سی تصانیف میں سے العنایۃ اردو متر تصانیف! (حصہ اول و دوم) - بارکۃ القراءۃ (المدوس العربیہ) (علمی طریقۃ تلمیذات)، العبدتہ السینۃ من الاحادیث الجنویہ، اور قرآن مجید کا اردو ترجمہ ترجمان القرآن لالچ و کریم ہے۔

مولانا نے پہلے قرآن کریم کے مفرد الفاظ کو الگ الگ کر کے ہر لفظ کے نیچے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے، پھر اس کے نیچے با محاورہ ترجمہ کیا ہے۔ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے میں بچوں اور بڑوں دونوں کے لئے کیسا مفید ہے۔ اب تک اس سے پہلے آٹھ اور آخری دو بار سے شائع ہو چکے ہیں۔ حکومت آزاد کشمیر نے اپنے تمام سرکاری مدارس میں داخل لغات کر رکھے ہیں اور کئی اداروں میں بھی داخل لغات ہیں۔ لڑائی پارہ زیر طباعت ہے۔

اس پر اسے مبلغ عیار ۱۵ ایک روٹ لاہور سے آپ کے فرزند مولانا عبید الحق خاں کے اہتمام سے شائع ہو رہے ہیں۔

یکمبر ۱۹۶۰ء و بڑھندہ عمل پڑا اور آپ کے محل پر پڑن دم ہو گیا۔ اللہم اغفر وارحمہ

لے فرزند مولانا سید کرمی مولانا کے کچھ بھائی بھانجے ہیں جن میں کئی ایک کے نام کا دستہ ہندو ہیں۔ مرنے کے ساتھ ہی شہادت میں پڑ گئے ہیں۔ باوجود ان کے بھائی بھانجے بھی مولانا کا بھائی تھا۔

مدت نہایت کم اور ان کی بیٹی نے شہادت میں پڑ گئی۔ ان کے بھائی اور بھائی بھانجے کے نام لیا۔ ۱۹۶۰ء میں مولانا کے ساتھ سکول کے لڑکے بڑا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام لیا۔ ان کے بھائی کے ساتھ سے ۱۹۶۱ء کو اپنے اہل خانہ سے ملا۔ انہیں اغفر وارحمہ۔

مسلم بچوں اور بچوں کے لئے اسلامی لڑکی اسکول قائم کرنے کی تجویز بھی کر سکے۔ مشنری سکولوں سے بیشک کہ اپنے سکول میں تعلیم حاصل کر سکیں۔ اسلامیہ بانی سکول ہائے آپ ہی کا قائم کردہ ہے۔ اس ادارے نے آگے چل کر اسلامیہ بانی کی صورت اختیار کر لی، یہ سکول ۱۹۱۹ء میں دوسری جماعت تک منعقد ہو گیا تھا۔

دارالقرآن کا قیام

آپ سنٹرل جیل جالندھر کے قریب باندی سے دس قرآن دیا کرتے تھے۔ وہیں آپ نے دارالقرآن کا سنگ بنیاد رکھا جہاں دس قرآن کا سلسلہ قیام پاکستان تک رہا۔ اس کے ساتھ ایک تندرہ وقفہ رسالہ الفلاح بھی نکالتے رہے۔

مدتہ البنائت کا قیام

پہلے آپ نے دسمبر ۱۹۲۲ء میں اس کا آغاز دارالعلوم دین کے نام سے ایک مکان میں کیا۔ اس میں ممبر کے بعد بڑھائی ہوتی تھی۔

۲۰ نومبر ۱۹۲۶ء کو بنانا حد شہر جالندھر میں مدتہ البنائت کا قیام عمل میں آیا انھیں میں قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر، حدیث شریف، ادب عربی، عربی گرامر، اسوۂ صحابیات کے معانی شائع تھے۔ ۱۹۴۰ء میں خالی ہاتھ پاکستان کی سرحد پر قدم رکھا اور یہاں مدتہ البنائت قائم کیا۔ جہاں بھی ایک مدد پر موجود اور لاہور کے ممتاز زواروں میں سے ہے۔ اس میں کالج تک کی تعلیم ہوتی ہے اور ساتھ ہی عربی اور دینی علوم کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے۔ اس کی پرنسپل مولانا کی صاحبزادی حیرا خانم ہیں۔ اور اس ادارہ کے ساتھ ہی مولانا کے فرزند مولانا عبید الحق خاں مکتبہ اور مبلغ علیہ کے نام سے علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس مبلغ سے سینکڑوں علمی کتبیں چھپ چکی ہیں۔

مولانا کی شادی

۲۹ جنوری ۱۹۰۰ء کو خاص عطا محمد خاں کی بڑی صاحبزادی بانو سے ان کی شادی ہوئی۔

مولانا صوفی عبد الحمید

یہ نور محمد بن صاحب کے فرزند ہیں۔ ۱۹۱۱ء کو حلی پٹنوں والی لڑکگی تحصیل ضلع گنہرہ ہندوستان پیدا ہوئے۔ مولانا فرزند خاں مسند صاحب کے گھر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۱ء میں مولانا سید حسین احمد علی سے دودھ حدیث پر بحث و کفر و کفر حاصل کی علامہ علیہ الرحمہ کی تعلیم سے بھی استفادہ کیا۔ طبعی کلام حیدر آباد کون سے چار سالہ کو دس کئی کر کے شریعت کی دوا پس پڑ کر والدین سے پہلے مطلب اور پھر مدرسہ توحید علوم میں مدرس شریعت کی آمد کے ساتھ ہی مدرسہ توحید کے فلیپ ہیں۔

آپ کے تلم سے کئی کتب کے عمدہ تراجم مندرجہ ذیل پر آچکے ہیں۔ اسی طرح بعض درسی کتابوں کے خواہی بھی آپ نے تحریر فرمائے ہیں ان میں نشریات سماوی ایسا صوفی صفات ۱۶۲ ہیں۔

معالم العرفان فی دروس القرآن

یہ مولانا صوفی عبد الحمید ہزاروی کے درسی قرآن کا ایک حسین مجموعہ ہے۔ جسے حاجی علی دین ایم۔ اے نے مرتب کیا ہے۔ اس کی ابھی تک پانچ جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ پہلی جلد سورۃ النور کی تفسیر پر مشتمل ہے اور اس کے بڑے سائز کے ۱۱۲ صفحات ہیں۔ دوسری جلد سورۃ المائدہ سے سورۃ النور تک اور تیسری سورۃ جن سے سورۃ المائدہ تک ہے اس کے ۴۲۲ صفحات ہیں۔ چوتھی جلد سورۃ النبا سے سورۃ الناس تک ہے اس کے ۵۹۲ صفحات ہیں۔ اور پانچویں جلد سورۃ البقرہ کی تفسیر ہے اور اس کے ۴۶۲ صفحات ہیں۔

یہ تفسیر عام فہم نہیں ہے اور عالمانہ بھی، اور نہایت ہی مفید ہے اس کے باقی جتنے بھی بالاسطہ آئے ہیں اس میں مصمم اور نہایت فہم پائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو اس کی تکمیل کے لیے توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

ترجمان القرآن از مولانا عبد الحق عباس

”قرآن مجید کے اردو ترجمے کثرت سے شائع ہو چکے ہیں۔ مگر ترجمان القرآن کے نام سے معتد نے مدت یہ کی ہے کہ ہر آیت کا ترجمہ پہلے ہر ہر لفظ کے لئے الگ الگ خانہ بنا کر اس طرح کیا ہے جس سے معلوم ہو کہ کونسا لفظ کس آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے اس کے بعد عام سہولت کے لئے دوسری سطریں یا محاورہ اردو ترجمہ بھی کر دیا ہے۔

اس ترجمہ کا یہ فائدہ مزدور ہے کہ یہ ترجمہ بھی ہے اور لغت قرآن بھی اور اس حیثیت سے اس کا فائدہ ان تراجم سے زیادہ ہے۔ جو محض ترجمہ ہیں۔“

لے برحمان دہا ہمارے دہلی اگست ۱۹۵۳ء

مولانا عبدالحمی

مولانا خواجہ علی بن خواجہ عبدالرحیم قادری گود واسجد کے رہنے والے تھے، ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کر کے دارالعلوم دہلی تہذیبیہ اور ۱۹۱۲ء میں مولانا محمد حسن سے دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی، فراغت کے بعد میرٹھ کالج میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے، اسی دوران حبلی کے اوقات میں مولانا حبیب اللہ سندھی سے استفادہ کیا، تحریک ریشمی بدال کے سلسلہ میں آپ کو لاہور بھیج دیا گیا، ۱۹۱۸ء میں ہی مسجد لاہور میں آپ کی ایک مجاہدہ تقریر کو باغیہ تصور کیا گیا۔ عبور دریا کے شور اور منبلی جلیلا کی مزا سنائی گئی۔ بعد میں عام معافی کے اعلان میں اللہ کا ملنے آپ کو نجات دی۔ پھر جامعہ ملیہ دہلی میں اسلامیات کے پروفیسر مقرر ہوئے۔

قیام پاکستان کے موقع پر لاہور آ گئے اور اسلامیہ کالج لاہور میں اسلامیات کے پروفیسر مقرر ہوئے اور آخری وقت تک یہ خدمات انجام دیتے رہے۔
تفسیر کے علاوہ آپ کی کئی کتابیں قدر تعریف ہیں جن میں سبب النزول، ارکان اسلام، ہمارے نبی، پیارے رسول، نبیوں کے قیمتی عقائد، راجہ اور حالات قرآن مجید خاص طور پر تباہی ذکر ہیں۔
۵ رمضان ۱۳۸۶ھ / ۸ جنوری ۱۹۶۵ء کو لاہور میں وصال ہوا۔

نماز مننون در نماز اور اس کے مسائل پر فقہ حنفی کی روشنی میں انتہائی جامع کتاب جو ۲۰۸۲۴ سائز کے ایک ہزار کے قریب صفحات پر مشتمل ہے اور بڑی مقبول ہے۔
محکم العرفان فی دروس القرآن کے نام سے سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران، النساء، المائدہ، النہم، پارہ نمبر ۲۹ اور ۳۰ پر مشتمل کئی جلدوں میں، تفسیر صحیحہ و مستطیعہ عام پر آپ کی ہے۔ اور باقی جلدیں ساتھ ساتھ آرہی ہیں۔
یہ تفسیر بھی بڑے کام کی تفسیر ہے اس سے ہر خاص عام استفادہ کر سکتا ہے۔

مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب

ولادت آپ بائی جامداشر فیہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب کے فرزند ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں ہر تیسری پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مدرسہ نعمانیہ اترسری میں حاصل کی، حفظ قرآن کا آغاز بھی اترسری میں ہوا۔ پہلے ۲۰ پارے، خباب نامی محو اسماعیل صاحب سے حفظ کئے اور آخر ۵۳ پارے خباب نامی خانبخش مرحوم سے حفظ کئے۔

درس نظامی کی ابتدائی اور وسطی کتابیں اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور حدیث ۱۹۵۲ء میں جامداشر فیہ میں پڑھا۔ اور سند القراء حاصل کی۔ ۱۹۵۶ء میں دہلی ننگے دہاں جلال آباد کے مہسہ میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی بھی مدعو تھے، وہاں آپ نے ان کا بیان سنا تو گرویدہ ہو گئے اور دس بارہ دن تک ان کی خدمت میں رہے، حضرت مدنیؒ نے صحاح ستہ کی اجازت سے بھی فرمایا۔

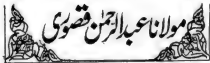
تدریس ۱۹۵۵ء سے آپ جامداشر فیہ میں تدریس پر مامور ہیں، پہلے ۱۱ سال مشکوٰۃ شریف پڑھائی، ۱۹۵۷ء اور مالوہ میں دوسری کتب احادیث پڑھا رہے۔

خطابت ۱۹۵۶ء میں والد محترم نے مسجد حسن کی خطابت آپ کے سپرد کر دی، خطابت کے ساتھ دینی تفسیر بھی پڑھا رہے۔

اہتمام والد صاحب کی زندگی میں ہی ۸ سال تک نائب مہتمم رہے۔

تفسیر بیان

یہ مولانا علی دین قادری کی تالیف ہے اور سورہ آل عمران کی تفسیر ہے۔ مولانا نے بن دیگر قرآنی سورتوں کی تفسیر بھی ان کی کچھ تفصیل یہ ہے۔
الغافۃ الکبریٰ - (تفسیر سورۃ البقرۃ)، سبیل الرشاد (تفسیر سورۃ الحجرات)، بیان التفسیر سورۃ نور، حیرت (تفسیر سورۃ یوسف)، مرآۃ المستقیم (تفسیر سورۃ انفال و سورہ توبہ)، مشعل الاسلام (تفسیر سورۃ المائدۃ و سورۃ التسیم) - (تفاسیر پانچ پارہ کی) ذکر الی (تفسیر پارہ دوم - ۳۰) اور اجساد (تفسیر سورۃ بنی اسرائیل) اس طرح انجمن اصلاح و تبلیغ لاہور نے جو درس قرآن (ترجمہ قرآن) شائع کیا ہے اس کے لہر ڈ میں بھی آپ اہم مکتب تھے۔



مولانا عبد الرحمن قصوی ایک مستند عالم دین تھے۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور مفتی فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ دینی تعلیم کی تحصیل دارالعلوم دیوبند میں کر کے سند حاصل کی۔ آپ نے ایک عرصہ تک جامع مسجد فتح دین غلہ میں اعلیٰ دینی و علمی خدمت انجام دیں آپ کی تصانیف میں درج ذیل نہایت ہی قابل قدر ہیں۔

۱۔ انوار التفسیر — بارہ جلد ۲، جون ۱۹۵۹ء میں ۱۵۲ صفحات میں شائع ہوا۔ اور بارہ جلد ۲، دسمبر ۱۹۵۹ء میں ۱۴۸ صفحات میں شائع ہوا۔ اور بارہ جلد ۲، ۱۹۶۰ء میں ۱۵۱ صفحات میں شائع ہوا۔ یہ تین پارے ہی دیکھنے میں آئے ہیں۔ آپ نے انوار التفسیر میں نہایت عمق اور سادہ الفاظ میں عمدہ تفسیر کی ہے۔

(۲) انوار القرآن — قرآن پاک کے مشکل الفاظ کے معانی پر مشتمل ہے۔ جلد اول ۲۸۸ صفحات میں اور جلد دوم ۳۲۰ صفحات میں شائع ہوئی ہے۔

(۳) تحفۃ الاحادیث — جلد اول ۲۸۸ صفحات اور جلد دوم ۳۲۰ صفحات میں شائع ہوئی ہے۔

(۴) ہدایۃ الشیعہ — حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مقرب کا اردو ترجمہ۔

(۵) دعائیں اور عقائد اسلامیہ — ۲، صفحات میں شائع ہوئی ہے۔

جج آپ نے کئی جمع اور دوسرے کئے ہیں۔

بیعت ۱۹۶۶ء میں اپنے والد صاحب سے بیعت ہوئے۔ ان سے نماز جمعہ بعد میں حضرت مولانا محمد رسول خاں صاحب سے نیکی کی۔ اور ان کی طرف سے مجاز بیعت ہوئے۔

تصنیفی خدمات ۱۹۵۷ء میں حقیقت حدیث اور معیت انبیاء کے موضوع پر ماہنامہ فروغ اسلام لاہور میں قسط وار مضامین شائع ہوئے ترجمان اسلام اور علوم الدین میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں

۱۔ نظام اسلامی — ۲۲ صفحات کا یہ مینڈٹ مگر پنجاب نے شائع کیا ہے

۲۔ برکت محوی کا فضل ثبوت — ۲۲ صفحات کا یہ مینڈٹ دکن کے ہڈان پب کیا گیا اور پھر سائیکلو سٹائل

۳۔ حیات مسیح — مثنوی نظر سے جھرا تکل دوم و سوم صفحات ۲۲۔

۴۔ اطاعت رسول اور معیت انبیاء جھڑا تکل دوم، سوم صفحات ۲۲، ۲۴۔

۵۔ ختم نبوت اور اس کے دلائل — صفحات ۲۳۔

۶۔ تفسیر نکات القرآن (مطبوعہ)

کا امتحان اسی یونیورسٹی سے پاس کیا۔

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

شعبہ حدیث، جامعہ اسلامیہ

بہاول پور

آپ ۱۸ دسمبر ۱۳۳۳ھ / ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء کو گوبہ پور (انڈیا) میں جناب فاضل محمد عبدالرحیم بن محمد بخش بن جاتی بن چراغ محمد بن بہت کے گھر پیدا ہوئے۔ نسب کے اعتبار سے گواہراچر ہیں۔ بہت صاحب کے دلہنے سے سلسلہ معاش تمنا ہے۔ آپ کے چچا حافظ عبدالکرم صاحب کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اداان کی اولاد آپ کی حقیقی خاندان میں۔ آپ ہر ش نبھا لے، یہی ہے ان کی آغوش تربیت میں پلے گئے۔ انہی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، ابتدائی فارسی کے کچھ اسباق والد محترم سے بھی پڑھے، پھر اپنے معلم لیا علیاں کی مسجد میں ایک مکتب "مکتبہ انورہ محمدی" کے نام سے قائم کیا، کچھ عرصہ وہاں پڑھتے رہے۔ زل جلد مدرسہ "تعلیم الاسلام بریل" ابھری دودھ میں۔ فاضل کا امتحان دینے کی غرض سے حاضر ہوئے، وہاں کے استاد سے استفادہ کے بعد "فشی" کا امتحان دیا اور ۱۳۴۰ء میں اس امتحان میں کامیابی کے بعد عربی علوم کی تعمیل کی طرف متوجہ ہو گئے، اور اسی مدرسہ کے استاد مولانا قدیر بخش بدایونی سے میزان سے لیکر "صحیح بخاری" کے ابتدائی اسباق تک درس نظامی کے اکثر و بیشتر موضوعات پڑھیں۔ ان کتابوں کے علاوہ "مولوی، مولوی عالم، اور مولوی فاضل کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی سے انہی سے پڑھ کر دیئے، مئی ۱۹۳۳ء میں فراغت حاصل کی اسی سال مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا، ۱۹۳۳ء میں فاضل

ندوة العلماء

۱۹۳۳ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ میں داخل ہوئے، دو سال کے دوران قیام میں حضرت شیخ الحدیث علامہ حمید حسن نانوتوی سے بخاری و ترمذی کے علاوہ مقدمہ صحیح مسلم، تفسیر بدایین اور دیگر کتب کا درس لیا، مکتبہ سے مناسبت اپنی کے صحبت میں پختہ ہوئی۔ ۱۹۳۵ء میں ان سے فراغت حاصل کی۔ ۱۹۳۸ء میں حضرت علامہ محمد حسن نانوتوی کی برادر معظم حضرت شیخ الحدیث معروف کے ہاں حمید آباد کوکچہ میں پینے اور چار سال تک ان کی نگرانی ان کی کتاب "معجم المصنفین" کی تدوین و تالیف میں کام کرتے رہے۔ ان چار سالوں میں ان سے بھی تاریخ علوم المصنفین اسلام کے موضوعات پر، خوب خوب استفادہ کیا۔ آپ خود کہتے ہیں کہ میری تعلیمات میں اگر کچھ علمی سرمایہ ہے تو یہ اپنی دونوں زندگیوں کا مدد ہے۔ بیت کا تعلق بھی مولانا حمید حسن "فیضہ حضرت حاجی امداد اللہ علیہ السلام سے ہے۔

ندوة المصنفین میں

۱۹۳۳ء میں ندوة المصنفین دہلی کے رفیق معز ہو گئے اور قیام پاکستان کے بعد ان کے ہاں کام کرتے رہے۔

پاکستان میں

۱۹۴۷ء میں پاکستان آ گئے اور دارالعلوم اسلامیہ ندوۃ الدیانتہ دہلی میں دو سال تک تدریس کی، ۱۹۵۵ء میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ میٹروپولیٹن کالج میں برائے تدریس تشریف لے گئے اور وہاں فقہ، حدیث اور اصولیہ حدیث کی کتابیں پڑھاتے رہے۔ صحیح بخاری کے علاوہ باقی سب کتب حدیث زیر دس دہیں۔

جامعہ اسلامیہ میں

۱۹۴۳ء سے جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شعبہ حدیث کے محقق ہیں۔ اور ریڈر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

۱۔ - نکتات القرآن - (اردو) طبع اڈل، دوم، سوم
اور چہارم شائع کردہ نکتہ العنقین دہلی -

۲۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث! (اردو) شائع کردہ نور محمد کراچی تہذیب کتب
آرام باغ کراچی -

۳۔ تاس الیہ ابیہ ابن ابی الدان سنن ابن ماجہ دہلی، شائع کردہ نور محمد کراچی تہذیب کتب
آرام باغ کراچی -

یہ سنن ابن ماجہ کا مقدمہ ہے جو حدیث حدیث، تہذیب حدیث، ابن ماجہ کی سوانح و
ادان کے متن کے تلفظ پر مشتمل ہے -

۴۔ التعلیقات علی اللغات! (عربی) یہ علامین سندھی کی مشہور کتاب دراست
اللبیب فی اسوۃ الحسن بالیب کا حاشیہ ہے اور اس کے باعث پر تنقید ہے
اس کا ایک موصف کا مقدمہ بھی ہے، جس میں علامین کی سوانح ادان کی
کتاب دراست کا قافہ ہے - یہ کتاب سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد
سندھ سے شائع ہوئی ہے -

۵۔ التعلیقات علی ذب و بابات اللغات! (عربی) اصل کتاب سندھی ادبی بورڈ
سے دو نیم جلدوں میں شائع ہو چکی ہے - ذب و بابات مقدمہ عبداللطیف بن
مقدم محمد ہاشم سندھی کی تصنیف ہے جو علامین سندھی کی دراست البیب
کرو ہے - دراست اور ذب دونوں کا تعلق اجتہاد اور تقلید کے مباحث سے
ہے -

۶۔ التعلیق الترمذی علی مقدمہ کتاب الترمذی! (عربی) امام مسعود بن شیبہ سندھی
سنے کتاب الترمذی کے نام سے ایک مہر و کتاب بھی جو فقہ و حکام
کے مسائل کی جامع تھی - زمانہ کی دست برد سے اصل کتاب قومی ہو گئی -

لیکن کتاب کا مقدمہ باقی رہ گیا جو امام ابو حنیفہ کے شاگرد ادان کے مذہب
کی ترجیح پر مشتمل ہے - اور امام الحرمین جوینی کی "غیث المظن الی الحق" اور امام غزالی
کی "المنازل" کا رد ہے - ادان دونوں بزرگوں نے مذہب حنفی پر جو
اعتراضات کئے تھے، ان کا تفصیلی جواب ہے، التعلیق الترمذی! اس مقدمہ کا
نہایت مفصل اور مدلل حاشیہ ہے - یہ کتاب بھی سندھی ادبی بورڈ سے شائع
ہو چکی ہے -

۱۹۳۸ء میں آپ کا علاج چلا - دو فرزند اور تین دختران ہیں - بڑے
فرزند محمد علی علیہ ۱۳۹۰ھ میں انتقال کر گئے - ان سے چھٹے
حافظہ حمزہ مولوی عبدالرشید ایم - اسے جامعہ کراچی میں عربی ادب کے لیکچرر ہیں -
اور دو لڑکیاں امت اللہ اور امت الرحیم قرآن پاک کی حافظہ اور تدریس ہیں - ان سے
بڑی امت الرحمن مولانا محمد احمد صاحب نائب ناظم کتب خانہ رابطنہ العالم الاسلامی
کراچی کی علیہ ہیں - جو پہلے پٹنہ میں مدرس تھے -

اولاد

۱۔ مولانا سید غلام کا در (۱۲۸۳ ... ۱۳۵۸) نے اپنے والد ارادگیر کا دسے علوم کا
تفصیل کیا۔ چار سو مدرسوں کی تدوین کا کام برابر جاری رکھا۔ آپ کے تلامذہ خواص
ہیں۔ علاوہ دس مولانا سید محمد رفیع، مولانا سید محمد عبد العزیز، سید
کے، افضل غازی، جلیلہ اشرفیہ لاہور، فیض المسعودی، حنفیہ اکرمیہ،
عبد الباقی، حامد اشرفیہ لاہور کے فارغ دیں۔ پانچوں بیٹے مستند عالم دین اور
دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی

۱۹۰۱ء ۱۹۵۹ء

آپ مولانا عبدالمجید سوہدروی کے فرزند، مولانا غلام نبی کے لڑے تھے اور مولانا عبدلنسان حافظ، محدث و ذریعہ ہادی کے نواسے تھے۔ ۱۹۰۱ء کو سوہدروہ گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء کو سیالکوٹ پہنچے، مولانا محمد اویس پاشا پیم سیالکوٹی سے تکمیل کر کے ۲۰ سال کی عمر میں دیوبند سے فارغ ہو گئے۔

فراغت کے بعد سوہدروہ میں توحید و سنت کی اشاعت میں مشغول ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں ماہنامہ "مسلمان" جاری کیا جو ۱۹۳۸ء کے بعد ہفت روزہ کر دیا گیا۔ یکم جون ۱۹۴۹ء کو "اہل حدیث" جاری کیا جو ۱۹۳۱ء کو ستمبر ۱۹۵۹ء تک آپ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا اور مسلمان دو بارہ ہفت روزہ سے ماہنامہ ہو گیا جس کا آخری شمارہ اکتوبر ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔

آپ ایک بلند فکر عالم، شہداء و خطیب اور معزز اور اعلیٰ پایہ کے ادیب، صحافی اور طبیب تھے۔ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان میں بڑی کوششیں لیا۔ آپ کی اسلامی تصانیف کی تعداد ۲۳ اور عربی ایک سو ہیں۔

اسلامی تصانیف: تفسیر، سیرۃ، تاریخ، حدیث، اور سوانح پر مشتمل ہیں۔ ان میں راہبر کامل ۲۲۲ صفحات (پانچ ایڈیشن نکل چکے ہیں) دولت مند صحابہ ۸۸ صفحات، سیرہ عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۱۱ صفحات، سیرۃ خاتم النبیین ۳۸ صفحات، سفرنامہ حجاز ۲۰۰ صفحات، سیرۃ الانبیاء ۲۰۴ صفحات، سیرت

عبدالمجید باجوڑی

عبدالمجید باجوڑی کم عمری میں آگرہ آ گئے تھے۔ حضرت سعادت اللہ اسلامپوری کے سید، عاطفت میں درس تقلید کی تحصیل کی اور حضرت مولانا نے اپنی دختر منوب کی بیٹی بائسن کا بیٹا بن کر سوہدروی کے ہوئے، پھر مشائخ کالج پشاور میں پروفیسر ہو گئے۔ آگرہ آئے جاتے رہے۔ مولانا انعام اللہ خاں مرحوم کے اہل بیعت میں سے تھے۔ حیاتِ جاہلیان حسن نظامی اور چند کتب تصنیف کیں۔ تفسیر قرآن پاک مرتب کی۔ ترتیب میں مشہور خاں صاحب اور مولانا سعادت اللہ سے کیا۔ یہ تفسیر مکر کی کمی۔ انوس طبع نہ ہو سکے۔ ۱۹۵۰ء سے پہلے واصل بحق ہوئے۔ بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے۔ آپ کے صاحبزادے کراچی میں مقیم ہیں۔ (مشائخ اکبر آباد ص ۸)

۱۹۵۳ء میں فوت ہوئے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ ۳۲ صفحات، داستان مرزا، سیرۃ ثنائی ۱۱۴ صفحات، انتخاب صحیحین ۱۶۸ صفحات، حدیث کی پہلی تا چوتھی کتاب، انگریز و دہلوی، ہندو شعراء کا تفسیر کلام ۵۲ صفحات میں، سورۃ الفاتحہ کی ۱۹۶۳ میں ۱۴۴ صفحات میں ایک جامع تفسیر رکھی۔

۶ نومبر ۱۹۵۹ء کو وصال ہوا۔ پہلی ایمر سے بیسے فرزند حافظ محمد یوسف ہیں۔ دوسری شادی حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری کی صاحبزادی سے ہوئی، ان سے حافظ عبدالحمید بی۔ سے اہل اہل بی، اور دوڑکیاں ہیں۔ لے

مولانا عبدالہادی شاہ منصومی

آپ مولانا عبداللہ کے فرزند تھے۔ شاہ منصور ضلع مردان میں ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۳ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اور متوسط کتب کی تعلیم اپنے والد اور علاقہ کے دیگر علماء سے حاصل کی، پھر مولانا قطب الدین غزنی شستوی سے پڑھتے رہے۔ دورہ حدیث کی تکمیل مولانا فیروز الدین غزنی شستوی سے کی۔

دورہ تفسیر کی تکمیل مولانا حسین علی صاحب سے کی، انہی سے بیعت ہوئے اور پھر مجاز بھی۔

۱۹۲۷ء میں اپنے بھائیوں کی جامع مسجد میں مدرسہ تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی اور اس میں حبشہ فقہ پڑھاتے رہے۔ ۱۵ شعبان سے ۲۴ رمضان تک دورہ تفسیر بھی پڑھاتے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد تیس ہزار کے قریب ہے۔ آپ نے ۶۱ سال تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔

آپ کی تصانیف میں تفسیر البرہان فی مشکوٰۃ القرآن (عربی مطبوعہ)، تسبیح البغاری (مطبوعہ)، تسبیح الترمذی (مطبوعہ)، تسبیح الشکوٰۃ (مطبوعہ)، تخفیف الفقائد (مطبوعہ)، ادریان النضر فی غزوات التفسیر۔ (ذیل مطبوعہ) ہیں۔ ایک سو اٹھ سال کی عمر میں ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ/ ۲۳ اگست ۱۹۸۷ء کو وصال ہوا۔ کوئی ۶۵، ۷۰ ہزار افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

اور وہیں مولانا نور الدین ادریس البغاری ہیں مولانا نور الدین اپنے والد کے فرزند پر تفسیر پڑھاتے ہیں اور والد کے جانشین ہیں۔

یہ پارہ تمام الدین ہالی پوسٹ پر پرنٹڈ انٹرنیشنل بک کارپوریشن میر آباد حیدر آباد سندھ نے خالی کیا ہے ، اس کے مقدمہ میں مرقوم ہے کہ "مکر کرم کے قیام کے دوران سامعے قرآن مجید کی تفسیر اپنے تئیں خاص مولانا عبداللہ لغاری کو تفہیم کرائی ، جس کی نقول دہلی ، لاہور ، کراچی ، دہلی و غیرہ میں موجود ہیں ۔ اور اصل نسخہ محفوظ از دست مولانا عبداللہ لغاری سندھ پرنٹرسٹری میں موجود ہے ۔ اسی کا پارہ عم شائع ہوا ہے ۔

یہ کامل تفسیر متعدد اقسام میں شائع ہو چکی ہے ۔

اسی طرح مولانا سندھی کے ایک دوسرے شاگرد پروفیسر مولانا غلام مصطفی قاسمی (شاہ ولی اللہ الہی حیدر آباد) نے بھی "اہام القرآن فی تفسیر القرآن" کے نام سے آپ کی تفسیر کو مرتب کیا ہے جو مطبوعہ ہے

مولانا عبید اللہ سندھی

مولانا عبید اللہ ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں کے سکھ گھرانے میں ۱۲ محرم ۱۲۸۹ھ کو پیدا ہوئے ۔

شیخ عبداللہ نو مسلم کی کتاب "تحفۃ المبتد" ہاتھ لگ گئی ہے ۔ "یہی قول اسلام کا ذریعہ بنی ، اعزہ نے تعاقب کیا ۔ مگر کسی کے ہاتھ نہ آئے اور سندھ میں عربی کی کتابیں پڑھیں ، وہیں ایک بزرگ عارف محمد صدیق (بھرتی) کے ہاتھ پہ بیعت ہوئے ، پھر دارالعلوم دیوبند چلے اور مولانا محمود حسن سے دودھ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی ، ابوالواذ شریف مولانا رشید احمد گنگوہی سے پڑھی ، پھر سندھ میں تدریس کرتے رہے ۱۳۲۷ھ میں اپنے استاد مولانا محمود حسن کے ارشاد پر قیئۃ الانعداد میں شامل ہو گئے ۔ اور ۱۳۴۳ھ میں کابل ہجرت کی ۔ آزاد دینی وطن کے سلسلہ میں پیش پاتھ بنائیاں دیں ۔

وہیں پور نزد خانپور ضلع ریجم بارخان میں ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء میں انتقال ہوا ۔ اور وہیں تدفین ہوئی ۔

تفسیر المقام الممجد

یہ مشہور مجاہد عالم مولانا عبید اللہ سندھی کی تفسیر کا تیسویں پارہ ہے ، جسے ان کے شاگرد رشید مولانا عبداللہ لغاری (دم ۱۳۵۸ھ) مدقون ساکھڑ سندھ نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے ۔

مفتی عسکریہ احمد

آپ مولوی علاء الدین (م ۱۹۲۵ء) کے فرزند ہیں۔

۱۹۰۱ء میں قصبہ آزاد منہاں ضلع بکس بریلی میں پیدا ہوئے۔

۱۹۱۲ء میں مولوی محمد عارف بخش سے قرآن مجید حفظ کیا۔

درس لغوی کی کتابیں مدرسہ محمدیہ اور مدرسہ شمس العلوم جالوں میں مولانا امین

صاحب بنوری سوات قادری، مولوی محبوب احمد شاہ محمد ابراہیم، مولوی قذیر بخش

وغیرہم سے پڑھتے رہے۔

۱۹۲۰ء میں جامعہ پنجاب سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۲ء میں دورہ

حدیث اپنے انہی استاد سے پڑھ کر فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد ۱۲ سال تک مدرسہ قادریہ جالوں میں تدریس کی، پھر مختصر اور

گویا ر کے مدارس میں تین تین سال تدریس کرنے کے بعد عیدگاہ لاہور گرامی شاہو

لے مولانا احمد دین بنوری مولانا شاہ عبدالقادر جالانی کے شاگرد تھے، انہیں ہر فن کا ایک

متن یاد تھا، بالخصوص شرح جامی اور عبدالغفور وغیرہ کتب نویں آپ کی خاصی

شہرت تھی، اکثر اوقات دیگر مدارس کے تدریس انتہائی عہد آپ سے شرح

جامی بڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے۔

ایک سو دس سال کی عمر میں آپ کا بایں میں انتقال ہوا۔

(قادری احسن محمد: تیسرا البیان فی ترویج القرآن: ۱۹۸ء، ۱۹۸ء، ۱۹۸ء)

قاضی عبید اللہ

مولانا قاضی عبید اللہ بن مولانا قاضی غلام الدین بن مولانا علی بن ابی طالب بن محمد بن عبد اللہ بن

ہاشم بن عبد مناف بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن اسد بن خزیمہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن

بیگم مولانا عمر میر گل

اپنے والد پارس ایڈیٹر اسٹینڈرڈ اسٹیشن کی ساتویں لڑکی ہوں میرا نام
میں میرا باؤں سے پیدا ہوئی میرے والد بڑے اعلیٰ پسند اور بات کے چکے
انسان تھے، انہیں ہندوستان اور ہندوستانی لوگوں سے بہت لگاؤ تھا۔ کبھی کبھی تو خود
کوئٹہ کی یاد دیا کرتے تھے۔ ہماری خاندانی نسبتیں بڑی عظیم تھیں مگر ہمارے والد کا کتنا تھا،
کو شرافت کا معیار کدو اسے ذکر خون۔ بہر حال میں چھ سال کی رہی ہو گئی کہ مجھے قصیم کے
ٹٹے انگلستان بھیج دیا گیا۔ مجھے یکمات سے ہمیشہ سے پیار رہا، وہ ہر بات کا سبب
کہو جنے کی کوشش کیا کرتی تھی، میرے وقت احباب مجھے شفقت سے لگو کہا کرتے تھے
کہونکہ میں ہر بات میں کیا کہیوں اور اور کیسے جیسے سوال کرنے کی عادی تھی۔

میں ایک عیسائی کہنے میں پیدا ہوئی تھی مگر سب عیسائی تہذیب سے جیسا بڑوں کے
بہت سے فرستے تھے جو ایک دوسرے کو ہتھی کہتے تھے، اس نے عیسائی مذہب مجھے
گورکھ دھندلا دیا، میری کچھ میں نہ آتا تھا کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے کیسے ہو سکتے تھے
مگر مجھے دعا سے بڑا شغف تھا اور میں اکثر ان دیکھے ملک سے لوٹ کر دعاؤں کرتی رہتی
تھی جب میں جوان ہو گئی تو میں نے بائبل کو تنقیدی نظر سے دیکھا شروع کیا، مجھے
بائبل میں بہت سے بیانات ایک دوسرے سے ٹکراتے محسوس ہوئے۔ مجھے
بائبل کے کلام خدا ہر نے میں شک ہوئے لگا۔

کچھ عرصہ بعد میری شادی ہو گئی، مگر میرے ضمیر ایک دیندار عیسائی تھے۔
وہ میرے فکر خیال کے سامنے ذہن کے اس لیے میں نے خدمت کے وقت

آنا چڑا اور اب تک علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ نے دینی موضوعات پر دس رسائل — صفات المتقین، حقوق الاموال،
حقوق المالدین، احکام جنازہ، چہل صریح و مطروکے ہیں۔ ان کے علاوہ قرآن
پاک کا ترجمہ بھی کیا ہے، انگریزی ترجمہ شاخ میں ہوا۔

تم بہن باتوں کے کرنے کو کہہ رہی ہو یہ سیاست کی باتیں ہیں مہمان باتوں میں نہیں چڑھتے۔

مجھے ان کے سر پہنے کے اس انداز پر حیرت ہوئی۔ میں انہیں تو خانقاہ چھوڑ کر زنیوں کی درد پر آمادہ ذکر کی مگر میں خود خانقاہ سے نکل آئی اور میں نے زنیوں، مریضوں اور دیکھوں کی امداد کی مجھے اس سے دل کو چین دیا اور میں نے کیا کر دیا تو ترقی انسانیت کی خدمت کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے خانقاہ ہوں کی زندگی میں نہیں پہنچا پھر میں نے آئینہ مگر نہ کیا کہ فیصلہ کیا جس میں فوجوں و گولوں کی اخلاقی تربیت کی جائے۔ اس آئینہ میں میں نے ہندو مسلمان کی قید نہیں رکھی۔ وہاں ایک مسلمان لوکا دانٹے کے لئے لایا گیا۔ یہ لوکا اپنے والدین کے لئے ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ میں نے سچا کہ جب تک میں مسلمانوں کے نظام حیات کے بارے میں معلومات حاصل کروں، میں اس تربیت کا حق ادا کر سکوں گی، اس نیت سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا اب تک میں مسلمانوں سے ذوقی تعلق ہی نہ تھی مگر مسلمان ایک قسم کے ڈکٹو ہوتے ہیں جو ہر قسم کا علم کر سکتے ہیں لیکن اس کتاب نے میری انگلیں کھول دیں تو راسخ سرتی تھا اور دل میں اترا چلا جاتا تھا۔ پہلی دیانت تھا اب تک لیکن اندھیروں میں تھی انہوں کو روپیہ مشنریوں نے اسلام کی کتنی خفہ تصویر پیش کی ہے۔ وہ مذہب ہے جو غرور و بھیر و لوگوں کا مذہب کبھی تھی۔ کل سچائی کا دین تھا۔ میرے اللہ میں کیا کروں میں نے تو ساری زندگی اگت کر دی، میں نے سوچا میں ہندو ہی رہوں یا ہندومت کو چھوڑ دوں۔ میں نے دہلیا دند کی انتہا کر لی تھی۔ ایک طرح کی موت تھی۔ قرآن مجھے زندگی کی طرف دہا تھا۔ ایسی زندگی کی طرف جو آخرت کی زندگی کی نیب دھتی مگر مشکوک یہ تھی کہ میں ایک مقدس خانقاہ کی رہیہ تھی لوگ مجھے پیار سے مال کہتے تھے۔ میں مسلمان ہو جاؤں گی تو دنیا کیا کہے گی مگر مجھے اپنے دونوں کو بھانسنے سے بچنا تھا۔ میں نے لوگوں کے کہنے کی پروا نہ کی میں نے مسلمان ہونے کا

فلسفہ کا مطالعہ شروع کیا اور اپنیسٹر کیسے اور دوسرے فلسفہ کا مطالعہ کرنا شروع کیا مگر نیا نیا اصولی اصولوں سے مجھے کچھ نہ ملا۔

اپنی دلوں میں اپنے والد کے پاس ہندوستان آئی میری باہ سالہ لڑکی اور اس سال لاکھ میرے ساتھ تھے یہاں مجھے دیانت پڑھنے کا موقع ملا، مجھے اس کے پڑھنے سے بڑی تسکین ملی۔ مجھے محسوس ہوا کہ وہ چیز مل گئی جس کی مجھے تلاش تھی، دیانت کے مطالعے نے مجھے ہندو دھرم کے قریب کر دیا کہ دھرم کے لئے ایک ہندو خانقاہ میں مہمان بن کر رہی اور پانچ ہندو ہو گئی مجھے راکارشن کے بعد انہی سسٹم میں داخل کر دیا گیا مگر مجھے یہ شرک سامعوس براہمن چھوڑ دینا سہل نہیں لگا مجھے انہوں سے ہوا کہ حقیقت یہی اور آگے ہے اسکا نہانے میں میں پیرا ہو گئی۔ مجھے ملان کے لئے فرس مانا پڑا وہاں میرے سات پوریشن ہوئے، ہر پوریشن پر موت کے سامنے کھڑی تعزاتی تھی میں چاہتی تھی کہ موت کے لئے تیار ہو کر لوں میں سے سوچا کہ دنیا ترک کر دوں اور آخرت کی تیاری میں لگ جاؤں، لہذا میں جب واپس ہندوستان آئی تو میں نے سیاست سے لیا۔ میں نے ایک سو ساٹھ ایشیہ پڑھے۔ لیکن یہ کیا..... یہاں ہی بائبل کی طرح ان گنت تعداد تھیں ان میں کوئی بات نہ تھی جو ہے اور کوئی نہ تھا یہ کیسے معلوم ہو، میں ایک بائبل لکھ گئی۔ مجھے خوف ہو گیا کہ اس ذہنی الجھن میں کہیں بائبل نہ ہو جاؤں۔ مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ دنیا سے میری روحانیت نہیں بڑھ رہی ہے، دنیا کی کشمکش بڑھ رہی ہے۔ اسی زمانہ میں ہندوستان میں دم تقاؤں کی تحریک چل پڑی۔ ہندوستانی ہندوستانوں سے ڈر پڑے۔ انہوں نے فسادات سے ڈر رہا اس وقت میرے دل نے کہا کہ یہ خانقاہ میں بیٹھ کر وحیوں کیان کا وقت نہیں ہے۔

جب ہر نہول کر زنیوں اور دیکھوں کی مدد کرنے کا وقت ہے میں نے اپنے گرجہ میں سے یہ بات کہی مگر انہوں نے کہا کہ ہم لوگ دنیا دار نہیں ہیں۔

جب وہ پہنچے تھے تو میں نے مولانا حسین احمد سے کہا کہ وہ پھر تشریف لائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں تو زیادہ ڈاکٹر مل گیا ہوں ابھی آجائیں گے چنانچہ مولانا عزیز گل صاحب آئے رہے جہاں سے پردہ اور دوسرے مسائل پر سب سے جھگڑا چیت کرتی رہی۔ شروع میں میں بمبئی تھی کہ یہ مولوی بڑے تنگ نظر ہوتے ہیں بنگر بعد کو پردے کی حقیقت بھر پر کھلی نظر ان کی وسعت فکر کی قابل ہو گئی۔

یہاں میں اسلام کے مطالعے میں لگی ہوئی تھی کہ چانک میرے شوہر کا خدا کیا لکھیں قرآن انکشاف دلائی تو وہ مجھے خراج دینا بند کر دیں گے بچوں کی تعلیم کا خراج مجھ سے وصول کریں گے اور مجھ سے حقوق تو لیں گے۔ اس خبر پر مجھے رنج و غصہ ہوا فرانسیس میں سلمان ہو چکی تھی اب میں کسی عیسائی شوہر کی بیوی کیسے رہ سکتی تھی۔ رہا رزق تو یہ اللہ کی دین ہے۔ کم یا زیادہ دے گا ہی۔ عزیز گل کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے میرا ہاتھ تھامنے کی پیش کش کی۔ میں نے بڑے احترام سے اس پیش کش کو قبول کر لیا۔ میں جانتی تھی کہ ان کی یہاں عزت ہے انعام ہے پردہ ہے مگر میرے لئے تو یہی اللہ کی پسندیدہ جگہ تھی۔ عزیز گل کے گھر میں نے سیکھا کہ خود بھوکے رہ کر مہمان کی تواضع میں کیا لذت ہے عزیز گل کے گھر میں مجھے زندگی کی حقیقی راحت ملی وہ نہایت شریف اور مہربان شوہر ثابت ہوئے۔

یہاں بھی وہ سید ہیں اور انہوں نے سیادت کی لاج رکھی ہے۔ ان کے اجداد عرب سے افغانستان اور افغانستان سے ہندوستان آ گئے تھے اب تو ہم راہ حق کے مسافر تھے اور راہ حق کی مسافت میں مشرق مغرب کیسے۔ ہماری راہ ایک تھی ہمارا منزل ایک تھی ہماری راہ میں ہم پہنچ چکے تھیں۔ ہم دلوں اللہ کے پیار سے نئی کے بنائے ہوئے راستے پر چلنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس راہ میں میری بیٹی میرا بیٹا اور میرا بھائی سب مجھ سے ہمراہی کر رہے۔ انہوں نے مجھے حق کی راہ

اعلان کر دیا۔ میرے گرد بھائی بڑے وحشت زدہ ہوئے مگر میں نے نہیں غصوں سے بنایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ جواب میں قبول کر رہی ہوں میرے گرد بھائیوں نے کہا یہ کام مسلمان ہونے بغیر بھی جاری ہو سکتا ہے۔ دینی دشمنی تو کبھی تم قرآن کی راہ اختیار کر سکتی ہو یہ بھی دیانت کا ایک سلسلہ ہوگا لیکن یہ بات میرے دل میں بدترک میں سمجھ رہی تھی کہ اگر انہوں نے حقیقت کا راستہ نہیں اختیار کیا تھا۔ بلکہ وہ خداوند کے ذہن کی پہنچ اور ایک بھرم تھا ہو سکتا ہے کہ کسی نام نہاد صوفی نے انہیں یہ بھرم دیا ہو میرے منہ بند دوستوں نے کہا کریں اپنے آپ کو مسلمان نہ کہوں تو وہ مجھے آگہ میں ڈاکٹر کشن کا مہنت بنا دیں گے مگر مجھے دینا دل لاج نہ تھا۔ مجھے روح کے آرام کی ضرورت تھی۔ اس لئے میں نے حق کی بات کو رد کر دیا۔ مگر اب ایک اور مشکل آئی مسلمانوں نے مجھے ماننے سے انکار کر دیا وہ کہتے تھے کہ یہ ہمیں ہندو بنانے کے لئے دھوکا دیا تھا کہ ہمیں یہ حق خود مشہور کر دیا۔ میں قرآن کو اپنا ہادی اور رہنما مان رہی تھی تو کیا یہ بات مسلمان ہونے کے لئے کافی نہ تھی۔ اپنے دل کی بے قراری کو دور کرنے کے میں دو بند گئی۔ میری لڑکی میرے ساتھ حق ہم دونوں پر پردہ تھیں۔ ہم نے مولانا حسین احمد کی صفات کی۔ انہی بات ان کے سامنے رکھی اور پوچھا کہ ہم مسلمان نہیں بنیں؟ تم حقیقاً مسلمان ہو! مولانا نے ایک زوردار قبضہ لگا کر کہا نہیں اس میں شک کیوں ہے؟ مولانا حسین احمد صاحب مملکت ہم دونوں کے دل میں بیٹھ گئی۔ انہوں نے ہماری بہت خاطر کی۔ بعد کو وہ ایک بار مجھ سے ملے مظلوم بھی آئے تھے انہی کے ساتھ مولوی عزیز گل بھی تھے۔ مولانا حسین احمد انہیں بہت چاہتے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ دودست لڑکے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے معصوم مذاق کرتے۔ ایک دوسرے کی ہنسی اڑاتے اور کبھی کبھی ایک دوسرے کو چڑھا تے بھی تھے مجھے ان کی محبت پر رشک ہوتا تھا۔ وہ دن بھر ہمارے یہاں رہے۔

مولانا محمد علی

آپ حضرت مولانا رشید احمد گلگہی کے خلیفہ ارشد و شاگرد۔ مولانا مکیم صدیق احمد صاحب کا نہ صوفی کے فرزند ہیں۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۰ء کو ولادت ہوئی۔ والدہ نے محمد علی نام رکھا، والد محترم پیار سے حیدر کہہ کر پکارتے تھے۔ ابتدائی تعلیم والدہ محترمہ، حافظ رحیم بخش اور مولانا عبدالمعید خاں سے حاصل کی، عربی کی کچھ ابتدائی کتابیں اپنے ماموں مولانا اشفاق الرحمن کا نہ صوفی سے دہلی میں پڑھیں، پھر اپنی ماموں صاحبہ نے مظاہر علوم سہیل پور میں داخلہ کروادیا، یہاں آپ کے تالیق حضرت مولانا عبدالرحمن کا پھر کی گئے۔ دیگر استاذہ میں مولانا مفتی جمیل احمد، مولانا قاری سعید احمد، مولانا صدیق احمد کشمیری، مولانا محمد زکریا قدوسی، مولانا عبدالشکور کا پھری، مولانا طہر الحق، مولانا اسعد اللہ، مولانا ولیعبد، مولانا غلامیہ احمد اور مولانا مسعود احمد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پھر دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور یہاں مولانا مفتی ریاض احمد سے حدیث، مولانا عبدالسمیع سے مشکوٰۃ شریف، مولانا نبیہ احمد سے ستم علامہ حسن، مولانا اعجاز علی سے حاشیہ، مقامات، ہدایہ آفرین، مولانا محمد ابراہیم بیادوی سے قاضی مبارک، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری سے جہادین، اور مولانا محمد رسول خاں، ہزاروی سے حمد اللہ پڑھیں۔

رات کے وقت حضرت مولانا سید حسین احمد دہلویؒ سے بہار شاہ شریف کی سماعت کی، ان کی تعریف سے متاثر ہو کر سیاست میں آگئے۔ اور تقابیر

میں قدم پڑھانے سے روکا نہیں میری زندگی ایک سفر ہے وہ برسوں کی محنتوں سے گزر کر اسلام کی حسین وادی میں ختم ہو رہا ہے مگر ختم کہاں ہو رہا ہے زندگی تو موت کے بعد بھی پہنچ رہے گی میری راہ اسلام کی راہ ہے یہی ایک سیدھی راہ ہے۔ اس کے علاوہ ہر راہ کا ہے انسان کو اللہ کی راہ سے بہتر راہ نہیں مل سکتی تھا کرے کہ میں جب تک زندہ رہوں اسی راہ پر چلتی رہوں پھر میں اس راہ سے بھاگوں بھی تو بھاگ کر کہاں بھاگوں گی مجھے لائے نے پیدا کیا ہے اور مجھے اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ لا ایل الا اللہ محمد رسول اللہ۔

مولانا غلام اللہ خاں

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں ۱۹۰۹ء میں دریا خاں ضلع ایک میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام فیروز خاں ہے جو گاؤں کے نمبردار ہونے کے علاوہ دیندار بھی تھے۔ قومیت کے لحاظ اعران میں۔

حضرت سے شہل کا امتحان پاس کیا، پھر جامعہ کے مولانا سکندر علی، مولانا
عمر اسماعیل، مولانا عبداللہ بچودار، مولانا محمدین سے مختلف علوم و فنون کی
کتابیں پڑھیں۔ پھر مولانا حسین علی سے تفسیر قرآن کا درس لیا، انہیں کے ارشاد
پر دارالعلوم دہلویہ میں داخلہ لیا اور وہاں زیادہ تر علم ادب کی کتابیں پڑھیں۔
پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل پہنچے اور وہاں ۱۹۳۳ء میں امام العصر مولانا محمد نور شاہ
کشریکی سے درجہ حدیث شکر حاصل کیا۔

پھر وہاں ایک سال تک بطور مدرسہ تدریس کی۔ پھر مدرسہ بکات الاسلام
دنیر آباد میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۳۵ء میں راولپنڈی آئے اور دارالعلوم
تیسیم القرآن کی راجہ بازار میں بنیاد رکھی۔ آپ سے دس ہزار سے زیادہ
طلبہ نے تحلیلی کرکے سند اعزاز حاصل کی۔

تصانيف!

تعمیفی خدمات میں تفسیر جواہر القسوان (تین جلدوں میں) خاص طور پر قابلِ فخر

شروع کر دیں، مگر غائب ہوئے اور ۱۹۳۰ء میں قید سے رہا ہوئے اور مدرسہ فخری میں داخلہ دیا اور مولانا اشفاق الرحمن صاحب سے ابو داؤد شریف اور مدرسہ امینیہ دہلی میں علامہ مفتحی کفایت اللہ مفتی سے بخاری شریف کی سماعت کی ۱۹۳۰ء میں کشمیر ایچی کنسن کے سلسلہ میں قافلہ کے ساتھ کی حیثیت سے سیاحت آگئے اور تین سال کے لئے جیل سے گئے۔

دہائی کے بعد ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم الشہید سید کھٹک کی بنیاد رکھی، اب تک اس میں دس تعلیمی اور درجہ حدیث کی کتابیں بارہا چھاپے گئی ہیں۔ مخلصانہ کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ جس کی زندگی سے کچھ کام شروع کیا اور اب تک یہ کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔ (۱) ارغوان ایمان، (۲) نقوش زمان و سخریب اہستہ، (۳) آئین حقانیت، (۴) اسلام کا قدم صلوات، (۵) اسلام کا قدم (۶) کلمہ، (۷) امام افضل اور حدیث اور عالم التزمل۔

بیعت کا تعلق ۱۹۴۰ء میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحبؒ سے ہوا۔
اور مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے ہاتھ پر تجدید کی۔

تفسير معالم التنزيل

یہ تفسیر پاکستان کے ممتاز عالم دین اور دارالعلوم اشہارہ کبانی -
 مونا محمدی صلیقی کا مدعو کی کاوش فکر کا نتیجہ ہے۔ اس تفسیر میں اپنے
 نمکمی گئی تمام تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے اور تمام تفاسیر کا جوہر اور خلاصہ
 لے کر اسے اس تفسیر میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ تیس جلدوں میں مکمل ہوگی اب
 تک اس کی سات جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ یہ بڑی قیمتی تفسیر ہے اور دورِ جمہور
 کی عمدہ تفسیروں میں سے ایک ہے۔

سب سے اعلیٰ حضرت علامہ حسین علی صاحب کے احادیث کو آپ نے نہایت سلیقے کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس کے علاوہ مقدمہ تفسیر جوامع القرآن بھی آپ کی قابل قدر تصنیف ہے۔

۲۷ مئی ۱۹۸۰ء کو عمرہ سے واپسی پر راستہ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی سرپرستی میں ماہنامہ تعلیم القرآن ایک عرصہ سے کامیابی سے نکلتا رہا ہے، آپ اپنے استاد حضرت علامہ حسین علی صاحب نقشبندی کے ہاتھ پر بیعت پر گئے اور پھر انہی کے ہر ہے۔

(ناری فیروز الرحمن، دانش سر اسلام، ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء)

مولانا فتح الدین

مولانا فتح الدین بن حکیم میاں غلام محمد خوشاب میں پیدا ہوئے۔ درس تعلیمی، منشی فاضل اور مولوی فاضل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند چلے گئے اور مولانا محمود حسن سے اکتساب فیض کیا۔ حج کے بعد بغداد کا علمی سفر کرنے کے بعد حیدرآباد دکن میں قیام کر لیا۔ نواب زادہ محبوب علی خاں کے تالیق بھی رہے۔ علم وراثت میں "تذیۃ المیراث" آپ کی علمی یادگار ہے۔ آپ کو علم وراثت، تاریخ و سیر اور علم تفسیر میں بڑی دسترس حاصل تھی۔ ۱۶ شوال ۱۳۵۶ھ کو خوشاب میں وفات پائی۔

تفسیر روح الامیان

یہ تفسیر مولانا فتح الدین بن حکیم میاں غلام محمد خوشابی کی تصنیف ہے اس کے پہلے تین بارے حیدرآباد دکن سے تعلق ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک جامع مقدمہ تفسیر القرآن بھی مکتوب ہے۔

جناب مولانا فضل الرحمن صاحب

خلیب جامع مسجد تیلیاں، ہری پور ہزارہ

۱۸۵۰ء - ۱۹۵۹ء

آپ ۱۸۵۰ء کے لگ بھگ جناب شیر محمد صاحب کے گھر میں پیدا ہوئے۔ تھانہ ناری، ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ قومیت کے لحاظ سے آپ پنجاب تھے۔

ابتدائی تعلیم ہزارہ کے محلے سے حاصل کی، پھر ”کوٹہ“ (مردان) کے جناب عیسیٰ بیجا صاحب سے ٹیکس کی۔ آپ مسلمان، جن حدیث و احادیث سے تھے۔ فراغت کے بعد، حبیب گول، میٹھی، تحصیل موہلی، ضلع مردان کی مسجد میں ۱۵ سال تک امامت کے فرائض انجام دیئے۔ پھر واپس وطن آئے اور قریبی گولوں ”چرواں“ سے جناب نور احمد صاحب کی دختر فاطمہ بی بی سے شادی ہوئی۔ دس سال چرواں میں گزارنے کے بعد جامع مسجد تیلیاں ہری پور ہزارہ کے امام و خلیفہ مقرر ہوئے اور نصف صدی تک تبلیغی اور تصنیفی خدمات انجام دے کر ۱۹۵۹ء کو وہیں انتقال پڑا۔

تصنیفی خدمات!

۱۔ تفسیر فضل الرحمن پارہ اول صفحہ ۲۴۴ (پڑا ساڑھ)

۲۔ تفسیر فضل الرحمن پارہ دوم صفحہ ۲۴۵ ()

حضرت فضل شاہ

آپ کی پیدائش ۱۸۷۷ء کے قریب جالندھر میں ہوئی، ۱۹۴۷ء میں پاکستان آنا پڑا، ۲۹-۳۱ اگست ۱۹۴۷ء کو لاہور میں قیام پڑا۔ حضرت نیاں صاحب سے فیض پایا۔ ۲۳ شعبان ۱۳۹۸/۲۰ جولائی ۱۹۷۸ء کو آپ کا لاہور میں دھماکا پڑا، اس وقت عمر ایک سو سال تھی۔

تفسیر فاضلی

بیان حضرت فضل شاہ صاحب کا ہے۔ اور تحریر ڈاکٹر محمد شرف فاضلی کی۔ منزل اول (ناتھ سے انسداد) تک ہے، ۱۴۰۲ھ میں مکتبہ جدید پریس لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

حواشی پر خاندن، معالم التنزیل، جمل اور روح البیان و طبرہ تفسیر سے فوائد نقل کئے اور اس طرح پشتو ترجمے کی ایک ترقی یافتہ شکل سامنے آگئی، بعض تجارتی وجوہات کی بنا پر مصنف اس کام سے دل برداشتہ ہو گئے اور تفسیر کی تکمیل مولانا محرم رحمہ اللہ سماری کے حصہ میں آئی جو یار حسین ضلع مردان کے ایک فاضل خوشنویس ہیں، یہ ترجمہ اپنے سابق ترجموں سے نسبت بہتر اور آسان ہے پہلی حدیث میں ہر لفظ کا ترجمہ اس لفظ کے نیچے آگیا ہے مگر بعد دوم میں اس کا التزام نہیں ہو سکا ہے اس کا تفسیر کے بعد کسی قدر مختصر ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ اس کے دولل مصنف خوشنویس اور پیشہ و کتابت ہیں۔

مولانا فضل ودود پشاوی

آپ کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد مولانا فضل ودود نے قرآن مجید کے پندرہ پاروں کا ترجمہ اور تفسیر پشتو زبان میں کیا، مولانا موصوف بہترین خوشنویس بھی تھے۔ اور بہت نیک بھی، انہوں نے فرصت کے لمحات میں سترہ پاروں کا ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ با محاورہ بنانے کے لئے جگہ جگہ توسیع کا استعمال کیا، حواشی پر خاندن، معالم التنزیل جمل اور روح البیان و طبرہ سے فوائد نقل کئے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس لفظ سے پشتو زبان کے ترجمے کی ایک ترقی یافتہ شکل سامنے آگئی۔

مولانا فضل ودود یہ تفسیر مکمل کر کے اور اس کی تکمیل کی سعادت، ایک اور عالم دین اور خوشنویس کے حصہ میں آئی۔ یہ ترجمہ پہلے تمام ترجموں سے بہتر اور آسان ہے۔ اس تفسیر کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کے دونوں تکمیل کنندگان بزرگ فن کارانہت میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ لے

مولانا حافظ محمد اویس لکھتے ہیں کہ

پاکستان قائم ہونے کے بعد تہسناں بالا کے مولانا فضل ودود نے قرآن مجید کے پندرہ پاروں کا ترجمہ مع تفسیر ودودی لکھا۔ مولانا عربی اور پشتو کے بہترین خوشنویس ہیں۔ انہوں نے فرصت کے لمحوں سے نادمہ شاہکار سترہ پاروں کا لفظی ترجمہ اس طرح لکھا کہ اسے با محاورہ بنانے کے لئے جگہ جگہ توسیع کا استعمال کیا

لے جگہ کا نام یار حسین نہیں بلکہ یار حسین ہے۔

مولانا اویس حافظ، پشتو ادب میں تفسیر کا ذخیرہ، قرآن مجید، ۲، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۶۳۲۔

(قاری محمد عادل خاں کا معجزانہ واصل حافظ صاحبی کے معجزانہ کا ہے)

لے قاری محمد عادل، معارف، فردوسی، ۵۵، لاہور، ۱۹۷۵ء

درج دوم میں پاس کیا۔

۱۹۶۰ء میں جامعہ پنجاب سے ایم۔ اے خدسی کا امتحان دہر
اول میں پاس کیا۔ اور پھر کس پوزیشن سے بی۔ ایگ، ڈی کا امتحان استاذ سے پاس کیا۔

۱۹۶۲ء میں جامعہ پنجاب سے ایم۔ ایل کی ڈگری حاصل کی۔

ولایت پاکستان پبلک سروس کمیشن میں سیکرٹری شپ کیلئے امتحان دیا۔ ۱۹۶۰

امید و دل میں اقل پوزیشن حاصل کی۔ ۱۶ اپریل ۱۹۶۰ء کو گورنمنٹ ڈگری کالج ٹنڈوالہ

میں پہلی تقرری ہوئی۔ دن ٹوٹ کے خاتمہ پر صوبہ سرحد جانا ہوا اور گورنمنٹ کالج

ایبٹ آباد میں پوسٹنگ ہوئی، لاہور کے عرصہ قیام میں پہلے گجراتی لٹریچر کی

جامع مسجد میں غلیب رہا۔ پھر جامع ست گھر و انارکلی میں، دورہ حدیث

کا سماج پہلے جامعہ فقیر، اور دوبارہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں کیا۔

۱۹۶۲ء کی چھٹیوں میں حضرت مولانا عبداللہ درغلاستی سے ترجمہ تفسیر کی

شد حاصل کی۔ سند اجازت فی تفسیر والحدیث علامہ سید شمس الحق صاحب افغانی

نے بھی ضایت فرمائی ہے اور خصوصی وظائف کی اجازت بھی مرحمت فرمائی ہے۔

پہلی بیوت حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کے

ہاتھ پر ہوئی اور انہی کے ارشاد پر شیخ التفسیر حضرت

مولانا محمد علی صاحب سے استفادہ کر کے رہے۔ ان کے وصال کے بعد

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد رسول اللہ صاحب ہمدانی سے تجدید بیعت کی، ان کے

وصال کے بعد مولانا مفتی بشیر احمد پسروری سے تصق قائم پڑا۔ اداہنی سے خلافت

عطا ہوئی۔

۱۰ البرز البیڑ - معرکہ قومی شاہراہ شوقی کے فیض بقیہ

تصانیف کا دور ترجمہ و تشریح - شریعہ میں شاعر کی زندگی اور شاعری

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن

ولادت ۱۹۲۱ء کو تحصیل ایبٹ آباد کے ایک گاؤں ڈھیری کپیاں۔

میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد محرم سے حاصل کی۔ درس تعلیمی کی کتابیں برادر بزرگ

مولانا قادی محمد عارف صاحب، مہتمم فاضل جامعہ اشرفیہ سے پڑھیں۔ ۱۹۴۵ء میں

پنجاب کے تعلیمی بورڈ سے ادیب بری کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۴۵ء میں میٹرک کا امتحان

حفظ اور روایت حصے کی تکمیل مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار کھار میں کی۔ علامت

حفظ ہی میں دوسری سند قادی عبدالوہاب صاحب کئی سے حاصل کی۔

۱۹۴۵ء میں فاضل خدسی کا امتحان پاس کیا، گورنمنٹ

کالج ایبٹ آباد میں داخلہ دیا۔ ۱۹۴۵ء میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان درجہ اول دیکھ

پورے جلد میں پانچویں پوزیشن میں تھا۔

۱۹۴۵ء میں پشاور یونیورسٹی سے بی۔ اے کا امتحان پوزیشن نمبر کے

طبقہ میں اول آکر پاس کیا۔ ۱۹۴۶ء میں شہید مجاہد، جامعہ پشاور میں داخلہ دیا۔ ایم۔ اے

دعویٰ پر پولیس۔ یونیورسٹی کے لازمی امتحان میں یونیورسٹی میں اول پوزیشن

حاصل کی۔

۱۹۴۷ء میں اورینٹل کالج جامعہ پنجاب سے ایم۔ اے عربی کا امتحان

درجہ اول میں پاس کیا۔

۱۹۴۸ء میں جامعہ پنجاب سے ایم۔ اے اسلامیات کا امتحان

درجہ اول میں پاس کیا۔

۱۹۶۹ء میں جامعہ پنجاب سے ایم۔ اے اردو کا امتحان

مولانا قاری لطف اللہ جانندھری

۱۹۲۱ء — ۱۹۵۷ء

آپ جنوری ۱۹۲۱ء کو آزاد گاندھ حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب جانندھری کے گھر میں
رشدیدہ راجپورہ جیلاندر میں پیدا ہوئے۔

قرآن مجید حافظہ کمال سے حفظ کیا۔ ابتدائی درس نظامی کی کتابیں مدرسہ رشیدیہ میں پڑھنے والی حضرت
الحاج مولانا عبدالعزیز صاحب دکنوی اور برادر بزرگ مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب سے پڑھیں۔ دینیاتی
کتب فیہ المدرسہ جانندھری میں حضرت مولانا محمد صاحب اور مولانا محمد علی جانندھری سے پڑھیں۔ کئی سال
ہونے کی مشق مولانا کرنا سنا سے کہتے ہیں اور عجب بولنے لگے۔

آخری تعلیم کے لیے غلام اسلام سارنہ میں داخلہ پا کر مولانا حضرت مولانا عبدالرحمن کاکڑی صاحب
مدن مولانا اسعد اللہ مولانا علی شکر اور مولانا عبدالحلیم سے پڑھتے تھے۔

پھر پڑھنے بسے یہاں مولانا حبیب اللہ خاں ضل رشیدی کے ایماء پر دارالعلوم دیوبند میں داخلہ پا کر
شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد خاں سے پڑھتے تھے۔ دارالعلوم میں جمیعتہ العلویہ پنجاب کے
صعد و امیر منتخب ہوئے۔

جمیعتہ طلبہ کا سالانہ اجتماع حضرت مولانا مفتی کنایت اللہ صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔
جس میں علامہ شبیر احمد خاں فی الطور مولانا خصوصی تقریریں لائے۔ اس اجتماع میں جب آپ نے خطاب کیا تو
علامہ ثنائی بی بارجلجہ بغیر روئے کے کھڑکھڑائی آپ کو کچھ ہموار فاضل سے لگے۔ وہاں حضرت مولانا
بدیع عالم اور علامہ رحمت جوڑی سے علم حدیث کی تکمیل کی۔

قدوس توحید و تعالیٰ فراموش کے بعد آپ نے مدرسہ رشیدیہ راجپورہ میں تدریس کا آغاز کیا۔ اور ساتھ ہی
مولانا مفتی تاج الدین صاحب کے ساتھ درس و تدریس کا آغاز کیا۔

جامع مسجد بنی شیمان جیلاندر میں شہادت کے بعد تھے کہ سلطان پور دہلی والے حضرات آپ کے
لگے وہاں آپ نے جامعہ عید کو تیس سال تک ان میں حضرت مولانا محمد علی جانندھری کا کام پایہ تکمیل کر دیا۔
ریاست بنار پور میں کچھ ۸۰ سال تک تدریس میں رہا آپ نے ایک عربی مدرسہ میں کام کیا اور ریاست بھر
میں دور سے لے کر اسلامیان فیروز پور جیلاندر کے اصول پر فیروز پور تقریریں کرتے تھے۔ یہاں آپ نے تعلیمی محکمہ
کی ایک شاخ کا پاکستان میں موصوفی دور میں آگیا۔

قیام پاکستان : علامہ عثمانی کے دانش ور آپ نے جمیعتہ علماء اسلام کے کام شروع کیا۔ آپ نے اپنے لئے
جہانی مولانا حبیب اللہ خاں ضل رشیدی کی سمیت میں سابی وال میں جمیعتہ علماء اسلام قائم کر کے کام شروع کر
دیا۔ عارف والہ جمیعتہ علماء اسلام کانفرنس اور لاہور جہاد کانفرنس، شنگری تبلیغ کانفرنس اور چیچہ وطنی تقریر
کانفرنس کی تدریس وہاں آپ ہی تھے۔

آپ نے اپنے آپ کو تسلیم حضرت کے لیے وقت کر رکھا تھا۔ ساسے ملک میں آپ نے دور سے کیے۔
فقیر لاشن اجتماعات میں خطاب کیا۔

مختلط فہم بہت کے لیے آپ نے مثال قرآنیوں دیں۔ سندھ اور پنجاب میں مولانا محمد علی جانندھری
کے ساتھ دور سے کے توحید، رسالت، فہم نبوت، مقام صحابہ، حج اہل بیت کے موضوعات پر آپ
بستہ سخن خطاب فرما کرتے تھے۔

قیام دہلی : آپ کی زبان بنیادیں، تقدیر بنیادیں اور داخلہ بنیادیں مشہور و معروف ہیں، متعدد
بار دہلی چلا، شکر کیم فہم نبوت (۱۹۵۳ء) میں سابی وال اور میٹاوالی جیل میں ایک سال جیل کا دل
سے سزا پوری کر کے جب گھر پہنچے، والدہ صاحبہ کو سلام کیا جی تھا کہ دو بار گرفتار کر کے جیل میں عید کے روز
میٹاوالی جیل پہنچائے گئے۔ فہم نبوت کے موضوع پر جیسے والدین خطاب کیا، اس کی بادشاہ میں گرفتار
کر دیے گئے اور والدین میں مقدمہ چل رہا تھا۔ اسی مقدمے کے ذریعہ پروا دہلی جیل سے کہیں کی مصالحت
اور مقدمہ بازی سے پس آٹ پٹ گئی اور آگ لگ جانے سے اکثر جیشہ سولائی فہم ہو گئیں۔ آپ مع
مولانا شیخ احمد مہتمم مدرسہ اسلامیہ پورے سال ۱۹۵۷ء کو دہلی شہید ہو گئے۔

کئی مدرس کی سرپرستی فرماتے تھے ان میں قاسم العلوم فقیر والی، عارف والی دینی درس گاہ اور

ڈاکٹر قاضی مجیب الرحمن

ڈاکٹر قاضی مجیب الرحمن ۱۹۲۹ء کے گنگ جگج بڑوں شہر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بڑوں میں حاصل کی۔ ایم اے اسلامیات کی فیکلٹی جامعہ پشاور سے حاصل کی۔

قزاقستان کے بدشعبہ اسلامیات جامعہ پشاور میں تدریس پر مامور ہوئے پھر محدثہ شعبہ اسلامیات سمرجے۔ آپ نے ۲۲ سال تک اسلامی تدریس کا انجام دیا۔

آپ کے تادمہ ہزاروں شاگرد ہیں۔

مذہب قبل کم کی خاطر آپ نے "الاعراض معریضہ" داغ دیا اور وہاں سے اسلامیات میں ڈاکٹریٹ کی فیکلٹی کی فیکلٹی حاصل کی۔

آپ ایک اچھے استاد، مقرر اور مصنف تھے۔ ریڈیو اور ٹی وی پر کثرت سے آتے رہے اور اپنے موضوعات کے ساتھ انصاف کرتے رہے۔

آپ کی تصانیف میں الدلائل الاسلامیہ، قوانین تفسیریہ، تفسیر سورہ آل عمران خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور سیرۃ رسول ﷺ

آپ کا ۱۹۸۸ء میں رحلت ہوئی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ

کچھ مواد برادر عزیز ڈاکٹر محمد شفیق استاد شعبہ اسلامیات جامعہ پشاور سے لیا گیا ہے۔

آپ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے بانیوں میں سے ہیں۔ جامعہ کے مبلغ و خطیب اہم تھے۔ سزا بہمد رشیدیہ کے قریب واقع ہے۔

پسماؤگان: میں اپنے ایک والدہ دو بھائی، مولانا حافظہ محمد عبدالرشید شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ، مولانا حبیب الرحمن رشیدی، ناظم اعلیٰ جامعہ رشیدیہ کے علاوہ بیوہ یحیٰی فرزند قاضی محمد رشید اللہ، سعد اللہ طارق اور خرب اللہ زادہ اداہتی جی و نواسی جی ہیں۔

بڑے دونوں فرزند جامعہ رشیدیہ سکول میں پڑھاتے ہیں اور چھوٹے انہوں میں کام کرتے ہیں۔ آپ فنیس اعلیٰ واعظہ، قاریہ، محکمہ، داؤدی کے مالک، قرآن کریم پڑھنے میں حضرت امیر شریعت بنیادی کے تابع اور بے نظیر خطیب تھے۔ تقریر و بیان کا کلک پڑنے، استاذ عارف شہید احمد عثمانی سے لیا۔ ۲۰۲۵ سال کی عمر میں وصال پائی ہوئے۔

تصانیف: ۱۔ "بہار النعمانی فی تفسیر سورۃ الشعلیٰ" صفحات ۲۲۰، ۱۰۲ جامعہ رشیدیہ، ساہیوال، ۱۹۸۸ء، ۲ جہات، کراچی کا ترجمہ و درج ذیل ہے۔

جامعہ رشیدیہ کے مولانا قاضی الطیف اللہ رشیدی بڑی خوبیوں کے مالک تھے، حافظہ، قاری، پختہ علم، شاعر، نواز اور بے مثل خطیب۔ ایک زمانہ میں پنجاب کا گوشہ گوشہ ان کی صدا سے گونجنے لگا، گونج رہا تھا۔ "سیرت طیبہ" ان کی خطابت کا خاص موضوع، مغلطت صحابہ اور درودِ دعا، احکام ان کا نصب العین اور شہرت کی پامانی ان کا اولیٰ و آخری شوق تھا۔

مروجہ مختلف موضوعات پر چمکتی رسائل بھی تالیف کرتے تھے، ان میں سے زیرِ ذکر کچھ یہ تھیں: پہلی، "اشواق" جو جس میں سورۃ الشعلیٰ کی تفسیر کے ضمن میں عمدہ نکات اور سیرت طیبہ کے بعض اچھے پہلو قلمبند کئے گئے ہیں۔ کاش حضرت قاضی صاحب کے تمام رسائل بجا شائع کر دیتے جاتے تو بہت ہی مفید ہوتا۔

۲۔ عشق رسولؐ - ۳۔ تقریر مولانا اور - ۴۔ عالم ربیع -

مولانا محمد مدنی سندھی

آپ ۱۲۱۲ھ کو حلالا جدید قصبہ ہنبرہ حیدر آباد سندھ کے ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے، ایک مدرسہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی محبت دل میں ڈال دی، چنانچہ ۱۲ سال کی عمر میں اسلام قبول کر لیا، ۱۲۲۶ھ میں مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں مولانا سید حسین احمد مدنی مولانا عبید اللہ سندھی اور شیخ عبداللہ السراج سے پڑھتے رہے۔ واپس آکر دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی، تفسیر کا درس دینا مقصود مولانا احمد علی سے لاہور میں لیا۔ پھر کراچی پہنچے اور شیخ الحرم ہو گئے۔ کراچی میں بھی علمی خدمات انجام دیں۔ شیخ کی وفات ۱۳۰۴ھ میں ہوئی۔

تفسیر مولانا محمد مدنی سندھی

یہ مولانا محمد مدنی سندھی کی تفسیر ہے۔ اور آخری پندرہ پاروں کی ہے۔ آپ نے سندھی میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے۔ جو کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر محمد دین 'پشاور'ی

آپ شمس الدین صاحب کے فرزند ہیں۔ یکم اگست ۱۹۵۶ء کو پشاور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے پشاور یونیورسٹی سے ایم۔ اے عربی کا امتحان امتیاز سے پاس کر کے میٹرک حاصل کیا۔ اسلامیات کے امتحان میں بھی فرسٹ ڈویژن حاصل کیا۔ فوفاق المدارس عثمان سے بھی سند حاصل کی۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۸۵ء کو شعبہ اسلامیات میں بطور استاذ تقرر ہوئے اور آپ نے اسی دوران پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی حاصل کی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد سترہ کے قریب ہے ان میں مقالات اسلامیہ، عالم اسلام کی اصلاحی تحریکیں اور ہمارا مستقبل، اور غلامیہ عالم کا تقابلی مطالعہ، جامعہ کے نصاب میں شامل ہیں۔ ایف۔ اے اور بی۔ اے کے لئے سورہ البقرہ کے کچھ حصہ کی تفسیر، ترویج القرآن کے نام سے مکمل ہے جو طبع ہریچکی ہے یہ کام آپ نے ڈاکٹر قاضی مجیب الرحمن صاحب رحمہ اللہ کے حسب ہدایت کیا تھا۔

ان دنوں آپ "فان کتب خانہ" سے متعلق ہیں اور علمی کتابوں کی اشاعت میں لگے ہوئے ہیں۔ اور کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، آپ ماہنامہ "حرف" پشاور کے مدیر بھی ہیں۔

تفسیر سورہ نساء ومانندہ ونبیہ

یہ تفسیر پر وفسر مولانا منظور احمد سیالکوٹی کی تالیف ہے۔ اس کی تیاری میں کئی مستند تفسیران کے پیش نظر ہی ہیں۔ یہ الگ الگ چھ ہیں، علمی کتب خانہ اردو بازار لاہور نے چھاپی ہیں۔

مولانا نے جن تفسیر سے زیادہ مدد لی ہے۔ اور ان کے اقتباسات شامل کئے ہیں ان میں تفسیر ابن کثیر، تفسیر حسانی، تفسیر المنار، اور فوائد تفسیر یہ علامہ شبیر احمد عثمانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مولانا منظور احمد

مولانا منظور احمد بن محمد سنگ لال دین (مجموعہ) یکم جنوری ۱۹۰۹ء کو موضع دیگالوئی ندیم سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ونی تقسیم حضرت مولانا بشیر علی صاحب شہید ایسردوسیا سکوت سے حاصل کی، ۱۹۲۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولانا منٹ ۲، ستھان پاس کیا۔ پھر دارالعلوم دیوبند اور ڈابھیل میں تکمیل کر کے سند الفرائض اصل کی، عربی اور اسلامیات میں امتیاز سے ایم۔ اے کے امتحانات پاس کر کے میڈل حاصل کئے، دارالعلوم شبیر سیالکوٹ اور اسلامیہ کالج لاہور میں تدریس کی۔ اب اسلامی یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ حدیث کے استاذ ہیں۔ آپ کی تصانیف میں مذکورہ سو۔ تین کی تفسیر کے علاوہ حدیث فقہ اور قواعد عربی پر کئی کتابیں ہیں۔ آپ نے سب قلوب کی دو کتبوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ جو مقبول ہے۔ معرکہ اسلام - اسلام - یہ دینی اور -

درمیان عالم کے نام سے،

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد ۱۳۲۳ھ میں - وہاب - قریہ غازی محل میں پیدا ہوئے مولانا خدمت محمدنا تمیز مولانا سیف الرحمن محدث پشوری سے تکمیل کی، تفسیر مولانا محمد علی سے ٹیپس، صاحب انصاف والفقہ سے فقہی حالات کے لئے مدد جو راقم کی کتاب - حضرت مولانا مفتی بشیر احمد

مولانا نجم الدین جہلمی

آپ مولانا احمد دین کے فرزند تھے۔ ۱۲۸۶/۱۸۶۰ء کے قریب مولانا جہلم ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، پھر موضع بھرت ضلع سرگودھا میں پڑھتے رہے۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور علامہ محمد ادریس کاشمیری اور دیگر اساتذہ سے دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور فاضل ناضل کے امتحانات بھی پاس کئے۔ اپریل ۱۹۱۹ء تا ۱۹۳۵ء اورینٹل کالج لاہور میں الجورہ حمید مولوی تدریس خدمات انجام دیں۔

آپ نے اپنے آبائی وطن میں تعلیم کو عام کرنے کے لئے ایک اسلامیہ بانی سکول کی بنیاد رکھی، قابل اہل و عیال طلبہ کے تعلیمی اخراجات برداشت کئے۔ اور انہیں اعلیٰ تعلیم کے مواقع مہیا کئے۔ تادیبائیت کی ترویج میں بہت سرگرم تھے۔ اسی سلسلے میں مشہور مقدمہ بادشاہ (۱۹۳۲ء م) میں الجورہ گواہ پیش ہوئے تھے۔ اور اپنے اساتذہ علامہ ادریس کاشمیری اور دوسرے علماء کے ساتھ عدلیہ میں تادیبائیت پر غریب لکھائی۔ اپنے گاؤں کی مسجد کے خلیفہ بھی رہے۔ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ / ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء کو جالندھر میں فوت ہوئے اور انہیں دفنائے گئے۔

تصانیف میں "اشال القرآن" یادگار ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء میں اورنگ آباد راجستھان حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے۔ صوفی زندگی کا آغاز اٹھارہ سال کی عمر میں حقیقتہً علامہ سند کے اخبار "الحقیقۃ" کی ایڈیٹری سے کیا۔ اسی بعد میں الجہاد فی الاسلام کلمہ کر علمی دنیا سے متعارف ہو گئے۔ ۱۹۳۲ء میں حیدرآباد دکن سے ترجمان القرآن جاری کیا جو آج تک آپ کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔

۱۹۳۱ء میں جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی اور ایک عرصے تک اس کے امیر رہے۔ مولانا جامعہ اسلامیہ دہلی متروکہ اور رابہ عالم اسلامی مرکز دہلی کے ناظمی اور کان میں سے ہیں۔ باباطین مؤثر قیام اسلامی میں ایک مبعوث کی حیثیت سے شریک کئے گئے، وہ جوشیہ اس وفد کے مفکر اسلام اور بین الاقوامی شہرت کے عالم اور رہنما ہیں۔

مولانا کی تصانیف میں قرآن کریم کی تفسیر، تفسیر القرآن، الجہاد فی الاسلام، سورہ پردہ، تحقیقات، تفسیرات، مسند توحید اور مسند جہاد، قدر اہم ہیں۔ آپ کی تمام تصانیف کا عربی میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔

تاریخ ادبیات، ج ۲، ص ۲۷۱ جامعہ پنجاب لاہور

حسب وصیت فرستہ ولی کے مزار کے ساتھ دفن کئے گئے۔
 آپ کی تصانیف و تراجم کی تعداد ۲۶ ہے۔ ان میں اجماع القرآن،
 مقدمہ تفسیر القرآن، اربع تفسیر سورۃ فاتحہ و بقرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں بلکہ

مولانا نور بخش تولکی

آپ موضع چک تانیاں ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی
 مدرس میں حاصل کرنے کے بعد ایم۔ اے۔ اور کالج علی گڑھ میں داخل ہوئے
 دوسرے اساتذہ کے علاوہ علامہ رحیم اللہ خاں سے بہت کچھ حاصل کیا۔ عربی
 میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔

۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء میں انبائہ چیلوٹی کے ایک سکول میں ہیڈ ماسٹر مقرر
 ہوئے، وہیں خواجہ نور محمد شاہ کے ہاتھ پر بیعت طریقت کی اور اپنے مرشد
 کی نسبت سے تولکی، ان کے نام کا جزو بن گیا۔ انبائہ سے وہابی منتقل ہو گئے۔
 اور ایم۔ بی ہائی سکول میں لکچرر "ہیڈ ماسٹر" کام کرتے رہے۔ وہاں سے ۱۳۲۳ھ/
 ۱۸۹۶ء میں امرتسر آ گئے، وہاں مودت، مفتی غلام رسول قاسمی سے درس تعلیم
 کی تکمیل کی۔

پھر لاہور آ گئے اور انجمن نعمانیہ سے منسلک ہو گئے اور ایک مرتبہ
 انجمن کے ناظم تعلیمات رہے اور رسالہ انجمن نعمانیہ مرتب کرتے رہے۔ اسی
 دوران میں گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ عربی میں تدریس شروع کی۔
 ملازمت کے ساتھ لکھنؤی و تبلیغی مرکز میروں میں بھی حصہ لیتے رہے۔

ملازمت سے فراغت کے بعد وطن چک تانیاں پہلے گئے اور
 وہاں ایک مدرسہ "مدرسہ اسلامیہ تولکیہ" کے نام سے قائم کیا، قیام پاکستان
 کے بعد فیصل آباد آ گئے۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ/۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء
 مکان کی مٹی بھی سے گر کر زخمی ہوئے اور یہی حادثہ جان لیوا ثابت پڑا۔

لے مواد پروفیسر انصاری راہی کی کتاب تذکرہ علمائے پنجاب سے لیا گیا ہے

کرنے کے لئے نمائندہ منتخب کیا گیا تھا، ان میں سے آپ سرپرست تھے۔
اکتوبر ۱۹۳۲ء کو جب آل بول کشیر مسلم کانفرنس کا قیام عمل میں لایا گیا تو بول کشیر
چھوٹی تمام مجلس مرموزہ ادیشیج محمد عبداللہ کے ساتھ آپ بھی اس قومی تنظیم کے بانیوں
میں شامل تھے۔

۱۹۳۳ء میں آپ نے جمل کے دو لیڈروں — سردار گوہر رحمان اور مسٹر
اسے۔ آر سار کے تعاون سے — آزاد مسلم کانفرنس کا قیام کیا، اور یہ جماعت کئی سال
تک آپ کی سرپرستی میں کام کرتی رہی۔ نیشنل کانفرنس کے قیام کے بعد جب قائد کشیر
چھوٹی تمام مجلس نے ۱۹۳۰ء میں جوں کے مقام پر مسلم کانفرنس کا ازمرو ایدیا کی نوکر بدھ
کے لہلہ ۱۹۳۲ء کے وسط میں آپ نے اس میں شمولیت اختیار کر لی اور نشن کانفرنس
کے مقابے میں مسلم کانفرنس کے قیام میں آپ کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔ آپ اور
آپ کے بڑا دل و عقیدہ مندوں نے انتہائی غصوں، جرات اور بلہ باکی کے ساتھ
مسلم کانفرنس اور تحریک پاکستان کی حمایت کی۔

۱۹۳۳ء میں رشتہ قائم شدہ کے بعد مسلم کانفرنس کا دوسرا سالہ اجلاس آپ کی
کوششوں سے مری نگر کے مقام پر منعقد ہوا۔ مئی ۱۹۳۳ء میں جب قائد اعظم مدنی
جناب کشیر شریف سے گئے تو آپ نے دورگین کے مقام پر کشیر مسلم کانفرنس کی طرف
سے ان کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ اور ان کے اعزاز میں اپنی قیام گاہ پر
ایسی دعوت دی کہ کشیر کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھی جائیگی۔

جون ۱۹۳۵ء کو آپ نے آل بول کشیر مسلم کانفرنس کے تیرہویں اجلاس منعقدہ
پرنچہ کی صدارت کی اور اس میں آپ نے ایک نمائندہ خطبہ صدارت پڑھا۔

۸ جن ۱۹۳۶ء کو آپ بھی کی صدارت میں آل بول کشیر مسلم کانفرنس کی مجلس
عامہ نے قراردادوں اور نو کشیر کا ابتدائی خاکہ مرتب کیا جسے ۲۷ جولائی ۱۹۳۶ء کو

مولانا محمد یوسف میر واعظ

۱۸۹۴ء — ۱۹۶۸ء

آپ ۱۳ رستہ بیان ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء کو میر واعظ دہلوی شاہ کے گھر سرینگر
میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ وادک کشیر کے دہانی پیشوا تھے۔
ابتدائی تعلیم علاقہ کے علماء سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند میں
داغولیا، اور عربی تکیں لگی، واپسی پر میر واعظ عتیق اللہ صاحب نے آپ کو اپنی جگہ
میر واعظ مقرر کیا اور اس حیثیت سے آپ انجمن نفع الاسلام مری نگر کے صدر بھی
بنے۔ اس انجمن کے تحت مسلمانوں کے لئے ایک سکول اور کالج بھی چلاتا تھا۔

قیام دیوبند کے دوران تحریک خلافت میں مصروف کشیر میں واپسی پر جب
بعض مسلمان جوانوں نے دیگرہ راج کے خلاف مسلمانوں کے حقوق کے لئے جدوجہد
شروع کی، تو آپ نے ان کی سرپرستی کی۔ اور ان سے آپ تحریک حریت کشیر کے
بانی مہانی ہیں۔

آپ ہی نے ۱۹۳۱ء میں کشیر محمد عبداللہ کشیر مسلمانوں سے متعارف کرایا
۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کے حالات کے بعد جو سب سے ہوئے، آپ نے اس موقع پر
رشتہ کی - ۲۱ جون ۱۹۳۱ء کو خانقاہ مقلیٰ کے تاریخی جلسہ عام میں جن سات ممتاز افراد
کو دیگرہ حکمرانوں سے مسلمانوں کی شکایات اور مطالبات کے بارے میں بات چیت
کے سید محمد اظہر: حیات النور، ۱۹۵۵ء، ص ۱۹۵۵ء، ص ۱۹۵۵ء، ص ۱۹۵۵ء کے
مقتضیٰ تلامذہ میں ۳۱ ویں نمبر پر آپ کا نام آیا ہے۔

۱۷ رمضان کی شام، سات دسمبر ۱۹۶۶ء سات بجے شام، برفہ

وصال!

نبیہ سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال میں حرکت قلب بند ہو جانے سے
اصل بحق ہوئے۔ اور دوسرے دن لیاقت باغ راولپنڈی میں ہزاروں کشمیریوں
اور پاکستانی باشندوں نے آپ کی غازی خاندان میں شرکت کی اور مظفر آباد میں
دفن کئے گئے۔ لے

اولاد میں ایک فرزند مولوی محمد اسحاق صاحب بی کا علم ہو سکا ہے۔

آپ ایک متقی، پرہیزگار اور مثالی مسلمان تھے۔
اخلاق و عادات! انھیں رہنا تھے۔ آپ اسلام کے پرچوش مبلغ اور تحریک

پاکستان کے زبردست حامی تھے۔ کشمیری مسلمانوں میں آپ سے زیادہ کوئی
نہیں اور سماجی طور پر قابل احترام نہیں۔ آپ کے احترام اور عقیدت کی
وجہ آپ کے عہدہ اخلاق اور اچھی عادات تھیں۔

تفسیر!

کشمیری زبان میں قرآن مجید کی مکمل تفسیر لکھی
ہے۔ لے

باقاعدہ طور پر منظرِ کار کے مسلم کانفرنس کا مشترکہ قرارداد کیا۔

۲۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو مسلم کانفرنس کے تاج پور چدری غلام عباس میں منعقد کی
گرفتاری کے بعد آپ نے بحیثیت صدر مجلس عمل مسلمانوں کی قیادت کی اور ۱۵ اگست
۱۹۶۷ء کو آپ کی صدارت میں مسلم پاکستان (جامعہ مسجد) سرینگر میں ایک لاکھ کشمیری
مسلمانوں نے پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا اور مہاراجہ چدری سنگھ سے مطالبہ کیا کہ وہ
ریاست کا الٹی کشمیری مسلمانوں کی خواہشات کے مطابق پاکستان کے ساتھ کرے۔
ڈوگرہ حکومت نے پاکستان کی حمایت میں آپ کی سرگرمیوں کو پسند نہ کیا اور اسی
بنا پر آپ ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے۔

وزارت تعلیم!

پاکستان آکر ۱۹۶۶ء میں آپ حکومت آزاد کشمیر کے وزیر تعلیم
مقرر ہوئے۔ نومبر ۱۹۶۵ء کو حکومت آزاد کشمیر کے صدر مقرر
ہوئے۔ اس سے قبل اکتوبر ۱۹۵۱ء میں قائد کشمیر چدری غلام عباس مرحوم نے
آپ کو اپنی جگہ آل جوں کشمیر مسلم کانفرنس کا صدر مقرر کیا۔

اپریل ۱۹۵۶ء میں آپ دوبارہ حکومت آزاد کشمیر کے صدر مقرر کئے گئے، آپ
کچھ عرصہ حکومت پاکستان کی مرکزی مدینہ کیس کے نائب صدر بھی رہے۔

۱۹۶۳ء میں آپ نے ایک اعلیٰ القدر کی قیادت کی جس نے اسلامی اور ملین یورپی
ممالک کا دورہ کر کے انہیں تحریک آزاد کشمیر کے عقائد سے آگاہ کیا۔ ۱۹۶۵ء میں مقبوضہ
کشمیر کے عوام نے جب القدر کی کونسل کی قیادت میں بھارتی سامراج کے خلاف
لبنات کی تو آپ کو القدر کی کونسل نے پاکستان میں اپنا ترجمان مقرر کیا۔
مقبوضہ کشمیر میں آپ نے جینٹلمن میرافٹا مولانا محمد رفیع تحریک آزادی کشمیر
کے ممتاز رہنما تھے، آپ اسلام کے پرچوش مبلغ، اور ان کی بے باک قیادت
میں کشمیری فوجی تحریک پاکستان کے مقاصد کے لئے مگر مگر عمل میں۔

لے سوانح نگار کی طیارے میں مولانا امیر ازمان کشمیری کے معتمد، مولانا محمد رفیع صاحب
میرافٹا سے مدد لی گئی، معتمد ذی الجرح ۱۳۸۹ھ کے مابینہ البلاغ، کوڑا پی شائع ہوا۔
مولانا محمد رفیع صاحب مشکوٰۃ و مجاہد رضوی تاریخ الاسلام وولنبر
لے روایت دوست محمد صاحب مشکوٰۃ و مجاہد رضوی تاریخ الاسلام وولنبر

مولوی ممتاز علی

سید محبوب رضوی لکھتے ہیں :

مولوی ممتاز علی سید ذوالفقار علی (اکثر اسٹنٹ کشتی) کے فرزند اور نامور عالم تھے۔ تہذیب نسواں کے نام سے خواتین کا ایک رسالہ نکالتے تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی ایک اہم کتاب البیان فی مقاصد القرآن ہے۔ اس میں قرآنی مضامین کی ترویج چار جلدوں میں کی گئی ہے۔ سید امتیاز علی تاج اپنی مولوی سید ممتاز علی کے فرزند تھے۔

انٹر علی بھی لکھتے ہیں!

۲۰ ستمبر ۱۸۶۰ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی سے استفادہ کیا تھا۔ ۱۸۷۶ء میں لاہور آکر جدید تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۹۸ء میں رفا و عام پریس قائم کیا اور ایک اشاعتی ادارے دارالاشاعت کی بنیاد رکھی۔ ۱۵ جون ۱۹۳۵ء کو وفات پائی۔ اور حسب وصیت دہلی میں دفن کئے گئے تفصیل البیان فی مقاصد القرآن - سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

۲۳۳-۲۳۲: سید محبوب رضوی انارکلی دہلی میں ۱۹۷۲ء میں ۲۳۳-۲۳۲

۲۳۲: انٹر علی بھی لکھتے ہیں! لاہور: ۲۳۲

مولوی فیروز الدین

۱۸۶۲ — ۱۹۴۹ء

مولوی فیروز الدین، جان محمد کے فرزند تھے۔ ۱۸۶۲ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ لاہور میں تعلیم پائی۔ فیروز پرنٹنگ پریس کے نام سے چھاپہ خانہ قائم کیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بڑی برکت دی۔ ۱۹۳۰ء میں حج کی سعادت ملی۔

آپ کی کئی قابل قدر تصانیف ہیں۔ اپنی خود نوشت "جہاد زندگی" میں بڑی تفصیل موجود ہے۔

اردو ترجمہ قرآن و تفسیر تیسری القرآن مطبوعہ ہے۔ اس کام کے لئے آپ نے علی کا ایک بورڈ بھی ترتیب دے دیا تھا، جس میں مولانا رحمت علی، خاں سامی بھی شریک رہے۔

۱۸۶۲: انٹر علی، لاہور: ۱۸۶۲

مولانا علی اصغر عباسی

صوبائی خطیب محکمہ اوقاف پنجاب

آپ جناب فیض رسول بن محمد حسین عباسی کے فرزند ہیں۔ ۳ مارچ ۱۹۲۹ء کو کریم آباد، بانڈہ پیر ضلع، ایبٹ آباد میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم علاقہ کے ممتاز علماء۔ مولانا قاضی محمد اسرار ایلہ بالا کوٹی، مولانا خلیل الرحمن سکندر پوری، مولانا قاضی محمد نواز مولانا قاضی پیر ہاشمی اور اپنے دو چچاؤں مولانا عزیز الرحمن وغضیل الرحمن سے حاصل کی، پھر ۱۹۵۲ء میں لاہور جامعہ اشرفیہ میں داخل ہوئے اور ۱۹۵۸ء میں مولانا محمد رسول خاں، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا مفتی محمد حسن اور دیگر اساتذہ سے دورہ حدیث چھو کر سند حاصل کی۔ تفسیر کا سند حضرت مولانا احمد علی صاحب سے حاصل کیا۔

۱۹۵۸ء میں جامع مسجد انیسو گنبد لاہور میں امام و خطیب مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں یہ مسجد محکمہ اوقاف کی تحویل میں بنی گئی۔ ۳ سال آپ نے مدرسہ فضیلا العلوم، فیض باغ میں تدریس کی ۱۹۵۵ء میں مولوی اور ۱۹۶۰ء میں آپ نے فاضل عربی کے امتحانات پاس کئے۔

لاہور ۱۹۶۳ء اور ۱۹۶۲ء تک اکیڈمی علوم اسلامیہ کوئٹہ میں خطبہ کے ترقیتی کورس میں شرکت کی اور اس دوران میں صلامہ شمس الحق انصاری سے خوب خوب استفادہ کیا

۱۹۶۳ - ۱۹۶۵ء تک جامعہ اسلامیہ، بہاولپور میں متخصص فی المدونۃ والادب وادایم۔ اسے اسلامیات کے باب، انجیل پر ذکر کی حاصل کی۔ اس اثنا میں دیگر علماء کے معہ صلامہ شمس الحق انصاری سے تفسیر قرآن میں بہت زیادہ استفادہ کیا۔

۱۹۶۸ء میں لاہور کے ضلعی اور ۱۹۶۸ء میں صوبائی خطیب مقرر ہوئے۔ اعزازی طور پر جامعہ اشرفیہ اور جامعہ رحیمیہ میں اب تک پڑھا رہے ہیں ۱۹۶۷ء میں خشکی کے راستے بیج کی سمادت ملی۔ ۱۹۸۱ء میں حکومت کی دعوت پر لاہور و سندھ ایران گئے اور وہاں کے اجلاسوں میں شرکت کی۔ ۱۹۸۳ء میں عراق کی طرف سے لبنان میں حالیہ کانفرنس میں شرکت کی۔ اور ایک اجلاس میں مقام بھی چڑھا۔ ۱۹۸۴ء میں حکومت ایران کی دعوت پر ۱۰ مہینہ وحدت کے سلسلے میں لاہور مندوب شرکت ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں دوبارہ حکومت عراق کی دعوت پر دوسری بار عراق پاکستان کے ایک وفد کے ہمراہ گئے۔ ۱۹۸۶ء میں جامعہ المدینہ میں ۵۰ کا تربیتی کورس مکمل کر کے سند حاصل کی۔ اور آخری اجلاس میں مشعر ادا کرتے ہوئے عرب میں تقریر کی۔ ۱۹۹۰ء میں حج اہل خانہ حج کی سمادت حاصل ہوئی۔

تفسیر سورۃ الفاتحہ:

آپ نے اکیڈمی علوم اسلامیہ کوئٹہ میں (لاہور ۱۹۶۳ء — ۱۰ جولائی ۱۹۶۳ء) اور پھر جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں (اکتوبر ۱۹۶۳ء — ۲۰ جون ۱۹۶۵ء) کورس کے دوران میں صلامہ شمس الحق انصاری سے جو سبق سنا پڑھا تھا اسے اسی دوران میں ساتھ ساتھ تقلید بھی کرنا تھا اور پھر اپنے دوسرے ہم کورس دوستوں کی کچھ ہوئی کہیں کے ساتھ اس کا تہذیبی بھی کرتے چلے گئے! پھر اسے صاف کر کے آخری شکل دی۔ آپ کی بھرپور کوشش بھی رہی کہ حضرت

اسباق القرآن

مجلد ستہ تفاسیر

یہ قطب خاں صاحب کی تالیف ہے جس پر مولانا، صدر الدین نے تفسیر لکھی ہے۔ پہلے پارے کی تفسیر ہے جسے مولانا، بلیکین شہزاد لپٹکی نے ہدایت لکھی ہے۔ اس کے ساتھ ۲۱۳ صفحات میں مشائخ کیا ہے اور مذکورہ فقہی امور اسلام آباد نے تقسیم کا بیڑا اٹھایا ہے۔

ڈاکٹر عبدالواحد بے پنا اور مولانا مفتی سیدنا الدین کا کاشیل نے بھی اسے پڑھ کر مفید پایا ہے۔
مؤلف نے مختصر تفاسیر سے مراد اکتھا کر کے اسے مجلد ستہ کی صورت میں پیش کیا ہے۔

افتائی کے الفاظ کا یہ مرتبہ ہر کتاب کی شکل اختیار کرے۔ خود سمجھتے ہیں۔
میں اس نے ایک افتائی کو یہ کیا کہ معذرت پر عزائم قائم کر دیے اور دوسرے کو
جہاں کوئی بات تشریح طلب سمجھو اسے حاشیہ میں لکھ دیا وہ مختصر رواد ہے اس
تفسیر کا۔ آخر میں جب آپ نے یہ تفسیر حضرت افتائی کو دکھائی تو انہوں نے آپ
کو بہت دعاؤں دیں۔

راحمہ لکھو حضرت مولانا مفتی صاحب مباحی کی جو کتابوں منیات ہیں۔
ان میں ایک یہ بھی ہے کہ دوسری صفات کی اس تفسیر کا مطالعہ میں نے پڑھیں میں جاننے
سے پہلے کر لیا اور اسے پڑھتا چلا گیا اور ایک ہی نشست میں ساری تفسیر پڑھ ڈالی۔
جدوجہ مطالعہ افتائی کی یہ تفسیر سورۃ الفاتحہ کے عجیب و غریب علم کا گنجینہ ہے
اور بڑی کامیابی تفسیر ہے سادہ مولانا مباحی کی محنت بھی کم نہیں کہ حضرت مولانا
کے الفاظ میں اسے عمدہ ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے، یہی اسی پیشکش پر مولانا صاحب
صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اسے قبول عام
اور شہرت دوام ملے اور مسلمانوں کی طرف سے انہیں اعلیٰ عہدہ کا بہتر
سے بہتر بدلہ ملے آمین۔

تفسیر اسرار التنزیل

یہ تفسیر مولانا محمد اکرم امدان کے قلم سے ہے۔ ادارہ نقشبندیہ اولیٰ والفرقان مندرجہ بالا کے اہتمام سے نہایت عمدہ کتابت کے ساتھ آرٹ پیپر پر شائع ہوئی ہے۔ ایسی اس کی تین جلدیں منظر عام پر آئی ہیں۔ اس میں اردو ترجمہ کے ساتھ انگریزی ترجمہ بھی دی گئی ہے اور آخر میں اسرار و مانی کے متران سے متعلق آیات کی تفسیر لکھتے ہیں۔

پہلی جلد سورہ آل عمران پر ختم ہوئی ہے لارجیب ۱۴۰۵ھ کو تمام ہوئی اور جولائی ۱۹۸۹ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کے پڑے ساڑھے ۲۲۲ صفحات ہیں۔

دوسری جلد میں سورہ نساء اور سورہ آل عمران کی تفسیر ہے۔ یہ اگست ۱۹۸۸ء کو شائع ہوئی اس کے ۲۱۰ صفحات ہیں۔ ۲۸ رمضان ۱۴۰۸ھ کو مکہ مکرمہ ہوئی۔ اور

تیسری جلد سورہ انفال پر ختم ہوئی ہے۔ آپ نے ۲۰ رمضان ۱۴۰۹ھ کو مکمل کی جو جولائی ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی ہے اس کے ۲۰۰ صفحات ہیں۔ یہ تفسیر بھی عام ختم ہے اور مفسر کی کوشش قابل قدر ہے۔

مولانا حمید الرحمن ایبٹ آبادی

آپ ۱۹۳۲ء کو سیدی بھو دالی، دلاور ضلع ایبٹ آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام مولوی غلام علی مہاسی ہے۔ وہ تفسیر قرآن میں حضرت مولانا حسین علی صاحب دسکان دکن پھر پٹنہ ضلع میانوالی کے ٹیچر تھے۔ اور انہی سے بہت بھی سیکھے۔

نامعلوم قرآن والہ صاحب سے پڑھا۔ انھیں آپ کی عمر ۱۳ سال کی تھی مگر ان کا دماغ بزرگوار تھا۔ والد صاحب تو بیچن کی بس فرت بزرگ تھیں۔ ۱۲ سال تک اپنی پھر پٹی صاحب کے زیر تربیت رہے۔ پھر پاکستان کے مختلف مدارس میں مختلف عہد سے تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا فقیر احمد عثمانی، مولانا محمد مالک کاندھلوی، مولانا محمد اسلم ندوی، مولانا محمد ابراہیم اکھوڑی، مولانا عبدالقادر، مولانا عبدالحق کبیرپوری، مولانا محمد امین راولپنڈی، مولانا محمد مصطفیٰ ہزاروی داکٹر سینیٹہ ٹیچری مولانا محمد ابراہیم کاندھلوی اور مولانا محمد رسول خان سٹال ہیں۔ دور کا صریح ۱۹۵۸ء میں مدرسہ مفتاح العلوم ملہواری ضلع کبیرپوری میں مولانا نور محمد دینی محمد محمد نور شہ کٹیڑی سے پڑھ کر فراغت حاصل کی۔

۱۹۶۲ء میں شیخ التفسیر مولانا محمد علی سے تفسیر قرآن پڑھ رہے تھے کہ حضرت کا وصال ہو گیا۔

فراغت کے بعد مدرسہ تجوید القرآن موٹی بازار لاہور میں دو سال دارالافتاء ڈال ٹاؤن لاہور میں پارساں، مدرسہ قرآن لاہور کے شعبہ عربی میں

AF:59

AF-59

۴۷ رمضان المبارک جمعہ ۱۳ رگست ۱۹۴۷ء ولادت پاکستان کو چاشت کی
غازی حالتِ سجدہ میں اپنے حلقِ حقیقی سے جا ملے اور عکریں دفن کئے گئے
ان کی قبر پر ندی کی پر بانی کندہ ہے جو وصال سے قبل آپ اکثر گنگنا تے رہتے
تھے۔

حسبِ سنہ سرسپر پیغم از دیوانہ گفت یا خاک مست و دواست یا دیوانہ
گفتم آہنا پر گویند کاغذیں دل دادہ اند گفت یا گرانہ یا گرانہ یا دیوانہ
ڈاکٹر شمس بہادر خاں کہتے ہیں: "مولوی محمد صاحب مجددِ بلاغت حضرت اور
رحمبِ دل و دماغ استاد تھے۔ ان کی فکر کیا بات سے میرے ہم عصروں نے حیرت و
استاء، وہ شاگردوں کے حلقے اور سیرت کرتے۔ آپ نے پیشین کے دوران قرآن حکیم کی
تفسیر بھی جو طبع نہ ہو سکی۔" ۱

اولاد میں چار فرزند... علی الجبار خاں، میر انش خاں، تاج محمد خاں، اور حاجی سردار
بہادر خاں ایٹھ ویکٹ اور دو دختران بی بی شہیر اور بی بی افراتون یا گلا رحیمڈری۔
بی بی شہیر کے چار فرزند... پیلر خاں، اولاد خاں، بہہ فسر نصیب خاں، صدیق
حیدر ایٹھ پٹا درویش سرشتی اور نصیر الدین ہیں جبکہ بی بی افراتون نے اپنے گھرانے میں
ایٹھ زندگ قرآن مجید کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ چھ دسٹام درس قرآن دیتی ہیں۔ محکمہ
کا کوئی بچہ یا بچی ایسی نہیں جس نے ان سے قرآن پاک کا درس نہ لیا ہو۔ ان سے نہ لیا
بچوں/بچیوں نے قرآن مجید مکمل کیا ہے۔ ۲

۱ ڈاکٹر شمس بہادر خاں: مشہرت و قرات (سفرِ مہرج) لاہور: ص ۳۴

۲ علی حیدر کلہاڑا آپ کے فرزند الحاج سردار بہادر خاں ایٹھ ویکٹ سے لیا گیا۔ اہل حق کے ہاں
قرآن پاک کی بابت کہ ہے۔